ناول

جنت الفردوس

مصنفہ

مسٹر جارج ڈبلو ایم رینالڈز صاحب

مشہور فسانہ نگار انگلستان

حسب فرمائش

بابو ہرچرنداس بھارگو منیجر بھارگو اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ و ۱۶ امین آباد پارک لکھنؤ

باہتمام سیٹھ کندن لال

سیٹھ کندن لال پریس لکھنؤ میں چھپا

۱۹۲۲

فہرست ناول دلچسپ و اخلاقی و تاریخی

نام کتاب	اجزا	قیمت	نام کتاب	اجزا	قیمت
نشتر	عـ	عہ ۳ر	کامنی	سے ۴	سے ۴ر
اشک حسرت	للعہ ۲	۶ر	گلزار صلیبہ	عہ ۲	عہ ۸ر
روز الیبرٹ کامل	عہ ۴	عہ ۴ر	قاتل کا قاتل	للعہ ۲	۱۲ر
سلطان نازک ادا	للعہ ۲	۱۰ر	چاند سلطانہ کامل	سے	للعہ
مشتاق زہرہ	عہ ۲	عہ ۸ر	قلورا قلورنڈا	ہے ۴	عہ ۸ر
رزم بزم کامل	معہ ۲	ہے ۸ر	کایا پلٹ	عہ ۲	عہ ۳ر
دلچسپ کامل	لعہ ۲	عہ ر	بیروگ	معہ ۴	سعہ ر
ڈاکٹر کی بیٹی	۴	عہ ۳ر	میٹھی چھری	معہ ۲	عہ ر
نشیب و فراز	معہ ۲	عہ ۳ر	ہیرے کی کنی	۲	۱۰ر
مظفر ڈراما بائی	بعہ ۲	عہ ۳ر	تسخیر	سے	۱۲ر
شادی و غم	عہ ۲	۶ر	پیاری دنیا	ہے ۲	۱۲ر
مرد میدان کامل	ہے ۲	للعہ	احمق الذین	۲	عہ ر
بدر النسا کی مصیبت	ہے ۲	۶ر	حاجی بغلول	ہے ۲	عہ ر
جنت الفردوس	سے ۲	عہ ۱۲ر	پی کہاں	للعہ ۲	۱۰ر
کنیز فاطمہ	معہ ۲	عہ ر	ارمان	للعہ ۲	سعہ ر
اسرار کامل	معہ ۲	للعہ	دلکش کامل	سے	[illegible]
فردوس برین	ہے ۴	عہ ر	جام زہر	ہے ۲	عہ ۸ر
حسن بن صباح	ہے ۲	۶ر	ملک العزیز ورجنا	عہ ۲	عہ

باب اول

جوان مسافر

سنہ ۱۱۵۳ء کے موسم بہار مین پشت توسن پر سوار خطہ جارجیا مین جا رہا تہا۔ اسکی عمر کوئی اٹھارہ برس کی ہوگی ہنوز سبزہ آغاز تہا سر کے بال لمبے اور گھونگھر والے تھے اُسکی شکل وشمایل اور وضع قطع سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ کسی دولتمند خاندان کا ملازم یا غلام ہی۔

یہ نوجوان مغربی حصہ جارجیا مین سفر کر رہا تھا۔ ظاہرا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کئی دنسے سفر کر رہا ہی کیونکہ کبہی کبہی وہ ٹھہر جاتا اور گھوڑے سے اُتر کر اُسکو سبزہ زار پر چرنے کو چھوڑ دیتا اور خود کسی درخت کے سایہ مین آرام لینے کے واسطے لیٹ جاتا اور انگور کے گچھے جو بکثرت اُسکے سر پر لٹکتے توڑ لیتا اسطرح کئی ہفتہ تک اوسنے راہ طے کی۔

غروب آفتاب کا وقت تہا کہ یہ مسافر تیز چلنے لگا۔ یہ جوان ایک گھنے جنگل کے کنارہ پر پہونچا جو کوہستان کے نشیب و فراز پر ہوتا ہوا دور تک چلا گیا تہا یہ نوجوان اس راستہ سے پورا واقف معلوم ہوتا تھا اور اسکو اون بدمعاشوں سے دوچار ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تہا جنکے لئے یہ ضلع جسمین وہ چل رہا تہا بدنام تہا آدہ گھنٹہ مین جوان کو درختون کی آڑ مین کچھہ روشنی نظر آئی اور چند لمحہ مین وہ ایک چھوٹی خیمہ گاہ مین پہونچگیا دو جگہ زمین پر آگ جل رہی تھی اور آدمی کہانا پکانے مین مشغول تھے وہ سب بلند قامت پہلوان صورت لوگ تھے اور بخوبی مسلح تھے ہر ایک کی پیٹی پستول اور خنجر سے مزین تھی اور اودہمین تلوار بھی لٹکتی تہی خیمون کے اندر نگاہ کرنیسے معلوم ہوتا تہا کہ اس چھوٹے گروہ مین وہی باتین موجود تھین جو کہ ترتیب لڑنے والے ڈاکوون [illegible] ہوتی ہین یہ لوگ مدتون سے لو[illegible] تین اس کثرت سے ہو گئے تھے کہ وہی حملہ آور انکو اپنا ہراسان کرنے والے جانی دشمن تصور کرتے تھے۔

یہ جنگل نہایت گنجان تھا جوان نے گھوڑے سے اتر کر اوسکی باگ پکڑ لی اور آہستہ آہستہ خیمہ گاہ میں داخل ہوا اُسکے چہرہ پر روشنی پڑتے ہی ڈاکوون نے اُسے فوراً پہچان لیا۔ دونون جانب سے رسم سلام ادا ہوا اور ایک شخص نے جوان کا گھوڑا پکڑ لیا۔ ایک نے گھوڑے کی گردن تھپتھپا کے کہا کہ فی الواقع یہ گھوڑا بہت اچھا ہے اور اوسنے تمکو خوب کام دیا۔

جوان نے کہا ذرا میرے گھوڑے کی خبر لو اور مجھے اپنے سردار سے بات چیت کرنے دو۔ ایک ڈاکو چلا اور جوان کو پیچھے آنیکا اشارہ کیا دونون جنگل کی اور زیادہ گنجان بھول بھلیان مین گھسے یہانتک کہ آگ کی روشنی نظر سے چھپ گئی اور یہ دونون اُس مقام پر پہونچے جہان آگ ایک اور خیمہ کے سامنے جل رہی تھی۔ یہ خیمہ بہ نسبت اون خیمون کے جنکا ذکر اوپر ہوا ہے بڑا اور عمدہ تھا ڈاکو نے جو جوان کو ہمراہ لایا تھا اُسکو خیمہ مین داخل ہونیکا اشارہ کیا اور خود باہر کھڑا رہا۔

اس خیمہ مین پر ایک چٹائی بچھی تھی جس پر [illegible] ۲۱ یا ۲۴ برس کی عمر کا ایک آدمی لیٹا ہوا تھا۔ یہ شخص لانبا اور دبلا تھا مگر اوسکے مناسب اعضا سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑی قوت رکھتا ہے ایک چاندی کا چراغ جو خیمہ مین لٹکا تھا اوسکی روشنی اس شخص کے چہرہ پر پڑتی تھی اور اُسکے چہرہ پر بشاشت اور جوانمردی نمایان تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے گروہ کا سردار ہے اور ہر طرح سے معلوم ہوتا تھا کہ اوسکو اپنے ماتحتون پر پورا رعب و داب حاصل ہے اور وہ اُسکے فرمانبردار ہین اور بغاوت کی جرات نہیں کر سکتے۔

وہ خیمہ مین داخل ہوتے ہی ازراہ ادب مستعد رہا اور سردار نے اوسکو دوستانہ الفاظ سے خطاب کیا جیسا کہ کبھی کبھی افسر اپنے ماتحتون سے کرتے ہین۔

سردار "خوش آمدی تونر کیا خبر ہے"

گرجی جوان "سب خیریت ہے"

سردار "اس سے مین یہ سمجھتا ہون کہ تمنے شاہزادہ منگریلیا کی نسبت ویسی ہی پوری کامیابی حاصل کی ہے جیسی الہ دین ترکہ کی نسبت"

تونر "جیسا مین نے الہ دین کو قارص سے سفر کرنے کے لیے مناسب راستہ بتلایا ہے ویسا ہی مین نے شہزادی لیلی کو منگریلیا سے چلنے کی صلاح دی ہے"

سردار "بہت اچھا تونر مگر مین تمسے یہ دریافت کرتا ہون کہ تم کو اپنی اس تصریح اور توضیح پر ہر طرح اطمینان ہے جو تمنے اوا مجھسے کہی تھی کیونکہ یہ ایسی مہم ہے کہ اگر مجھکو

اوس کثیر مال یغما کا لالچ ہوتا تو مین ہرگز
اوسکی فکر نہ کرتا۔

لوئیز'' مجکو اطمینان ہے کہ مین نے ہر تفصیل
کو بہت صحت کے ساتھ بیان کیا ہے یہ مال و
متاع گھاٹی گلستان مین نہان ہے جو بقول
اکثر اشخاص کے اسم با مسمے ہے''

سردار'' بڑی تعجب کی بات ہے کہ قبل تمہاری
اس قصہ بیان کرنے کے مین اپنی نسبت یہ
سمجھتا تھا کہ کل سلسلہ مشرقی پہاڑ مین شاید
کوئی گوشہ کوئی پتھر کوئی غار ایسا نہوگا
جس سے مین واقف نہون لیکن کبھی اس
گھاٹی گلستان مین داخل نہین ہوا اور
اوسکے وجود کا گمان بھی نہین کیا تاہم ممکن
ہے کہ ایسا ہی ہو''

لوئیز'' جی ہان ایسا ضرور ہے۔ اے کپتان
عظیم الشان جو روایتین پہاڑی لوگون
مین اب تک مشہور ہین ضرور تم تک پہونچی ہونگی''

سردار۔ ہان یہی باعث ہے کہ مین نے
تمہارے قصہ کو جب پہلی مرتبہ تمنے بیان کیا تھا
بہت غور سے سنا مجکو یاد ہے کہ میرے ایام
طفولیت مین میرے والدین مجھسے کہا کرتے
تھے کہ باغ عدن جسمین آدم و حوا دنیا کے
پہلے مرد و عورت رہا کرتے تھے مشرقی
کاکسس مین واقع ہے مگر اونکی گنہگاری کے
وقت سے اس جنت کا دروازہ بنی نوع
انسان کے لیے بند کردیا گیا۔ تاہم کبھی کبھی
مدتون کے بعد کوئی مقدس آدمی العام
غیبی کی وجہ سے اوس مقام متبرک کے
قریب پہونچگیا ہے اور اطراف و جوانب
کی بلندیون سے اوس گھاٹی کو دیکھ سکا
ہے جسمین یہ گلستان ہمیشہ بہار واقع ہے

لوئیز'' مین آپسے یہ نہین عرض کرتا کہ
فی الحقیقت یہ خطہ جنت مثال جسکی نسبت
آپکو وہم دربیش ہے وہی باغ عدن ہے جسمین
آدم و حوا رہتے تھے بلکہ اپنے خیال کے مطابق
ہے مین یہ سمجھتا ہون کہ وہ نہین ہے کیونکہ
بلا شبہ وہ جنت برباد کردیگئی تھی جب ہمارے
اول والدین اوس سے نکالے گئے تھے
مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ مشرقی کاکسس مین
کہین پر بلا شبہ ایک گھاٹی ہے جسکا نام گھاٹی
گلستان ہے اور دیگر مراتب سے جو مین نے
آپسے عرض کیے آپ خیال کر سکتے ہین کہ
اونمین کثرت سے بیش بہا دھاتین ہین
درحقیقت یہ امر ان روایتون سے بالکل
مطابق ہے جسکا تم ابھی ذکر کر رہے تھے''

سردار'' اور وہ امر یہ ہے کہ ہماری پہاڑون
مین بہت سے ایسے پر فضا مقامات ہین جنکے
حالات اس گھاٹی کے قصہ کے مطابق
ہوتے ہین''

لوئیز'' چونکہ آپنے ان روایات کو تسلیم

بعد نسلاً آپکی پہاڑی قومون مین چلی
آئی ہین اپنے خزانہ دل مین اسطرح
محفوظ کر دن کیا ہے مجکو تعجب ہے کہ آپنے میرے
قصہ کی نسبت جو مین نے بیان کیا تھا کیسے
شک کیا"

سردار "مین نے تمہارے قصہ کی نسبت
ابتدا ہی سے شک نہین کیا تھے اتنے
سوالات صرف اس اطمینان کے لیے
کیے کہ تمہارے تفصیلات درست ہین یا
نہین" مگر خراب کھانا تیار ہو گیا ہوگا آؤ
ہم تم کھائین اوسکے بعد تم چند گھنٹہ میرے
پاس اس چٹائی پر آرام کرو کیونکہ صبح کو
پھر تمہین اپنے مالک کے پاس تفلس جانا ہی

باب دوم

حملہ

جسکا بیان اب ہم کرنیوالے ہین
اوسکا وقوع تین چار روز بعد اون واقعات
کے ہوا جسکا تذکرہ باب گذشتہ مین کیا
گیا ہی۔ طلوع آفتاب کے تھوڑی دیر بعد
چھہ آدمی جنکے گھوڑونکی صورت سے معلوم
ہوتا تھا کہ وہ کچھہ عرصہ تک رات کو سفر
کرتے رہے ہین ایک درختون کے
جھرمٹ مین اوس سڑک کے قریب ٹھہرے
جو فارس سے تفلس کو جاتی ہی یہ موقع
حدود جارجیہ کے اندر تفلس سے تخمیناً
۴۵ میل کے فاصلہ پر تھا یہ چھہ آدمی اوسی گروہ
کے تھے جنکو ہمنے پچھلے باب مین ناظرین
کے سامنے پیش کیا ہی

"ایک یہی موقع ہے اور باعتبار اوس خبر
کے جو ہمنے پائی ہی ہم جانتے ہین کہ ہماری
مہم اسی دم تکمیل کو پہونچی آؤ اس جھرمٹ
مین اپنے گھوڑونکو چھوڑ دین کہ وے
اس عمدہ گھاس پر چرین" چنانچہ گھوڑے
چرنیکے لیے چھوڑ دیے گئے اور پھر قزاق
ایسے چوکنے اور ہوشیار بیٹھے کہ آن
واحد مین گھوڑونکی پیٹھ پر پہونچ جاوین۔

تقریباً آدہ گھنٹہ گذر گیا اوسکے بعد
تین مسافر دور سے آتے ہوے نظر آئے
اونکی لال ٹوپی اور سرخ پھندنون ونیز
اونکی تعداد اور رفتار کی سمت اور وقت مقررہ
پر نمودار ہونیسے قزاقون کو یقین ہو گیا
کہ یہ وہی لوگ ہین جنکی گھات مین ہم
بیٹھے ہین جون ہی یہ مسافر جنکو کسی قسم
کے اندیشہ کا گمان نہتا قریب پہونچے
چھپے ہوے ڈاکوون نے دیکھا کہ آگے والا
شخص جوان اور نہایت خوبصورت ہی اور
اوسکے دونون ہمراہیونکی عمر شباب سے تجاوز کر گئی
غازی جو اس چھوٹے گروہ کا افسر
تھا اوسکے اشارہ کرنے پر قزاق لوگ اپنے
گھوڑونپر درختونکی آڑ مین سوار ہو گئے

اور اوس کنج کے کنارہ پر تیار کھڑے تھے
کہ دوسرا اشارہ پاتے ہی گنجان درختوں
جھکے پتے اونکو اڑاتے ہوے ترکی مسافر کی
نظر سے اوجھل کیے ہوے تھے دھاوا
کرین - چنانچہ دوسرا اشارہ عجلت کے
ساتھ کیا گیا اور ڈاکو دفعتہً الہ دین کیطرف
کہ یہی اوس ترکی نوجوان کا نام تھا بڑھے
چار قزاقون نے نوجوان کے دونون
ہمراہیون کو گھیر لیا -
مگر ان لوگون کا سرعت سے دھاوا کرنا
ہی تھا کہ تینون ترکونکی تلوارین میان
سے باہر چمکنے لگین اور ہر ایک نے بائین
ہاتھ سے پستول قبور سے نکال لیا پس
اس ظلم مین ڈاکوونکو ویسی کامیابی نہین
ہوئی جیسی کہ وہ پہلے سوچے ہوے تھے
مجبوراً اونکو ٹھہر جانا پڑا -
غازی اور ایک پہاڑی الہ دین کی
طرف بڑھے - الہ دین نے ایک ڈاکو کو
مارنے کے لیے تلوار چلائی اور دوسرے
کا پستول سے کام تمام لیا - غازی نے
چالاکی سے وار خالی دیا اور ایک ہاتھین
ہتھیار لیکر دوسرا ہاتھ اس غرض سے بڑھایا
کہ نوجوان ترک کو گھوڑے سے کھینچ لے مگر
الہ دین کا گھوڑا بھی [illegible] چوہین ایسا ہی
تھا جیسا کہ اوسکے پہاڑی دشمن کا اسپ

گھوڑے کو ذرا پیچھے ہٹا کر اوسنے غازی کو اپنے بچاؤ
پر مجبور کیا - چند منٹ تک یون ہی لڑائی
ہوتی رہی - اس اثنا مین جو لوگ پیچھے
لڑ رہے تھے اونمین کئی گولیان چلین اور
ڈاکو بدحواس گھوڑا بھگاتے آتے اور
غازی سے پکار کر کہنے لگے " اپنی جان بچا -
بجلی کی چمک کیطرح غازی کا گھوڑا کودا
اور نوجوان ترک کے پستول کی گولی شکست
خوردہ بھاگتے ہوے ڈاکوؤن کے کان کے پاس
سے سنسناتی ہوئی نکل گئی تخمیناً سو گز
کے فاصلہ پر غازی ٹھہرا اور اپنے گھوڑے
کو کاوا دیکر اپنے رفل کو کمر سے کھولا مگر
الہ دین کی تیز نگاہ اس حرکت پر فوراً
پہونچ گئی چونکہ وہ جانتا تھا کہ کرجستان
کے لوگ نہایت قادر انداز ہوتے ہین
اوسنے اپنے دشمن کی گولی کا نشانہ بننا
پسند نہ کیا اور اپنے گھوڑے کو گنجان کنج
کیطرف بڑھایا اس سے اوسکی جان
بچ گئی کیونکہ جون ہی وہ پھرا رفل کی گولی
اوسکے پاس سے نکل گئی - غازی نے دیکھا
کہ اس مہم مین اوسکو ناکامی ہوئی لہذا وہ
چلتا پھرتا نظر آیا -
تین قزاق جو مقتول ہوے تھے
اونکے گھوڑے موقع کارزار سے بھاگ گئے تھے
اور نظر نہ آتے تھے - الہ دین اور دونون سکّے

ساتھیون نے تینون لاشون کو سڑک سے
اوٹھایا اور تاک انگور کے سایے مین
لیگئے۔ بعد ازان اونھون نے اپنی راہ
لی اور ایک قریہ مین پہونچکر وہان کے گرجی
حاکم کو جملہ واقعات کی اطلاع دی۔ اس
شخص کو بہت تعجب ہوا کہ ممالک ملحقہ
کوہ قاف سے اسقدر فاصلہ پر یہ حملہ کیونکر
ہوا ہی کیونکہ مشہور تہا کہ غیری قزاقان کی
لوٹ مار اونھین ممالک پر محدود ہے اور
وہ اسبات کو سنکر اور بہی متعجب ہوا کہ
تین ترکون نے چھ شہ زور ڈاکوون
کو شکست فاش دی اور نیچا دکہایا۔

المختصر الہ دین گرجی حاکم کو اطلاع
دیکر اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد
معہ اپنے دونون وفادار ہمراہیون کے
منزل مقصود کی جانب روانہ ہوا۔
ہمراہی محض ادنے درجے کے ملازم نہ تھے
جیسا کہ غالبًا ناظرین نے خیال کیا ہوگا۔
بلکہ بڑی شریف مصاحب تھے کیونکہ الہ دین
بے کار تبر رکہتا تہا۔

الہ دین راہ طے کرتا چلا جاتا تھا
کئی گھنٹے گذر گئے اور اپنے ذات خاص اور
گھوڑون کے آرام کے لیے کئی جگہ قیام
کے بعد وے ایک ترا ہے پر پہونچے اب
اونکو یہ معلوم نتہا کہ کون سی راہ
اختیار کرنا چاہیئے پس اونھون نے چارون
طرف دیکھنا شروع کیا کہ کوئی جھونپڑا نظر
آ جائے تو وہان جا کر تفلس کی سیدھی راہ
دریافت کر لین۔ ناگاہ الہ دین نے ایک
بڈھے کو کھیت کی مینڈ پر بیٹھا دیکھا وہ غریب
دہقانون کے سے کپڑے پہنے تہا اور
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی مزدور ہی جو مزدوری
کی تلاش مین پھرتا ہوا وہان تھک کر بیٹھ
گیا ہی اوس سے راستہ پوچھا گیا چنانچہ
اوسنے اشارہ سے بتایا کہ جہان مین بیٹھا
ہون یہی سڑک سلطنت جارجیا کو جاتی
ہی۔ الہ دین نے ایک روپیہ اوسکی طرف
پھینکا جو ایسا انعام تہا کہ غالبًا فیصدی
ننانوے غریب کسان اوسکے شکریہ مین
دینے والے کو سجدہ کرتے لیکن اوس شخص
نے ایک عجیب و غریب بے پروائی سے
جو استغنا کی حد تک پہونچی ہی اوسکو اوٹھا لینا
اور جو کچھ قلیل شکریہ اوسنے ظاہر کیا وہ
بھی گستاخی اور درشتی کے ساتھ تہا اور
وہ ایک اور راستہ پر جو اوس راستہ سے
علیحدہ تہا جسپر اوسنے ترکون کو جانے کا
اشارہ کیا تہا چلتا ہوا۔

تھوڑے فاصلہ پر ناتراشیدہ دہقان
ایک جنگل مین داخل ہو کر ایک جھونپڑے
کو گیا جو درختون کی آڑ مین تہا اور اوسمین

جاکر وہ روپیہ نہایت حقارت سے زمین
پر پھینک دیا اور بہت ترشی اور تلخکامی سے
کہا او بڑے افسوس کی بات ہی کہ مین اس
شخص کے ہاتھ سے روپیہ لینے پر مجبور ہوا
جسکو مین نے اپنا دشمن سمجھنے کی قسم کہائی
ہی کیونکہ اُسنے مجھکو شکست دی اور نیچا
دکھایا۔

ایک متوسط العمر دہقان نے جو
جھونپڑے مین بیٹھا تہا جلدی سے اوس
روپیہ کو جو ایسی نفرت کے ساتھ پھینکا گیا
تہا اوٹھا لیا اور کہا "ای دوست تجھکو کیا
رنج ہے اور یہ کیا بک رہا ہے"

شخص - کچھ نہین سنو یہ لباس تو دیرینا
ہو گیا مجھکو دیا تھا واپس لیلو اور مجھکو میرے
کپڑے دو - جب مین غلام کے کپڑے
پہنتا ہون تو مین اپنے تئین غلام ہی
سمجھتا ہون اور ایسا ہی مین سمجھا گیا تا ہم
مین نے اوسوقت تک اپنا پورا فرض ادا کیا
جسوقت یہ روپیہ اوس عالی منزلت
ترک نے میری طرف پھینکا - اچھا اب
مجھے پانی دو - تاکہ مین یہ میل اپنے چہرہ
سے اور وہ غازہ جسنے میرے ہاتھون کی
قدرتی سیاہی کو زایل کر دیا ہے دہو کر
صاف کرون

حکم کی تعمیل کی گئی جب وہ منہ ہاتھ
دہو چکا اور دہقانی کپڑے جو اُسے فریب
دینے کے لیے پہنے تھے اوتار کر اپنی پوشاک
پہن لی اور بلا رکاب گھوڑے کی پیٹھ پر
پہونچگیا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص وہی
عابد نبی ڈاکو ہی جو خوش خوش جھونپڑے سے
روانہ ہو کر گھوڑا اوڑاتا چلا جاتا ہے۔

اب الہ دین اور اوسکے رفیق کا
حال سنیئے یہ لوگ اُسی راستہ پر برابر چلے
جا رہے تھے جو اُس مصنوعی دہقان نے
بتایا تہا - یہ راستہ فی الواقع تنگ تہا - مگر
جون جون وہ تنگ ہوتا جاتا تہا اُس کی
خوشنمائی بڑھتی جاتی ہی - دونون طرف درخت
جھکے مسافر کو تمازت آفتاب سے بچانے
کیلیے سایہ انتظار کیئے کھڑے تھے
ہزارون قسم کے پھول چارون طرف لگے
ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا نیچر نے
خوبصورت پھولون کے بوجھ سے تنگ
آکر سبکو یکبارگی وہان پھینکدیا ہی۔

الہ دین - مین اُمید کرتا ہون کہ بالیقین
یہی سیدھا راستہ نقلس کا ہی اور جون جون
ہم بڑھین گے اسکی سبزہ زاری بڑھتی
جاویگی پھر کیف سب سے پہلے مسافر سے جو ہمکو ملیگا
اور سب سے پہلے جھونپڑے پر جہان ہم پہونچینگے
اس امر کو دریافت کرینگے دیکھو
کسی چشمہ کے بہنے کی آواز آرہی ہے

چلو بڑھ چلیں ضرور اس چشمہ کا کوئی راستہ
ملجائیگا اور وہان پانی پئیں گے -
یہ کہکر الہ دین نے اپنے گھوڑے کو
تیز کیا اور چند منٹ کے بعد وہ گلی کشادہ ہوتے
ہوتے صاف میدان ہوگئی جسمین کچھ راستہ
نہ معلوم ہوتا تھا -

الہ دین - (گنجان درختون کے گھنے پتون
مین ایک خیمہ دیکھکر) یہان تو ایک خیمہ ہے
غالباً یہان کوئی شخص ملیگا جس سے ہم
سب حال دریافت کر سکین گے - اب چشمہ
کی گھڑ گھڑاہٹ اور بھی زیادہ صاف
معلوم ہونے لگی ناگاہ الہ دین ایک
ایسے مقام پر پہونچا جہان ایک خاتون
مہ لقا چشمہ بلورین کے کنارے پر ظاہرا
از خود رفتگی کی حالت مین بیٹھی تھی کیونکہ اُن
آتے ہوے گھوڑونکی ٹاپ کی آواز اوسکے
کان تک نہ پہونچی تھی -

باب سوم

وادی آب تابان

الہ دین نے اپنے گھوڑے کو روکنا
شروع کیا اس مہ جبینہ کا چہرہ زیادہ نظر آنے
لگا اور رفتہ رفتہ جیسے ہی کہ
اوسنے اپنے گھوڑے کی باگ کو اسقدر کھینچا
کہ گھوڑا بالکل ٹھہر گیا الہ دین اوسکے دلفریب
حسن کو دیکھکر بیخود ہوگیا - اولاً اوس حسن خداداد
نے دفعتہً اوسکی آنکھونمین چکا چوندہ پیدا
کر دی تھی مگر اب اوسکا آہستہ آہستہ اور
درجہ بدرجہ ترقی پذیر ہوتا ہوا معلوم ہوا
یہ بت نازک ادا چشمہ کے کنارے پر بیٹھی
ہوئی تھی جسمین غالباً اپنے پیر دہو رہی تھی
کیونکہ اوسکے پیر برہنہ تھے اور عمدہ کھیتلی
وئی تھوڑی دور پر رکھی ہوئی تھی - قریب
اوسکے ایک باجہ بشکل ستار کے رکھا تھا
مگر یہ خاتون اسطرح خیال مین محو تھی کہ
اوسکو اپنے باجے اور گرد و پیش اشیاء
کا بالکل دہیان نہ تھا -
پہلے چند منٹ تک جبکہ الہ دین
اوس مہ لقا کو دیکھ رہا تھا اوسکی آنکھین
بند تھین مگر جب اوسنے آنکھین کھولین
اور جہان کیطرف نگاہ اوٹھائی - الہ دین
کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اوسپر حالت
بیخودی کی طاری ہوگئی اوس خاتون
کی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ
کوئی عالی مرتبہ عورت تھی اس قیاس
کی تصدیق اسطرح سے بھی ہوئی کہ الہ دین
کی نظر دو خوش پوشاک پیش خدمتون
پر پڑی جو تھوڑے فاصلہ پر ایک خوبصورت
خیمہ کے دروازہ پر سبزہ پر بیٹھی ہوئی
تھین -

ادس نوجوان ترک نے جو کچھ دیکھا اوس سے اگر وہ از خود رفتہ اور سکتہ کے عالم مین ہوگیا تو کچھ تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ یہ کل منظر ایسا تھا جس سے اسکی روح کو بے انتہا خوشی حاصل ہوئی تھی۔

یہ امر فی الواقع ادس مہ لقا نے الہ دین کو فوراً نہین دیکھا اور وہ اپنے خیالات مین ایسی محو تھی کہ اوسکو گھوڑے کے ٹاپ کی آواز سے بھی خبر نہین ہوئی یا یہ کہ اُسنے باوجود خبردار ہوجانے کے اپنے حسن دلفریب اور ادا سے اس سمان کو کسی قدر طوالت دی یا یہ کہ الہ دین قبل اُسکے آنکھہ اوٹھانے کے اوسکو بخوبی دیکھہ لے ہم نہین کہہ سکتے مگر یہ یقینی ہے کہ محض مجنون بلکہ چند منٹ تک وہ اپنے خیالات مین محو رہی قبل اسکے کہ اوس نے اپنی آنکھہ اس نوجوان کی طرف پھیری جس سے دفعتاً اوسکو گھبراہٹ ہوئی اور پھر اوسنے اپنی آنکھہ بند کرلی۔ بعد از ان اوس نے پھر اپنی موتی چور آنکھین اٹھاین اور رفتہ رفتہ اوٹھا کر ایک نظر جوان ترک پر ڈالی اور پھر دفعتاً چونک کر اور یہ معلوم کر کے کہ وہ بے پرواہ ہے اوسنے اپنے چہرہ پر نقاب کھینچنا شروع کی اور قبل نقاب ڈالنے کے ایک اور ملایم برق صفت نگاہ جو اوسکی سیاہ آنکھوں مین متمکن معلوم ہوتی تھی پھر الہ دین پر ڈالی۔

جوان ترک نے سلام کے طور پر اپنا ہاتھ ٹوپی تک اوٹھایا اور سر کو کسی قدر نیچے کیطرف جنبش دی۔

اس اثنا مین اوسکے دونون وفادار رفیق بھی پہونچ گئے اور اپنے گھوڑونکو اوسی مقام پر روکا جہان اونکے آقا نے گھوڑا ٹھہرایا تھا۔ ابراہیم یہ سمجھا کہ اس خاتون سے تعلقس کی سیدھی راہ دریافت کرنے کا الہ دین کو موقع ملا ہے مگر حافظ جو اوسکی بہ نسبت کم عمر اور جوان تھا اوسے جیسے نازو ادا کا اثر پہونچ سکتا تھا چلا اُٹھا باللہ یہ تو مہ پارہ ہے کیونکہ اس نازنین کے برقع کھینچنے سے پہلے اُسنے ایک جھلک دیکھہ لی تھی۔

الہ دین نے مہ پارہ۔ یہ تو ضرور جنت کی کوئی حور ہے یہ ہرگز روے زمین کی مخلوق نہین ہے۔

ابراہیم کے چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسنے اپنے جوان آقا کے اس جوش و خروش کو بہت کم پسند کیا مگر بوجہ ادب کے خاموش رہا۔

اب الہ دین نے اپنا گھوڑا چند قدم آگے بڑھایا تھا کہ وہ قریب جہ گر گئے

اوسی موقع سے آگیا جہان یہ اجنبی حسینہ بیٹھی ہوئی تھی اور بطور مودبانہ سلام کرکے کہا "اے خاتون مہ لقا کیا مین آپکے تخلیہ مین خلل انداز ہوکر دریافت کرسکتا ہون کہ تفلس کی سیدھی راہ یہی ہے"

نازنین نے نہایت شیریلی آواز سے جواب دیا "بلحاظ اوس سمت کے جدہر سے تم آرہے ہو یہ ٹھیک راستہ نہین ہے"

ابراہیم "(حافظ کے کان مین) مجکو اس ناتراشیدہ دہقان کی نسبت اول ہی شبہہ ہوا تھا"

خاتون "ہان ایک پگڈنڈی البتہ ہے جو یہانسے اصل سڑک مین مل گئی ہے۔ لیکن ایسے شخص کو جوان ممالک سے واقف نہین ہے اوسکا ملنا دشوار ہے۔ مین خود تفلس کو جارہی ہون"

الہ دین "اے خاتون ذیمرتبہ اگر آپ کے ساتھ اچھے محافظ نہ ہون اور آپ ہمکو ساتھ لے چلنا منظور کرین تو مین راستہ مین آپکی حفاظت کرنے سے بہت خوش ہونگا اور اپنا بڑا فخر سمجھونگا"

خاتون "آپ لوگون کی ہمراہی نامناسب نہین معلوم ہوتی اگر آپ ازراہ نوازش میرے نان و نمک کو قبول فرمادین تو غالباً یہ بہتر ہوگا کہ کوچ سے پیشتر کچھ تناول فرمالین۔ میری خادمہ یہان سے قریب ہین وہی آپکے ہمراہیون کو بہت آؤ بھگت سے لینگی"

الہ دین اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور باگ حافظ کیطرف پھینکدی۔ جو اوسکے تھام لینے کے واسطے تیار کھڑا تھا اور یہ سب اوس مقام کیطرف چلے جہان مہ جبینہ کی دو پیش خدمتین خیمہ کے دروازے پر لیٹی ہوئی تھین اور اب اوٹھ بیٹھین۔

خیمہ کے قریب تین نہایت خوبصورت گھوڑے سبزہ زار پر چر رہے تھے۔ اور اونکا ساز و کاٹھی وغیرہ خیمہ مین تھا۔ ایک خادمہ حبشن تھی جسکی جلد مثل سنگ موسی کے سیاہ تھی اور اوسکی صورت سے اوسی کی قوم کے خاص اوصاف عیان تھے۔ دوسری ایک نوجوان حسین گرجی تھی۔

الہ دین۔ (خاتون کے قریب گھاس پر بیٹھکر) "ایک ناتراشیدہ دہقان کے غلط سمت بتانے سے مجکو آپکی دولت ملازمت حاصل ہوئی"

خاتون "(بے پروائی کی نگاہ سے) اور مجکو محافظان معہودہ کے نہ پہونچنے کی بدولت آپ کی اور آپکے

ہمراہیونکی حفاظت کا جو آپ میری کرینگے
احسان لینا پڑا۔

الہ دین نے ڈاکوؤن سے اپنے
لڑنے کا حال بیان کیا جسکو سنکر اُسنے
نہایت گرمجوشی سے نوجوان ترک کو
اوسکے زندہ بچ آنے پر مبارکباد دی
اور اوسکی اور اوسکے ہمراہیونکی دلاوری
پر تحسین و آفرین کی بعدہ اوس نے
الہ دین سے کہا کہ میرا نام مرجہ ہے اور مین
معمولاً نکفلس مین رہتی ہون۔ اور اپنے
باپ کے مرنے کی وجہ سے جو ایک
بڑا تاجر تھا اور جو دفعتاً قریب بارہ
مہینے کے ہوا فوت ہو گیا۔ مجکو ایک
دور دراز قصبہ کو مجبوراً جانا پڑا اور اب
وہان سے فارغ ہو کر مین مکان کو واپس
جاتی ہون۔ میرے دوستون نے
جنکے یہان مین مقیم تھی پہلی منزل کے
واسطے محافظ مہیا کر دیے تھے اور راہ نما
اور محافظون کی ڈاک بٹھانے کا
انتظام کیا گیا تھا۔ مین صبح کے سمان کو دیکھکر
اور بے محافظ سفر کے خطرات کو بھول کر
معہ اپنی پیش خدمتون کے تیاری
کرکے تنہا روانہ ہوئی کہ یہ محافظ جلد ہمارے
پاس پہنچ جائینگے اور یہ کہہ
آئی تھی کہ دن کے گرم وقت مین
اوس جگہ پر جو درہ آب تابان کے
نام سے مشہور ہی قیام گزین ہونگی۔ مگر
معلوم نہین کہ کس وجہ سے وہ محافظ
ابتک نہین آئے اور اسی خوف اور
ناامیدی کی حالت مین متردد بیٹھی تھی
کہ آپ اور آپکے ہمراہی اسی موقع پر پہونچے

الہ دین نے اے مہجبین مرجہ اب تم کو
کوئی ضرورت خوف اور اندیشہ کرنیکی
نہین ہی۔ مین خود عازم نکفلس ہون
جہان مجکو کچھہ امر ضروری کا انصرام کرنا ہی
میرا نام الہ دین ہے اور تم میری صورت
اور ہمراہیون کے ساتھ سفر کرنے کے
طرز سے سمجھہ سکتی ہو کہ اقل مرتبہ مین
کوئی ذی رتبہ شریف آدمی ہون۔

مہجبین مرجہ نے آہستہ سے تالی
بجا کر اپنی پیش خدمتون کو بلایا اور
اونھون نے جلد جلد مختلف اقسام کے
سریع الہضم اور خوش ذائقہ تکلفات
کی چیزین معہ شربت اور شراب کے
فرش زمردین پر چنی اور گرد پیش کے
درختون کے عمدہ میوے لاکر رکھے مرجہ
جو گرجی اور عیسائی مذہب کی عورت
تھی اوسکو کسی قسم کا مذہبی رکاوٹ شراب
پینے مین نہ تھا تاہم اوس نے
شراب کو مطلق نہین چھوا۔

اور صرف ٹھنڈے شربت کو پیا۔ بخلاف
اسکے گوالہ دین مذہب اسلام کا پیرو تھا
اوسکو کچھ پاک درخت رز کے استعمال
کرنے مین نہ تھا مگر اوسنے بھی بوجہ اسکے
کہ اوسکو عرقیات و منشی سے رغبت نتھی
اوسکو نوش کرنے سے اجتناب کیا۔
غرضکہ اس کہانے مین لیڈی اور جنٹلمین
دونون نے شیشہ شراب کو نچھوا اور صرف شربت
پر اکتفا کی۔ دونون مین ادہر اودہر
کا ذکر رہا۔ جب کہانے سے فراغت ملی
سب لوگ گھوڑون پر سوار ہوے
اور چل نکلے تہوڑی دور چلے ہونگے
کہ سامنے روشنی نمودار ہوئی۔ الہ دین
نے کہا ہم اس قریہ مین ضرور ٹھہرینگے
اور تھوڑی دیر دم لینگے۔
مرصع۔ خیر جو کچھہ آپکی مرضی ہو تم میرے
محافظ ہو اور تمہاری رائے پر عمل کرنا
ضرور ہے۔

باب چہارم

برج

غرضکہ سب لوگ تہوڑی دیر مین قریہ
مین پہونچگئے۔ اور اوس چھوٹے گروہ
نے سراے مین کہ ایک ہی سراے
اوس مقام پر تھی قیام کیا۔ اور اپنے
گھوڑونسے اترے اور حافظ جو ایک قسم کا
اعلے درجہ کا خدمتگار رہتا اپنے آقا کے
ساتھ سراے کے اندر داخل ہوا اور
دونون پیش خدمتین اسی طرح پر اپنی
مخدومہ بانو کے ہمراہ گئین ابراہیم گھوڑون
کے دانہ گھاس کے انتظام کے لیے باہر رہگیا
کیونکہ اس سراے مین صرف ایک بھٹیارہ تھا
جسکو چھ گھوڑونکی خبرگیری کرنا تھی۔
بھٹیارہ ایک شریر چالاک آدمی
تھا جسکے بدن پر جھریان پڑی ہوئی تھین
مگر اوسکے ہوش و حواس بہت درست تھے
اور اوسکی جسمانی قوت اور چستی اسقدر تھی
کہ اپنے پیشہ کے معمولی کام کو انجام دیتا
تھا۔ یہ شخص اپنے ہاتھ مین ایک بتی لیے
ہوے تھا سب سے پہلے اوسنے چھوٹون
گھوڑونکو اسطرح پر دیکھا جس سے معلوم
ہوتا تھا کہ وہ گھوڑون کا بڑا مبصر ہے
اور عمدہ نسل کے گھوڑے کو شوق سے
دیکھتا ہے جب وہ ایک گھوڑے کے
ہاتھ پیر دیکھ رہا تھا دفعتہً اوسکے منہ سے
بے اختیاری کے ساتھ ایک آواز نکل
پڑی۔ ابراہیم کی نظر اوسپر پڑی اور
اوسنے بھٹیارہ سے چند سوالات کیے یہ امر کہ
کس قسم کی گفتگو درمیان مین آئی ہم کو
بیان کرنا ضرور نہین ہے۔ صرف اسقدر

کہدینا کافی ہی کہ ابراہیم نے آخر مین بھٹیارہ سے یہ کہا " ای میرے پیارے دوست ان باتون کا ذکر کسی اور انسان ذی حیات سے نکرنا خاموش رہو اور یہ (روپیہ دکھا کر) تمہاری نگرانی کے واسطے ہی جس قسم کی شراب تمکو پسند ہو۔

بھٹیارہ نے یہ فیاضی کا انعام جو ابراہیم نے اوسکے ہاتھہ مین رکھدیا تھا لے لیا اور یہ کام کا جو اور مستعد ترک اس لوٹ چلے گئے پاس پاؤ گھنٹہ یا بیس بسٹ تک جبتک گھوڑے دانہ کھاتے رہے موجود رہا جب گھوڑے پھر تیار ہوگئے ہمارے مسافر سوار ہوئے اور اس گروہ کے روانہ ہونے پر ابراہیم نے ایک عجیب مخفی اور بھید کی نظر بھٹیارہ پر ڈالی۔

اثنار سفر مین ابراہیم نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ اپنے جوان آقا سے تخلیہ مین گفتگو کرے مگر موقعہ نہ ملا کیونکہ الہ دین مرصہ کا ہمعنان تہا باتین ہوتے ہوتے اور راہ چلتے چلتے تھوڑا فاصلہ جو برج تک تہا اور جہان ان عورات کو سونا تھا طے ہوا۔

یہ برج مربع اور سنگین تھا جسمین چھوٹی چھوٹی کھڑکیان تھین اور ظاہر اسباب وہ پرانی عمارت تھی مگر اسمین کوئی بات

غیر معمولی یا خراب نتھی کیونکہ وہ مثل معمولی مکانات گرجی سردارون یا زمیندارون کے تھا جو دیہات مین رہا کرتے تھے۔ مرصہ نے الہ دین سے کہا تہا کہ نکین اوس برج کا ایک بڑا دولتمند تعلقدار ہی جو اوسکے متوفی باپ کا دوست ہی اوسکی زوجہ مرگئی ہے اور کوئی اولاد اوسکے نہین ہے اوسکے مزاج مین مہمان نوازی بہت ہے پس ہمکو امید کرنا چاہیئے کہ ہماری بہت خاطر و مدارات ہوگی۔ صرف ایک کھڑکی سے کچھہ روشنی معلوم ہوتی ہی اور ظاہرا کوئی علامت مہمان نوازی کی نہین پائی جاتی ہی۔ الہ دین یہی باتین کر رہا تھا جب وہ اوسکی ہمعنان بانومعہ اپنے ہمراہیان کے برج کے پاس پہونچے اوسوقت مرصہ نے کہا شاید اوسکا بڑا نا میزبان مکان مین نہین ہی مگر اوسنے الہ دین کو یقین دلایا کہ ہماری خاطر و مدارات مین بوجہ اوسکی غیر حاضری کے اوسکے ملازمان کی طرف سے کچھہ کمی نہ ہوگی۔

فی الواقع جیسا اس نازنین نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ برج کے پاس پہونچنے پر ایک خوش پوشاک معزز صورت ملازم نے پھاٹک کھولا اور مرصہ کو پہچانکر نہایت

ادب سے سلام کیا اور بجواب اوسکے
سوالات کے بیان کیا کہ اوسکا مالک
غیر حاضر ہے مگر آپکی اور آپکے رفیق اور
اونکے ہمراہیونکی ہر طرح پر تواضع ہوگی
پس وے سب برج مین داخل ہوے اور
ایک سائیس نے صحن مین گھوڑے تھام
لیے اور یہ معزز صورت ملازم بھی اوسکی مدد
کرتا تھا کیونکہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صرف
دوہی ملازم از قسم ذکور اس مکان کے
متعلق تھے علاوہ ہرین دو پیش خدمتین
بھی مہمانون کے کام کے واسطے نظر آئین
پس الہ دین اور مرحہ کو ایک آرام کا کمرہ
جلد بتا یا گیا اور ابراہیم حافظا اور خاتون
کی دونون پیش خدمتونکو دوسرے کمرہ
مین جگہ دی گئی۔

جس کمرہ مین کہ نوجوان اور مرحہ
بٹھائی گئی تھی وہان بہت عمدہ کہانے
جلد جلد چنے گئے۔ کہانے مین شکار کا گوشت
مختلف طور کا پکا ہوا تھا جیسے عمدہ فیل مرغ
اور لذیذ جنگلی مرغ مچھلی اور شکار کے طیور تھے
علاوہ اسکے شیرینی اور مشرب مین شربت اور شراب
بھی دسترخوان کے درمیان مین ایک عمدہ
چینی کی قاب جنگلی شہد سے بھری ہوئی تھی
مرحہ خوشی اور خرمی سے اس دعوتکی کار پرداز
تھی اوسنے نہایت مہمان نوازی اور دلفریب
طریقہ سے میزبانی کا کام کیا۔ مرحہ نے
اپنا جام شراب سے بھرا اور تبسم کے ساتھ
کہا کہ گو مجکو عادت ہلکی اشیاء مشروب کے
پینے کی ہے تاہم بعد دن بھر کی خستگی کے
مجکو زیادہ ضرورت مقوی چیز پینے
کی ہے۔ اور اوسنے ایک دوسرے تبسم
سے جس سے اسکے بے عیب خوبصورت
دانتونکی لڑی نمایان ہوئی کہا کہ بہ نظر
مہمان نوازی مین آپ سے التماس کرتی
ہون کہ آپ بھی اسکو نوش کرین کیونکہ
بوجہ غیر حاضری اپنے سردار کی مین اسکی
جگہ پر ایک میزبان ہون۔ الہ دین نے
خیال کیا کہ استدعا کو جو ایسی خندہ پیشانی
اور تبسم کے ساتھ کیگئی ہے نامنظور کرنا نہایت
نامناسب اور خلاف تہذیب ہوگا۔ پس اسنے
بھی اپنا جام شراب سے بھرا اور اسکو
پی گیا اب اسکے پینے سے سرور اور
اوسکی گفتگو سے زندہ دلی پائی جاتی
تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ مہجبین مرحہ
برگزیدہ ہے اسنے اپنے تئین روکنے کی
کوشش کی کیونکہ اسکو معلوم ہوا کہ مین
بے عقلی کے ساتھ بلکہ بیجا کارروائی کررہا ہون
کیونکہ مرحہ نے ابتک میرے دل پر
ذرا بھی اختیار حاصل نہین کیا ہے
یہ خیال کرکے اسکو ایک خلجان

سا پیدا ہوا۔ اپنے انصرام جذبات میزبانی میں مرجینہ نے کئی مرتبہ اصرار کیا کہ یہ سب لذیذ اور خوش ذائقہ نعمتیں جو دستر خوان پر چنی ہوئی ہیں کھاؤ اور سب سے آخر میں اُسنے اوسکو بہت سا جنگلی شہد کھلوایا۔ الہ دین نے پہلے کبھی جنگلی شہد نہ کھایا تھا اور کچھ اسوجہ سے کہ وہ نہایت لذیذ تھا اور کچھ اس خیال سے کہ یہ مہ جبینہ بوجہ عدم موجودگی صاحب خانہ کے اوس سے از راہ مہمان نوازی بہت اصرار کر رہی تھی اس جنگلی شہد کو کھایا اوسکے کھاتے ہی دہوندھ اسکے چاروں طرف گھری ہونے لگی اور ایک قسم کا دوران سر اسکے پیدا ہوا۔ جب اس مہ پارہ نے نہایت نازنین نغمہ صفت آواز سے کہا ایک اور جام لیکر مجکو مرہون منت کر۔

پھر وہ اوٹھکر اسکے قریب گئی اور اسکا جام بھرا اور جھک کر تلوار چھوئی اور اسکے چہرے کو نہایت الفت سے دیکھکر کہنے لگی یہ تلوار جو تمہارے پاس ہے اب آیندہ اوسکے تام سے کھینچنا جو تمہارے واسطے بوقت جنگ مفرون دغا ہوگی۔ اور جب تم عزت و توقیر اور مال لیکر سے بھرے بڑے کو ٹوٹو گے تو وہ اپنے فتحمند نوجوان کا خیر مقدم کہیگی۔ اے اوالعزم الہ دین مجکو اس اسلحہ پر جو تم لیے ہوئے ہو بوسہ لینے دو۔

یہ کہکر مرجینہ نے اپنا نازنین سر اُس تلوار کیطرف جو نوجوان الہ دین کی کمر سے لٹکی ہوئی تھی جھکا دیا اور چند لمحے تک معلوم ہوا کہ وہ اوسکے ساتھ اٹھکھیلیاں کر رہی ہے گویا تلوار کھلونا اور وہ نابالغ ہے۔ بعد ازاں اوسنے تلوار کو اپنے سینہ سے لگایا اور پھر سیدھی کھڑی ہوکر کہا۔

"اے میرے الہ دین اب جام لیکر میرے ساتھ قول ہار دو"

نوجوان ترک اپنے اختیار میں نہتھا اور بہت سی منشی اشیاء کا استعمال دوران سر اور پراگندگی خاطر بدستور تھی اور جیسا کوئی طفل خورد سال دیو کے ہاتھ میں ہوتا ہے ویسے ہی بالکل اس خاتون کے رحم پر تھا۔ غرضکہ اوسنے ہاتھ بڑھاکر مرجینہ سے جام لیا اور یکبارگی دروازہ کھلا مرجینہ چند قدم پیچھے ہٹ گئی۔ الہ دین نے وہ پیالہ بغیر منہ لگائے میز پر رکھدیا اور دغا دار ابراہیم اسکی طرف بڑھا۔

نوجوان ترک اوٹھکر مگر بوجہ نشہ شراب کے یہ سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا تھا کہ وہ اپنے رفیق کو خلل اندازی پر ملامت کرنے کے لیے اٹھا ہے یا اسکو اس امر کی

سپارکرا دینے کے لیے کہ وہ اسکو افیون کے خطرات سے جواب اسکو کچھ خواب و خیال سے سمجھ مین آنے لگے تھے بچانے کے واسطے آیا ہی بہر حال اسکا پیر ڈگمگایا اگر ابراہیم اسکو پکڑ نہ لیتا تو وہ گر پڑتا الہ دین بدحواس ہوگیا اور اسکو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ تھوڑی دیر مین اُسکے ہوش رفتہ رفتہ درست ہو چلے اور اسکو سمجھ مین آنے لگا کہ کوئی نیا واقعہ ہو رہا ہے۔

وہ ایک کوچ پر لیٹا ہوا تھا اور ایک دھیمی روشنی کمرہ مین جل رہی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی شخص کا سایہ جو اسکے اوپر جھکا ہوا ہے پڑ رہا ہے۔ یہ شخص الہ دین کے شانہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور جگانے کے واسطے آہستہ آہستہ ہلا رہا تھا اور گھبراہٹ کی آواز سے کہتا تھا "ای حضور۔ ای جناب بہر خدا اُٹھیے۔

الہ دین نے کوچ پر اُٹھنے کی کوشش کی مگر اسکو اپنا سر مثل سیسے کے بھاری معلوم ہوا اسنے پھر تکیہ پر سر رکھدیا اور ہکا بکا نیم باز آنکھوں سے اس شخص کی طرح جسکو افیون کھلائی گئی ہو دیکھنے لگا وہ اس شخص کو بھی نہ پہچان سکا جو اسکو اٹھا رہا تھا۔

شخص۔ (اور زیادہ گھبراہٹ اور اصرار کی آواز سے) "برائے خدا۔ بہر رسول بجاگو تم خطرات سے گھرے ہوئے ہو" پریشانی دماغ اور اختلال حواس مین الہ دین کی سمجھ مین آیا کہ کوئی نامعلوم خوف ہی اور اوسنے بہت کوشش کرکے اپنے تئین دکھایا۔

الہ دین۔ (اپنے بڑے رفیق کو پہچان کر) "الہ دین کیا تم میرے دوست ابراہیم ہو۔"

ابراہیم "اہا پانی لو کہا ہی" یہ کہکر وہ میز کی طرف جھپٹا اور ایک رومال تر کر لایا اور اپنے نوجوان آقا کی گرم پیشانی پر رکھا بعد ازان اُسنے ایک پیالہ پانی سے بھرا اور الہ دین کو پلا دیا۔ ابراہیم نے جو خیال کیا تھا اوس سے بھی زیادہ جلد پانی کا اثر ظاہر ہوا اور الہ دین کے چند لمحہ مین بالکل ہوش و حواس درست ہوگئے اور اس نے چار و نطرف دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ اس کمرہ مین نہین ہی جسمین کھانا کھایا تھا بلکہ سونے کا کمرہ ہے۔

ابراہیم۔ چلیے جلد جلد ابھی ہنوز وقت باقی ہے۔ مین پھر آپسے عرض کرتا ہون کہ آپ خطرات سے گھرے ہین۔

الہ دین "آہ کیا فی الواقع فریب دیا گیا بیشک ضرور دھوکا دیا گیا" اور اسنے فوراً تلوار کا قبضہ ٹٹولنا شروع کیا۔

افسوس وہ اپنی تلوار نیام سے باہر نہ

کھینچ سکا اسنے اور زیادہ زور کیا مگر وہ اسطرح
سخت جمی ہوئی ہی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تلوار
اور نیام گلکر ایک ہو گئی ہین۔ این یہ کیا بھید
ہی دیکھنے سے عقدہ حل ہو گیا ایک تار قبضہ
اور نیام کے اوپر حصہ مین اسطرح بندھا ہوا
تھا کہ تلوار نیام سے وصل ہو گئی تھی اور
جنبش نکرتی تھی۔

ابراہیم "دیکھیے مین کھولے دیتا ہون کیونکہ
شاید ہم تینون کو قبل اوس برج چھوڑنے
کے ہتھیارونکی ضرورت ہو"

الہ دین "حافظ کہان ہی"

یہ سوال کیا ہی گیا تھا کہ دروازہ کھلا
اور حافظ نمودار ہوا۔

ابراہیم نے پوچھا "کیا اسکو قید کر لیا
ہے"

حافظ "ہان مکارہ کو حراست مین کر دیا ہے
اور اسکے ظاہری سیٹھ ساد سے نوکر کے
بھی ہاتھ پیر باندھ دیے گئے ہین کہ کچھ نقصان
نہین پہونچا سکتا۔ صرف سائیس کو پکڑنا
باقی ہے"

ابراہیم "ہم اسکو بھی پکڑ لینگے بشرطیکہ قری
قرلان کے اگر وہ قبل اسکے کہ ہم اس برج
کے حدود سے باہر ہو جادین نہ ٹوٹ پڑین"

الہ دین "قری قرلان؟ این کیا یہ ممکن ہے
اور وہ خاتون یعنے مہ جبین مرحمت"

ابراہیم "اے جناب چلے آئیے اب وقت
توضیح حالات کا نہین ہی آپکی تلوار پھر آپکے
اختیار مین ہو گئی ہی اللہ کرے بوقت ضرورت
اسکے اوٹھانے کی آپکو طاقت ہو"

نوجوان ترک "ہان اب مجھکو طاقت ہی
اب مین اپنے آپ مین ہون"

الہ دین اور اوسکے رفقا کمرہ سے باہر
نکلے حافظ روشنی لیے ہوے تھا یہ کمرہ ایک ایسی راستے
پر کھلتا تھا جو الہ دین کو یاد تھا کہ اسی کمرہ سے
ملا ہوا ہی جہان دعوت ہوئی تھی اس کمرہ کا
دروازہ کھلا ہوا تھا روشنی جل رہی تھی
اور دستر خوان بھی ویسا ہی چنا ہوا تھا جیسا
اوسوقت تھا جبکہ الہ دین اوسپر بیٹھا تھا کمرہ
مین دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مرحمت دست و پا بستہ
ایک صف پر پڑی ہی جسکے چارون طرف رسیان
جکڑی ہوئی ہین تاکہ وہ جنبش نہ کر سکے

الہ دین "اپنے رفیقون سے مخاطب ہوکے"
اگر مجھے غلط فہمی کی ہو تو اس خاتون پر
جور و ستم کرنا بہت ظلم ہوگا۔

مرحمت "دردناک آواز سے" الہ دین کیا
تمہارا دل ایسا سخت ہے کہ تم میرے ساتھ
یہ بدسلوکی دیکھ سکتے ہو"

ابراہیم "ای عضو بد اے شول چلے آئیے
ہم خوب جانتے ہین کہ ہم کیا کر رہے ہین
نوجوان ترک کو ان الفاظ سے یقین ہو گیا

که استفسار حالات کی فرصت نہین ہی اور وہ
اپنے رفیقون کے ہمراہ جلد جلد سیڑھی سے
اوتر آیا دے صحن مین ہوکر اصطبل کو گئے
اور اوسکے ایک کمرہ مین وہان سے سائیس
کو [illegible] ہوا پایا -
ابراہیم نے کمرہ کا دروازہ بند کرکے اور
کنڈی چڑھا کر "اس سے زیادہ فکر اس
شخص کی کرنا ہمکو ضرور نہین ہی"
تینون گھوڑون پر کاٹھی رکھی گئی اور وے
صحن مین لائے گئے - حافظ نے ایک بڑی سی
کنجی نکالکر عظیم الشان پھاٹک کا قفل کھولا
اور دم بھر مین تینون مسافر برج کے حدود
سے باہر ہوگئے -

ابراہیم "اب ہمکو بیسر دیا گھوڑے بھگانا
چاہیے کیونکہ ہمکو بالکل معلوم نہین ہی کہ فریب
دہی سے ہم کس مقام پر آگئے"
غرضکہ سبنے گھوڑے خیز کئے اور
آدھ گھنٹہ سے زیادہ یہ لوگ گھوڑے
پھکتے چلے گئے یہانتک کہ ایک قصبہ کی عمارت
نظر آئی وہان ایک عمدہ سرائے مین
پہونچے - اسکے سب لوگ سوگئے تھے -
دروازہ کھٹکھٹانے پر نئے مسافرونکی
آمد کی خبر ہوئی - گھوڑے اصطبل مین باندھے
گئے اور الہ دین اور اوسکے ہمراہیون کے
واسطے حسب حیثیت کمرہ دیئے گئے -

اب نوجوان ترک کو دریافت حال کا موقعہ
ملا جسکا وہ عرصہ سے خواہشمند تھا اور بلا
اسکے وہ آسایش سے آرام نکرسکتا تھا -
رات کی ہوا مین گرم غذائی سے جو کچھ بھی تھی
غفلت الہ دین پر [illegible] رفع ہوگئی
اور سوائے خفیف درد سر کے نشہ کا اثر جس سے
وہ بیہوش ہوگیا تھا اوسپر باقی نہین رہا ابراہیم
وحافظ کسی طرحپر اس سے ہم اخفا و راز نہ کرنا
چاہتے تھے پس قبل سونے کے انہون نے
جوان آقا سے سب کیفیت جس طرح سے
بھٹیارے کے منہ سے دفعتہ بے اختیاری
کے ساتھ ایک آواز نکل پڑی اور جسطرح
ابراہیم نے اوسکی وجہ پوچھی اور اسکو رشوت
دی اور جسطرح پھنسانے کے لیے جال
پھیلایا گیا تھا بیان کی - نوجوان الہ دین
نے اپنے دونون رفقا کا ان حسن خدمات
کے بابت شکریہ ادا کیا اور بالخصوص ابراہیم
کی فراست اور ہوشیاری کی تعریف کی بعد
ازان وہ سورہا اور خواب مین قزاقون کی اوس
مکارہ مرحمہ کے خوبصورت چہرہ کو اور اوسکی
بڑی سیاہ چمکدار آنکھون کو شہری رونق
سے اپنی طرف نگاہ کرتے ہوے دیکھتا رہا -

باب پنجم

قیدی قزاقان

شام کا وقت تہا اور ایک سایہ دار

موقعہ پر دو شخص گھاس پر لیٹے ہوئے تھے دونوں شخص قزاقوں کا سا لباس پہنے ہوئے تھے عمدہ پوشاک والا قیری قرامان تھا اور دوسرا شخص غازی تھا۔ قیری قرامان کے چہرہ پر ایک قسم کا ملال تھا اور غازی کے بشرے سے ناامیدی برستی تھی گویا اب وہ یہ سمجھتا تھا کہ سردار کی رائے میں میری اب وہ وقعت نہیں ہے جو پہلے تھی بعد بہت سی گفتگو کے جو پیشتر ہو چکی تھی اب وہ دونوں ساکت تھے آخرکار خود قیری قرامان نے قفل خاموشی توڑا۔

ڈاکو کپتان "(غازی) میں تو بار بار کہتا ہوں کہ یہ سب مجھکو خواب و خیال معلوم ہوتا ہے کہ تمکو اور تمہاری پانچ ہمراہیوں کو تین ترکوں نے شکست فاش دی۔"

غازی "میں نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا وہی حکم امتناعی جو آپنے ہمارے ساتھیوں کی نسبت دیا ابتدا سے نہایت مضر واقع ہوا"

قیری قرامان "تو تمکو اپنا ہتھیار استعمال کرنا چاہیے تھا مجھکو الہ دین کی ذات سے غرض تھی زندہ پہونچتا یا مردہ"

غازی "سنو کپتان آپکے بعض آدمیوں نے اپنے ہتھیار استعمال کیے مگر ترکوں نے بہت انکو زخم کاری پہونچایا اور دست بستہ ہونے پر مجبور ہوئے لیکن اب نوجوان الہ دین ہمارے جرگے کے ہاتھوں میں مقید ہو گیا ہوگا"

قیری قرامان "اسبارے میں بھی میرے دلکو طرح طرح کے شکوک ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو اب تک اس کی خبر پہونچ گئی ہوتی۔ مرحہ ایسی عورت نہیں ہے جو خوشخبری پہونچانے میں توقف کرے"

غازی "بلا شبہ کوئی قوی باعث اس خبر کے پہونچنے میں توقف کرنیکا بتایا جائیگا کیونکہ کل بندش ایسی اچھی طرح کی گئی ہے کہ ناکامی غیر ممکن ہے"

قیری قرامان "ہم کسی کام کے تعین میں کبھی رفل اور بندوق کو ڈالدیا ہے اور سازشوں اور رشوتسے کام لیتے ہیں۔ میں بذات خاص اس قسم کی لڑائیوں میں کم دلبستگی رکھتا ہوں"

غازی "میں پھر کہتا ہوں کہ پہلے ہم اس بندش کے بہت خوب تجویزیں کیے گئے تھے مگر مجھے ایسی بیصبری سے ان مراتب کو سنا جب میں نے انکو پہلے بیان کیا تھا کہ مجھکو تعجب ہے کہ تم ابتک انکو نہیں سمجھے"

سردار "اچھا تم مجھسے تفصیل وار بیان کرو جس سے تمہاری شکست کی ہر طرح پر صفائی ہو جاوے"

غازی "آپ جب لڑائی ختم ہوئی میں اپنے دو زخمی رفقا کے ہمراہ بھاگا اور ان کو

پہاڑ کی جوف تک بحفاظت پہونچا کر مین نے
اپنے گھوڑے کو ایسا بگٹٹ بھگایا کہ تعاقب
کا اندیشہ جاتا رہا۔ مجکو پہلے سے معلوم تہا کہ
مرحہ خاتون برج کی طرف سفر کر رہی ہے پس
میرے ذہن مین یہ بات گذری کہ اگر مین کسیطرح
پر نوجوان الدین کو مرحہ خاتون کے راستے مین
نہ آنے دون تو غالبًا وہ اسکو دم دیکر برج مین لے
آوے اور اسکو چند گہنٹہ تک وہان روکے رہے
تاکہ مین آپکے پاس آؤن اور جسقدر لوگ
آپکے ہمراہ ہون انکو ترکی سردار اور اسکے
رفقاء کے گرفتار کرنے کے لیے بہیجون"

قیری قراماں۔ یہ تدبیر تو بری نہ تہی
مگر اسکا انجام؟

غازی۔ بقیہ حالات سنو ایک دہقان کا
سا لباس پہنکر مین تراہے پر بیٹہا مجکو خوب
معلوم تہا کہ مسافر اس جنگل مین ضرور
ایسے موقعہ پر ٹہیک راہ دریافت کرینگے چنانچہ
جیسا مین نے سوچا تہا ویسا ہی ہوا مین نے
انکو وہ راہ بتادی جسکی انتہا پر مجکو پہلے سے
یقین تہا کہ مرحہ خاتون مع اپنی پیش خدمتون
کے آرام کر رہی ہوگی اب یہ کہنا لاحاصل ہے
کہ اوس عجلت کی ملاقات مین جو مجہ سے اور
مرحہ خاتون سے ہوئی انہون نے میری تدبیر
کو پسند کر لیا ہے"

قیری قراماں۔ اچہا مسافرون کو یون
دہوکا دیکر"

غازی۔ مین جلد برج مین پہونچا اور
وہان ضروری باتین بتا مین بعد ازان مین
بہاگتا ہوا یہان پہونچا کیونکہ مین جانتا ہون
کہ مین اپنے جوانمرد کپتان کو معہ نصف درجن
بہادرون کے یہان ضرور پاؤنگا"

قیری قراماں۔ اور ان نصف درجن
جوانونکو جنکو مین اپنے پہاڑی قلعون سے
اپنے منشا کا کام انجام دینے کے واسطے
لایا تہا عجلت کیوجہ سے تمہارے کہنے کے
مطابق مین نے اونکو برج پر ان لوگونکے
گرفتار کرنے کیلیے بہیجدیا غالبًا مجکو ایک لمحہ
مین یہ خبر ملے کہ ستارہ منگریلیا اُس سڑک
پر سفر کر رہی ہے اگر میرے دلیر ہمراہی اسوقت
تک نہ پہونچے تو مین اوسکو کیونکر قید
کر سکتا ہون"

غازی۔ اگر ستارہ منگریلیا صرف اپنی
پیش خدمتون کے ہمراہ آئی ہو تو بالیقین
ہم اور آپ اونکو گرفتار کرنے اور پہاڑون
کیطرف لے بہاگنے کیواسطے کافی ہین"

قیری قراماں۔ اور اگر لوتر کی صلاح پر
عمل نکر کے ستارہ منگریلیا کسیقدر محافظ لیکر چلی ہو"

غازی۔ درست ہے لیکن آپنے اپنی تدابیر
کیوجہ سے ایسی کم تصریح کی ہے کہ مین مشکل سے
کوئی صلاح یا راے دیسکتا ہون"

فیری قرامان نے میں اپنی ماتحتوں سے کوئی
صلاح یا رائے نہیں چاہتا میرا کام حکم دینا ہے
اور انکا کام تعمیل کرنا میں تمسے اول ہی
کہہ چکا ہوں کہ جب تمکو اور تمہارے ہمراہیونکو
الہ دین بے اور اوسکے رفقا کو جو قارص
سے ٹفلس کیطرف جانیوالے تھے گرفتار
کرنے کے لیے میں نے روانہ کردیا تو میں
خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ لیلی اور اسکے
ہمراہیان کو جو کہ دوسرے منگریلیا سے ٹفلس
کیطرف جاتے تھے گرفتار کرنے کے لیئے
اس موقع پر متعین ہوا۔ اس سے اچھا
اور کیا انتظام ہوسکتا تھا پھر ان جگہوں کے انتظام
مین ابتری ہو گئی۔ تمہارے گروہ سے
شکست کھانے مین پیادہ فوج برج
کے سمجھنے پر مجبور ہوا تاکہ وہ حصہ اس مہم کا
تکمیل کو پہنچاؤن جسمین تم ناکام رہے
ثانی ہی نے ہمکو امید کرنا چاہیئے کہ الہ دین
برج مین گرفتار ہو چکا ہوگا کیا تارہ منگریلیا
کے بابت کوئی بات ایسی نہیں ہے مین
رسکوں۔ کہیئے تو مین سوار ہوکر سڑک تک
جاؤن اور دیکھتا بھی رہون۔

فیری قرامان نے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مین نے
سڑک کو بلا نگرانی کے چھوڑ دیا ہے مگر دیکھو یہ
شخص آرہا ہے جسکو مین نے نگرانی کیواسطے
مقرر کردیا تھا۔"

چند منٹ مین ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا
اس مقام پر آپہونچا۔

کپتان نے کہو مسعود کیا خبر لائے ہو؟"
شخص نے گھوڑے سے کود کر ایک سلامی کرکے
تو خوشخبری ہے دوسرے سننے کے قابل
اطمینان نہیں ہے۔"

فیری قرامان نے صاف صاف بیان کرو۔"

مسعود نے ایک نوجوان پارہ عورت جسکا
حلیہ وہی ہے جو آپنے بیان کیا تھا ابھی
گھوڑے پر سوار شاہزادہ سڑک کے یہان سے
ایک گھنٹہ کی راہ پر جارہی تھی اور اسکے
ساتھ دو پری پیکر [illegible]
پر سوار تھیں۔ مین تھوڑی دیر تک [illegible]
دیکھتا رہا مگر بجائے اسکے کہ [illegible]
پر جادین فقط دوسے بائیں ہاتھ کو مڑ گئیں۔"

فیری قرامان نے لاحول ولا قوۃ اب ہی
بجائے اسکے کہ [illegible] تک جادین قصبہ مین
ٹھہر جائینگی اور وہاں وہ محفوظ رہینگی اور
سراسکا بھتیارہ انہین محافظ ساتھ لینے
کی صلاح دیوے گا اور انکے دماغ فیری قرامان
کے ہولناک قصوں سے بھر دیگا۔"

ڈاکو سردار تھوڑی دیر تک غم و غصہ کی
حالت مین ٹہلتا رہا پھر یکبارگی کچھ دلمین منصوبہ
کرکے مسعود کیطرف لوٹ پڑا اور کہنے لگا کہ
حمیر البلاس تو زیب بر کر اور اپنا مجھے دیدے۔"

چنانچہ لباس تبدیل کیا گیا اور قیری قرامان غازی کو چند باتین بتا کر اور مسعود کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس قصبہ مین پہونچا۔ جہان مسعود نے بیان کیا تہا کہ ستارہ منگر بلیا مع اپنی دو پیش خدمتون کے گئی ہے۔ ڈاکو سیدھا سراے مین پہونچکر اپنے گھوڑے کے لیے جگہ چاہی اور گھوڑے کے چارہ و دانہ کی خبر گیری کے بہانہ سے وہ اصطبل مین گیا یہان تین گھوڑے جیسا کہ مسعود نے بیان کیا تہا بندھے ہوئے پائے لیکن اسکو یقین ہو گیا کہ وہ لوگ جنکی انکو تلاش تہی سراے ہی مین موجود ہین۔ اسنے ایک تخلیہ کے کمرہ کی درخواست کی اور ملازم سراے سے جو اسکے واسطے کہانا لایا تہا لیلی اور اسکے ہمراہیونکی بابت بغیر [illegible] دریافت حال کیا سراے والے نے پورا حال کہہ سنایا دو گھنٹہ گذر گئے اب آدہی رات کا وقت تہا اور سراے مین ہر طرف خاموشی تہی۔ قیری قرامان نے ایک ٹکڑا سیاہ استر کا مسعود کے کرتہ سے جو خود پہنے تہا چاک کیا اور اس سے ایک نقاب اپنے چہرہ کیواسطے بنائی اور آنکہونکی جگہ پر سوراخ رکہے یہ نقاب لیکر وہ چپکے سے اپنے کمرہ سے نکلا اور اس کمرہ کے برآمدے مین پہونچا جہان ستارہ منگر بلیا اور اوسکی خواصین مقیم تہین وہان ایک چراغ جل رہا تہا مگر کمرہ خالی تہا۔ ڈاکو نے اندر کے دروازہ کیطرف کان لگایا بجز خاموشی کے کچھہ معلوم نہوا۔ اون لوگون کے دہیمے نرم خراٹون کی آواز برابر آ رہی تہی جو ظاہرا وہان سو رہے تھے۔ اب قیری قرامان نے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالی اور خنجر نیام سے نکالکر نہایت آہستگی سے اس کمرہ مین داخل ہوا جہان پیاری لیلی ایک مسہری پر خواب نازین تہی اور اسکی خواصین اسکے قریب پلنگڑیون پر سو رہی تہین۔

باب ششم

ستارہ منگر بلیا

لیلے اُسوقت جبکہ قیری قرامان نے آہستہ سے دروازہ کمرہ کا کہولا فی الواقع سو رہی تہی اسکی اسیوقت آنکہ لگی تہی بلکہ اس نیند کو نیم بیداری کہنا چاہیے کیونکہ نوم غرق تہا وہ دروازہ کہلنے سے نہین چونکی بلکہ شاید اسنے آواز ہی نہین سنی مگر نیند مین اسکو یہ معلوم ہونے لگا کچھہ عجیب و غیر معمولی واقعہ ہو رہا ہے مگر جب وہ کسیقدر ہوشیار ہوئی اسنے تہوڑی سی آنکہہ کہولی عمل ایسا خفیف تہا کہ قیری قرامانکو اسکی خبر نہین ہوئی کہ لیلی کو کافی طور پر معلوم ہو گیا

کہ وہ بڑے خطرہ مین تہی۔

جون ہی اسکو یہ یقین ہوا کہ کوئی شخص مسلح نقاب پوش چپکے سے کمرہ مین آیا وہ دفعتاً بالکل جاگ پڑی مگر اسنے اپنی آنکھین بند رکہین اور کوئی جنبش یا حرکت ایسی نہین کی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ سب کچھ دیکھ رہی تہی اور اسنے اپنی سانس کو روکا یا بند کر لیا۔

اسکا کمرہ ایسا دور تہا کہ اگر وہ اسطرح چلاتی کہ سرائے کے اور اشخاص تک آواز پہونچتی اور وہ اسکی مدد کو دوڑتے تو یہ ناممکن تہا اور اسنے یہ بہی سمجہا کہ اگر مین نے اپنے منہ سے ذرا بہی آواز نکالی تو اسیوقت خاتمہ ہو جائیگا۔

پس اسکو اپنے بچاؤ کے لئے سوائے سوتا بننے کے اور کچھ تدبیر سمجھ مین نہ آئی۔ یہ امر کہ نقاب پوش آدمی لوٹنے کی غرض سے آیا ہی اوسکے آہستہ داخل ہونے اور احتیاط سے چند ساعت تک دروازہ کے پاس کہڑے ہو کر آہٹ لینے سے کہ کمرہ والے سو رہے ہین یا نہین ظاہر تہا۔

فیری قرامان بلا آواز پیرونکی چاپ کے وہ مسہری تک پہونچا اسمین کئی لمحہ صرف ہوے جسمین انسان پانچ چھ مرتبہ سانس لے سکتا ہی مگر لیلی کو اتنا وقت عمر نوح معلوم ہوا۔ شخص نقاب پوش اور قریب آیا خاتون منگریلیا کو ذرہ برابر بہی آنکہ کہولنے کی جرأت نہوئی اور پہر دیکھنے کے اسکو یہ معلوم ہوا کہ اس شخص کے ہاتھ مین خنجر اسطرح ہے کہ اگر اسنے مجھے جاگتا ہوا پایا تو فوراً بہونک دیگا۔

غرضکہ وہ اور غافل سوتی ہوئی معلوم ہوئی اور فیری قرامان اور نزدیک مسہری کے پہونچا وہ اسکے اوپر جھکا یہانتک کہ ڈاکو کی سانس کی ہوا لیلی کو اپنے رخسارہ پر محسوس ہونے لگی۔

اسکا ایک نازنین ہاتھ مسہری سے لٹک رہا تہا اور اسکی ایک نازک انگلی میں ایک انگوٹھی عجیب وغریب ساخت کی تہی جسمین صرف ایک نگ جڑا ہوا تہا یہ نگ یاقوت رمانی کا تہا اور اوسپر ایک معمہ کندہ تہا۔ شخص نقاب پوش نے ہلکے سے انگوٹھی پر ہاتھ ڈالا اور بہت آہستگی سے اسکے اوس نازنین ہاتھ سے انگوٹھی کو اوتارنا شروع کیا لیلی کیواسطے یہ بہت ہی نازک وقت تہا مگر وہ اپنا دل مضبوط کیے رہی اور ذرا بہی حرکت نکی نہ اوسکے خراٹون مین جو ایک علامت سونیکی ہی کسیطرح کا فرق آیا۔ غرضکہ انگوٹھی انگلی سے اوتار لی گئی اور قزاق کے لباس کی خفیف جنبش سے لیلی

کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مسہری کے پاس سے
ہٹ رہا ہے۔ اب لیلی کو ذرا آنکھہ کہولنے
کی جراءت ہوئی اور اسکو معلوم ہوا کہ باہر نکل کر
قیدی قرامان نے چپکے سے دروازہ بند کر لیا
اور چند لمحہ کے بعد اسکو یقین ہوا کہ وہ باہر ہو گیا
ہے ستارہ منکر لیلیانے اپنی پیش خدمتون کو
آواز دینے کا قصد کیا مگر دفعتاً اسکو غش آگیا
اور حواس خمسہ معطل ہو گئے۔

کئی گھنٹہ تک وہ اسی حالت مین رہی
کیونکہ جب اسکو پہر کچہہ ہوش آنے لگا چراغ
گل ہو گیا تہا اور آفتاب کی کرنین جہلملیونکے
اندر اور پردون کے شگاف مین پڑ رہی تہین
لیلی آہستہ آہستہ جاگی یہ معلوم ہوتا تہا کہ اسنے
خواب پریشان دیکہا ہے جسکا مضمحل اور حواس
کر دینے والا اثر ہنوز باقی ہے وہ دیر تک ساکت
پڑی رہی اور مشکل سے اپنے خیالات کو جمع
کر سکی بالآخر اوسنے اپنا ہاتہہ اوٹہایا اور دیکہا
کہ انگوٹھی غائب ہے۔

غرضکہ اسنے اپنی پیش خدمتونکو جو یوم
گذشتہ کے سفر کی وجہ سے غافل سو رہی تہین
جگایا اور دونون پیش خدمتون کو خوف
پیدا ہوا کہ کچہہ مصیبت کا سامنا ہے کیونکہ
انکی نوجوان مخدومہ کی آواز خوف اور
گہبراہٹ سے بہری ہوئی تہی وہ اسکے پاس
آئین اور اوسکے زرد چہرہ کو دیکہکر بہت ملول
ہوئین لیلی نے اپنا قصہ زبیدہ اور آمنہ سے
نہایت گہبراہٹ کی آواز اور ٹوٹے ہوئے
جملون مین بیان کیا اور انہون نے بہت
خوف سے سنا لیلی کی گفتگو سے انکو یہ معلوم
ہوا کہ وہ انگشتری مسروقہ کو اور انگوٹھیونکو
سے جو اوسکے پاس تہین زیادہ عزیز رکہتی
تہی۔ یہ خبر پیش خدمتون کے واسطے بالکل
نئی تہی کیونکہ لیلی نے کبہی ایسا ذکر اس
انگوٹھی کے بابت انسے نہ کیا تہا اور
فی الواقع جہانتک انکو یاد تہا انہون نے
بہت تہوڑے عرصہ سے اس انگوٹھی کو
اپنی مخدومہ کی انگلی مین دیکہا تہا۔

زبیدہ "کیا آپ اس بدمعاش کو دوبارہ
دیکہنے پر پہچان سکتی ہین"

لیلی "نہین مین نے اسکی صورت نہین
دیکہی اسکا قد لانبا اور جہانتک کہ مین
سمجہتی ہون دبلا تہا"

آمنہ نے گہبرا کر کہا "اور حضور
اسکا لباس"

لیلی "مین اسکے لباس کو بیان نہین
کر سکتی شاید کرچی شہر والون کا سا تہا"

زبیدہ "چلو اطلاع کرین شاید قزاق
ابہی سرا مین ہو"

آمنہ "ہان حکام کو بلانا چاہیے تفتیش
اور تلاش ہونا چاہیے"

لیلیٰ۔ مجھکو یقین ہے کہ تلاش کرنے کو فائدہ نہوگا۔ تو بھی اور آپ نے اپنی تکلیفون کو بھولکر لیلیٰ کی نگہداشت کو تسلیم کیا۔

ستارہ۔ مشکل یہ ہے کہ تم جانتی ہو کہ دشمن اسطرح سے گھیر رہے ہیں کہ جیسا ابتک ممکن نہیں ہے مگر تم بتاؤ کہ محافظ کون کون ہے

زبیدہ۔ حضور میری سمجھ میں آتا ہے کہ یہی بہتر ہے اور چند محافظ ہمراہ لیکر چلیں۔

آمنہ۔ بالخصوص ابھی درست ہے۔

لیلیٰ۔ میں خیال کرتی ہوں کہ اگر ایک فوج بھی میری محافظ ہو تو اسکی محافظت سے بھی پہنچنے سے جو نتیجہ اٹھانا ہے ہماری کامیابی الواقع نقصان سے بچانے کو کافی نہوگی

زبیدہ۔ مگر کیا حضور بہتر ہوگا کہ سرائے والے سے اس واقعہ کی اطلاع کر دیجائے۔

لیلیٰ۔ میری غرض اسطرح سفر کرنیکی ہے کہ کوئی مجھکو پہچان نہ سکے اگر میں سرائے والے کو مطلع کروں تو وہ میری نیکنامی کیلئے پوری تحقیقات کرائیگا اور بکام ہی مدد چاہیگا اسوقت شاید مجھکو بتلانا پڑیگا کہ کسی شخص کو اس انگوٹھی کے اپنے قبضے میں لانیکی کیا غرض تھی اور میں یہ بتلانا نہیں چاہتی پس ہر پہلو پر غور کرنے میں یہی مناسب تصور کرتی ہوں کہ بجائے تحقیقات کے میں اس مصیبت کو برداشت کروں

زبیدہ۔ تاہم اسطرح مصیبت گوارا کرنا بہت سخت ہے

لیلیٰ۔ گو بڑی مصیبت ہے مگر ضرورت ایسی ہی وقت پڑی ہی ہے کہ بغیر اسکے کچھ چارہ نہیں ہے پس میں نے تمہارا گناہ دیکھدیا ہوں کہ اس نقصان کا ذکر کسی سے نکرنا ہم تفتیش کرینگے اور یہ سبق جو تمنے پایا ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ زیادہ ہوشیاری سے رہوگی یہ کہکر ہاتھ منہ دھویا اور کچھ ناشتہ کرنیکے بعد آپنے حکم دیا کہ گھوڑے سفر کیواسطے تیار کیے جاویں اب سرائے والے نے نہایت ادب سے اپنے مہمان سے گفتگو کرنیکی اجازت چاہی اور لیلیٰ نے اسکو کہنے کی اجازت دی۔

سرائے والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور کا ارادہ ہے کہ اپنی خواصون کے ہمراہ سفر کریں لیکن میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ یہ طریقہ نہایت نامناسب ہے کیونکہ راستے میں بہت سے خطرات ہیں۔

لیلیٰ۔ صاف صاف بیان کرو۔

سرائے والا۔ کیا آپنے ایک شخص کا ذکر سنا ہے جو ایک اعتبار سے سرائے میں مشہور ہے

لیلیٰ۔ یقیناً تم قیری قرامان کا ذکر کرتے ہو۔

سرائے والا۔ حضور ہاں اسکا ذکر ہے وہ اسکے گروہ کے بدمعاش اکثر ان اطراف میں آتے ہیں

لیلیٰ۔ کیا ممکن ہے کہ خود قیری قرامان اور اسکے ہمراہی آجکل اس ضلع میں ہیں۔

سرائے والا۔ حضور وہ آجکل موجود ہیں۔

لیلیٰ۔ مگر مجھ سے تو بیان کیا گیا تھا کہ اگر میں اس راستے سے سفر کروں تو اسکی لوٹ مار سے ایسی محفوظ رہونگی کہ گویا ایک فوج میرے ہمراہ تھی بلکہ یہ بھی

کہا گیا تھا کہ اگر میں فلاں راستہ سے سفر کروں تو خطرہ پہونچنے ہی کا اندیشہ ہے چونکہ مجھے خود اونکے ساتھ سفر کرتے ہوئے دیکھتے ہو [illegible] شخص [illegible] ایک نوجوان تھا جسے مجھے [illegible] نہیں [illegible] علم [illegible] ہیں سچا اور [illegible] معلوم ہوتا تھا"

سرائے والا "آپکے [illegible] بیشک بے نقص [illegible] ہوئی۔ قیری قرامان جیسا کوئی بھی [illegible] وہ [illegible] اسکے [illegible] پہاڑ [illegible] میں رہتا ہے اور [illegible] وقت [illegible] کرتا ہے [illegible] کے پاس اسکا [illegible] تھا [illegible] [illegible]

[illegible]

دفعتاً [illegible] تک پہونچی تھی سرائے والے نے پھر

کبھی لیلی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں نقاب پوش شخص جو اسکے کمرہ میں آیا تھا وہی ڈاکو نہو

لیلی "تمہاری [illegible] میں اس سرائے [illegible] کیا [illegible]"

سرائے والا "[illegible] یہ بات کون بتا سکتا ہے تھا البتہ چند گھنٹہ آرام کرنے اور کھانا کھانے کے واسطے ٹھہرا ہوا تھا جو کچھ یہاں مل سکے [illegible]"

لیلی "مگر تمکو اوسکے چلے جانیکے بعد کیسے معلوم ہوا کہ وہ قیری قرامان تھا جسکو تمنے سرائے میں جگہ دی تھی"

سرائے والا "جبکہ وہ سرائے کے صحن میں گھوڑے پر سوار ہوتا تھا ایک مسافر جسکو ناوقت ہوگیا تھا آیا مگر جیسے ہی کہ [illegible] جاتے ہوئے مہمان کے چہرہ پر مشعل کی روشنی سے نظر پڑی اسنے کانپنا شروع کیا اور اسکے منہ سے قیری قرامان کا لفظ مشکل سے نکلا"

اب لیلی کو ذرا بھی شک باقی نہیں رہا کہ نقاب پوش جو اسکے کمرہ میں آیا تھا سوائے قیری قرامان کے اور کوئی نہ تھا"

سرائے والا "الیٹا حضور آپ سمجھ سکتی ہیں کہ آپکو کم از کم ایک منزل [illegible] واسطے محافظ ہمراہ لینا مناسب ہے کیونکہ اگر قیری قرامان [illegible] انکو کوئی خاص نقصان پہونچانا منظور ہو تو یہاں سے چند منزل [illegible] کمینگاہ سے آپکے ہمراہ محافظ دیکھکر وہ اپنی راہ بدل دیگا"

لیلی نے اس سرائے والے کی رائے کو درباب محافظوں کے منظور کیا [illegible] محافظ انکا [illegible] سرائے والا [illegible] بندوبست [illegible] کے واسطے [illegible] اور [illegible] سے جمع کئے جو [illegible] انکی تعداد زیادہ [illegible] کیونکہ [illegible] انکا فائدہ [illegible] خطرناک

لیلی اپنی دونوں حبشی خدمتگاروں کو لیکر [illegible] طرف روانہ ہوئی

باب ہفتم

ملاقات

سرائے سے چلنے کے بعد پہلے چند میل تک کوئی امر قابل گذارش واقع نہیں ہوا بالآخر وہ مقام [illegible] اختیار کرلیا اور اوسکی [illegible] گھوڑوں کو دو گھنٹہ آرام کرنا اور گھوڑوں کو دانہ پانی دینا تھا اور محافظوں کو بھی علیحدہ کرنا تھا لیلی کو یہ بھی تجویز کرنا تھا کہ فقط خواصونکو ساتھ لیکر چلنا چاہئے یا اور محافظ بھی ہمراہ پہونچانا چاہئے مگر قیامگاہ پر اسکو ایک ایسی خبر ملی جس سے اسنے اپنی رائے بدلدی یہ خبر قیری قرامان کی متعلق نہ تھی بلکہ ایسے دشمن کی بابت تھی جو اس سے زیادہ خوفناک تھا اور وہ خبر یہ تھی کہ ایک شیر اس نواح میں کہیں سے آگیا ہے زبردست

اور آمنہ اس خبر سے خائف ہوئیں اور خود لیلی بھی
متردد ہوگئی — بس یہ رائے قرار پائی کہ دس مسلح آدمی
بطور محافظ کے [illegible] انتظام عمل میں آیا

قریب ۴ بجے شام کو لیلی معہ اپنی [illegible]

ہمراہ دو مسلح گرجیوں کے روانہ ہوئی کچھ [illegible]
ایک گھنٹہ گذرا تھا کہ لیلی کو دفعتاً معلوم ہوا کہ کہیں
سے دبی ہوئی غراہٹ کی آواز آئی جسنے اپنے گھوڑے کی
باگ کھینچی اور ایک لمحہ [illegible] اور دفعتاً
جو چند قدم پیچھے تھے اسکے پاس پہنچ گئے [illegible]
آمنہ نے بھی وہ خوفناک آواز سنی اور اسکا چہرہ
خوف کے سفید ہوگیا لیکن گرجیوں نے جلدی سے
تسکین اور دلاسا دیا اور اسطرح سے کھڑے ہوگئے
کہ عورتیں انکے بیچ میں ہوگئیں انکی پستولیں پہلے ہی
سے [illegible]

چند ساعت تک مردنی کی
سی خاموشی چھائی رہی بعد ازان دفعتاً ایک نہایت
ہولناک آواز مثل [illegible] اور [illegible]
آئی اسکے بعد فوراً ہی درختوں [illegible]
معلوم ہوئی اور انگور کے پتوں کی آڑ سے یہ
عجیب الخلقت جانور پاس والے گرجی پر لپکا
اس شخص کے دو پستولوں کی آواز کا جو کان [illegible]
کے برابر لاسنے تھے ہوا میں گونجی زبیدہ اور آمنہ
چیخ اٹھیں اور غالباً لیلی کے منہ سے بھی دہشتناک
آواز نکل پڑی اور انکے گھوڑے بالکل بے
اختیار ہوگئے گرجی کو شیر نے اسکے گھوڑے کے
نیچے کھینچ لیا اسکا ساتھی اسکی مدد کو دوڑا
مگر شیر نے اپنے دونوں دشمن پر ایک [illegible] کی

ایسی عجب کیفیت خوف اور دہشت کی
تھی پھر پستولوں کی آواز ہوا میں گونجی جنگلی جانور
زخمی ہوا مگر جان سے نہیں مرا بلکہ اسکے یہ
معلوم ہوتا تھا کہ چوٹ کھانے سے اسکی ہیبتناک
قوت اور زیادہ ہوگئی اسکی کیفیت جنونی سی
ہوگئی [illegible] اسطرح اپنے [illegible]
[illegible] اسکے [illegible] خاک پر
پہونچا دیا اور دونوں کے زخمی گھوڑے بلا
سوار [illegible] کودے اور [illegible] تھا
بھاگے [illegible] اسکے پاس دو [illegible] ہیں لیلی
اور اسکی [illegible] کے گھوڑے لیے
بھڑکے اور بے اختیار ہوگئے [illegible] بگٹٹ
بھاگے مگر [illegible] تمام [illegible] واقعات ایسی سرعت
سے ظہور میں آئے [illegible]
[illegible] ایک [illegible] آواز
ہوئی اور شیر زخم کاری کھاکے بہت زور سے
[illegible] اپنے پیٹ کے بل گرا اسکے بعد ایک گولی [illegible]
[illegible] اندازی سے [illegible] شیر کی کھوپڑی
[illegible]

اس اثنا میں لیلی کا گھوڑا [illegible] اور
گو اب وہ اس موقعہ سے جہاں یہ خطرناک مقابلہ
ہوا تھا بہت فاصلہ پر تھی اسنے ان لوگوں کی آواز سنی
اور اشارے سے دیکھے جو یہ بتا رہے تھے کہ خطرہ

رفع ہو گیا ۔ زبیدہ اور آمنہ جو فن شہسواری مین اپنی مخدومہ سے کم نہ تھین اپنے گھوڑون پر سے [illegible] رہین گو گھوڑے انکو [illegible] مین لیے جاتا تھا اچھے ہوے بھاگے تھے جسسے دونونکی پوشاک بہی [illegible] پھٹ گئی تھی یہ کچھ زیادہ خیال کے لایق نہ تھا بلحاظ اسکے کہ وہ اپنی جانے صحیح وسلامت بچ گئین اور سوا ایک [illegible] اور [illegible]

ان تین سوارون مین سے سر برآوردہ شخص جو ایسے وقت مین کام آیا تھا اپنے دونون ہمراہیونکو جلد جلد کچھ باتین [illegible] اور اسکی [illegible] پاس جواب مجتمع ہو کر تھوڑے فاصلے سے سڑک پر [illegible] تھین وہ [illegible] ایک نوجوان ترک تھا [illegible] ادب سے سلام کرکے اور تسکین اور دلاسے کی باتین مگر مستورات کیطرف خطاب کرکے گفتگو پڑھا تھا یہ [illegible] اور اسکے دونون ہمراہی [illegible]

لیلی نے الہ دین کا بہت شکریہ ادا کیا اور افسوس کے ساتھ دونون زخمیون کا حال پوچھا جو اسکے محافظ تھے ۔

الہ دین نے کہا مین آپکو یقین دلا سکتا ہون کہ وہ دونون زندہ ہین مگر زخم کاری لگا ہے ۔ میرے دونون ہمراہی انکی مدد کر رہے ہین "

لیلی نے جواب دیا تو فرمایے کہ مین اور میری [illegible] انکی کچھ مدد کر سکتی ہین غالبا زخمون کی [illegible] ہمراہیون کی بہ نسبت بہت اچھی طرح کر سکتی ہین کیونکہ یہ ہماری جنس نسوان کا کام ہے "

الہ دین نے میرا آدمیونکو جنگ جدل مین اسکا [illegible] زخم کی بندش کرنا [illegible] کوئی بہی بات نہین ہے آپ میری [illegible] [illegible] الہ دین پھر [illegible] [illegible] پاس سے گھوڑ [illegible] زبیدہ اور آمنہ گھوڑون سے اتر پڑین اور گھوڑون کو راستہ کے قریب چرنے کیواسطے چھوڑ دیا اور خود ایک [illegible] مین الہ دین بہی [illegible] مقام پر [illegible] گیا جہان تینون مستورات [illegible] بیان کیا کہ مجروحونکو اگرچہ زخم سخت پہونچے ہین اندیشہ انکے سخت [illegible] ہین اور میرے ہمراہی [illegible] اتفاق سے ایک پگڈنڈی کی راہ سے جو اس سڑک مین ملی ہوئی ہے اس مقام پر پہونچے سکے درختون کے کنج مین جو ایک چھوٹا جھونپڑا ہے میرا ارادہ ہے کہ ان زخمیونکو وہان ہمراہ لیجاؤن اور آپ خوب یقین رکھیے کہ بغیر انکے معالجہ کا بندوبست کیے اور ان خدمات کا جو انکو پہونچے ہین معاوضہ دیے مین انکو ہرگز نہ چھوڑونگا "

لیلی نے مین آپکی ان مہربانیون کا ہزار ہزار شکر ادا کرتی ہون ! مگر اسکے واسطے ضروری چیزین مہیا کرنا اور انکی [illegible] جو میری چند روز ملازمت مین انکو پہنچی [illegible] میرا کام ہے نہ آپکا "

یہ کہکر چند اشرفیان تھیلی سے نکال کر اور
الہ دین کے آگے پیش کیا اور کہا آپ میرے لیے
مہربانی فرما کر بہی لے لیجیے الہ دین نے قدرے اشتیاق سے
اور کہا یہ روپیہ لیا اس سے یہ ہو گا کہ مین
اپنے اونٹ یا رادہ کو ان دونون بچون سے
تحین چیزون کی قیمت کا پورا کر دون باقی اب
ان دونکو دونا معاوضہ دیا جائیگا ایک میری طرف
سے دوسرا آپکی جانب سے۔

یہ کہکر الہ دین گھوڑا بڑھانے والا تھا کہ
اسکو کچھ خیال آگیا اور کہنے لگا جناب چونکہ
آپکے محافظ نہین رہے اگر آپ اسبات کو
روا نہین کہ مجھسے اور میرے ہمراہیون سے
جو کچھ حفاظت ہو سکے اسکو قبول کرین ہم بھی
تفلس کو جاتے ہین اور ایک گرجی مجروح کی
گفتگو سے معلوم ہوا کہ آپکی بھی منزل مقصود
وہی ہے"

لیلی "اے جناب مجکو کچھ تجربہ اس خطرناک مہم مین
اسوقت تک حاصل ہوا ہی اُس سے ظاہر ہوا
ہے کہ ایسی درخواست کو جو علو ہمتی سے کیگئی
ہے منظور نہ کرنا گویا اپنی طرف سے جانبازی
کرنا ہی اوران خوف زدہ چھوکریون پر سخت
ستم ڈھانا ہی لیس مین نہایت شکریہ سے
آپکی تجویز کو منظور کرتی ہون"

الہ دین "اب مین اُن مجروحونکو پیچھے بہیجنے
کے لیے جاتا ہون آپ مطمئن رہیے گذشتہ

ضرورت ہے ایک لمحہ زمانہ مین حاضر ہونگا"
نوجوان ترک اپنے بادپا گھوڑے پر
چلا گیا اور اندر ایک گھنٹہ کے واپس آیا اس
مرتبہ اسکے ساتھ پچھلے دونون رفیق بھی تھے
آتے انکو پہلے ہی سے اطلاع دیدی تھی کہ ایک
خاتون اور دو سن رسیدہ عورات کے ہمراہ سفر کرنا
قرار پایا ہی جس سے عاقبت بد بہت خوش ہوا کیونکہ
اسکو عورتونکی صحبت مین بہت لطف آتا تھا
بخلاف اسکے یہ خبر سنتے ہی ابراہیم کے چہرہ پر ملال
ظاہر ہوا ابراہیم کو یہ اندیشہ تہا کہ مبادا اسکا نوجوان
آقا پھر کسی بیجا مکارہ سے دوچار نہ ہو جاوے
اب الہ دین لیلی ڈنرلا کی قریب سوار چلا
ابراہیم سیدہ کی ہمراہ ہوا اور حافظ آمنہ کے ساتھ
ہولیا راستہ مین ادھر اُدھر کی باتین ہوتی رہین
تقریباً سات بجے شام کا وقت تھا کہ
ہمارے مسافرونکو وہ قریہ دکھائی دیا جہان
انکو رات مین ٹھہرنا تھا اور جہان سے تفلس
قریب ۲۵ میل کے ایک روز کی منزل پر
تھا- الہ دین اور لیلی اتفاق اپنے ساتھیون سے
ذرا آگے سوار چلے جاتے تھے ایک امر ایسا ظہور
پذیر ہوا جو بذات غیر قابل اطمینان تھا مگر
اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوے۔
سڑک کے قریب ایک مفلوک بڈھا
اور بڑھیا بیٹھے تھے دونون زخمی اور ننگے تھے
اور فقیرونکی گدڑی پہنے ہوے تھے الہ دین اور

لیلی کے پہونچنے پر یہ دونون گھسٹتے ہوی ہیبک
مانگتے ہوے بڑھے ہمارے نوجوان ترک اور اوسکے کم
عمر ہمراہی کو ان دونون فقیرون کی حالت پر
بہت ترس آیا اور دونون نے اپنی اپنی تہیلی
نکالی لیلی نے ایک روپیہ لنجی عورت کے ہاتھ
مین دیا اور الہ دین نے بہی اسیطرح لنجے کے
ساتھ فیاضی کی اتفاقاً الہ دین کا گھوڑا اوسوقت
کچھہ زور کرنے لگا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی تہیلی سے
روپیہ زمین پر گر پڑا شکر گذار لنجا اسکے اٹھا کر لنجی
اور مالک کے حوالہ کرنے کو دوڑا۔ مگر اشرفیون
اور روپیون مین جو گر پڑے تھے ایک چیز لیلی کے
نظر پڑی جسمین گل شب تاب کی سی چمک تھی
یہ ایک سونیکی انگوٹھی عجیب و غریب ساخت کی
تھی جسمین صرف ایک یاقوت جڑا تہا۔ الہ دین نے
جلدی سے انگوٹھی اور روپیہ اشرفیونکی تہیلی مین
بہر لیا اور لیلی نے نہایت کبیدگی سے اپنی نظر
پہیر لی اور اسکے دلمین تنفر پیدا ہوا ہزارون
طرح کے خیالات اسکے دماغ مین آنے لگے۔

سرائے والے نے جو حال قیری قرامان کا بیان
کیا تہا وہ سب اسکی آنکہونکے نیچے پہرنے لگا اور
یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص جو اسکے ساتھ ہم عنان
ہی بجز قیری قرامان کے اور کوئی نہین ہے۔

فقیرون کے واقعہ کے بعد جب الہ دین اور
لیلی چلے تو لیلی کچھہ دیر تک اپنا منہ پہیرے رہی
اور اپنے چہرہ سے آثار خوف نمودار نہ ہونے دئے
اور ایسی آواز سے جس سے کسی قسم کا خوف نہ معلوم
ہوتا تہا کہا کہ چلو جناب گھوڑا بڑھائیں الہ دین
نے کہا بہت خوب چند منٹ مین یہ قریہ آگیا
اسمین ایک نہایت خراب سرائے اور چند بہت
چھوٹے چھوٹے جہونپڑے تھے اور صرف ایک
اچھا مکان تہا جو کسیقدر علیحدہ تھا۔ یہ مکان
ایک دولتمند ارمنی کے قبضہ مین تہا جو مالک
قریب کی بادہا چکی کا تہا۔

سرائے مین پہونچکر لیلی نے دریافت کیا
کہ اچھے مکان کا مالک مجھکو اور میری بہتیجیون
کو اپنے مکان مین جگہ دے سکتا ہی۔

یہ ارمنی ایک سخت مزاج آدمی تہا اور
نہایت بخیل۔ الہ دین نے چپکے سے اسکے کمرہ
مین جاکر کہا کہ انکی مسافر نوازی مین بخل نکیجئے تو
بیش قرار انعام ملیگا۔ انعام کے وعدہ پر یہ معاملہ
طے ہوگیا اور ارمنی نے لیلی کی درخواست کو منظور کیا۔

اب لیلی الہ دین سے رخصت ہوئی اور
اسکے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ صبح کو پھر اسکے
ہمراہ سفر کرین گے۔

چند منٹ مین لیلی اور اسکی دونون
بہتیجیان اوس مکان تک پہونچ گئین لیلی نے
اضطراب سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے فوراً چلی آؤ
اور اپنی جان کو بچاؤ اور یہ کہکر گھوڑے کو
بے تحاشا دوڑایا زبیدہ اور آمنہ نے بھی ایسا ہی
کیا گو انکو نہایت حیرت اور پریشانی لیلی کی گفتگو

اور اسطرح بے تحاشا بھاگنے سے ہوئی۔

بڈھا ارمنی چپ چاپ آنکھیں پھاڑے اور منھ پھیلائے تصویر کیطرح حیرت زدہ دیکھتا رہ گیا۔ انکے غائب ہو لینے کے بعد تک بھی وہ چند ساعت تک سکتے کی حالت میں کھڑا رہا۔

باب ہشتم

جوان مسافر سچی ہمدرد دوست لیلی

تیار ہو گئی لیلی اس موقعہ سے جسکو وہ سخت خطرہ کا مقام سمجھتی تھی بھاگ کر مع اپنی خواہروں کے ایک مقام پر پہنچی جہاں اگر تعاقب کیا جاوے تو ان تک کوئی پہنچ نہ سکے اور اب لیلی کو اظہار حال کا موقعہ ملا کیونکہ تیز رفتاری کی وجہ سے وہ انکشاف حال نہ کر سکتی تھی جسکے سننے کی اسکی بہنیں خدمتین نہایت تردد کے ساتھ خواہشمند تھیں۔

لیلی نے کہا بلاشبہ میری اس عجیب اور بے تکی کارروائی سے تم بہت گھبرائی اور ڈری ہوگی مگر تمکو یہ معلوم نہیں کہ ہم کیسے خطرے سے بچی ہو اب ایک چونکانے والی خبر سننے کے واسطے تیار رہو سنو وہ نوجوان جسکا برتاؤ ابتداءً ایسا دلپرانہ معلوم ہوتا تھا اور جسکی نگاہوں کو تم بہت اشتیاق سے دیکھتی تھیں جسکا طرز کلام اور شگفتگی بناوٹ اعتبار پیدا کرنے والا تھا وہ نوجوان جو ترکی شریف زادے کے سے کپڑے پہنے ہوئے تھا تیری قربان تھا۔"

لیلی نے دونوں فقیروں سے ملنے اور نوجوان ترک کے اتفاقیہ رد سے گرنے کا حال اپنی خواہروں کو یاد دلایا اور سرائے والے سے جو کچھ حال تیری دانی کا سنا تھا اپنی خواہروں سے بیان کیا اور کہا کہ اب کیا [illegible] پہنچ جانے پر اپنے [illegible] انکی [illegible] کافی [illegible] جا سکے کہ رات کو کہاں پناہ لیں۔

شام کی تاریکی جبکی آمد [illegible] پھر [illegible] ظاہر کرتے تھے اور تھکی ہوئی اور اسکی [illegible] بہت تھک گئی تھیں لیکن بہنوں نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا تھوڑی دیر میں وہ ایک کشادہ سڑک پر پہنچیں [illegible] بالکل [illegible] کے قریب ہوتی جاتی تھیں یا ہر قدم انکو منزل مقصود سے دور لیے دیتا ہے وہ یہ سمجھتیں کہ ایسی عمدہ سڑک کے قریب آبادی ضرور ہوگی یا یہ راستہ کسی نہ کسی قصبہ کو گیا ہوگا۔

دفعتاً ایک روشنی سامنے سے چمکتی ہوئی معلوم ہوئی اور چند منٹ میں ایک کھلیان مع مکان کے نظر آیا۔ وہاں لیلی نے اپنی اور اپنی خدمتون کیواسطے رات بسر کرنیکی اجازت چاہی اور اس درخواست کو ایک متوسط العمر عورت نے جو صورت سے مالک اسجگہ کی معلوم ہوتی تھی خوشی سے منظور کیا۔ ایک دہقان

بلا لگیا۔ خستہ گھوڑے باندھے گئے اور ایک صاف
کمرہ میں خستہ مسافروں کے لیے بچھونا بچھا دیا گیا۔

یہ مسافر نواز عورت جو لیلیٰ کے دروازہ [illegible]
[illegible] آئی تھی حسب قیاس لیلیٰ
مالک مکان نکلی وہ گرچہ بیوہ تھی [illegible]
[illegible] بھرا تھا [illegible]
فکر و تعدد نمایاں تھے وہ بیوہ تھی اور [illegible]
پیاری لڑکیاں جنکی عمر سترہ اور اونیس سال کی
ہو گی جنہوں نے کہانا پکایا تھا اسکی دختر ہیں اسکا
شوہر چند سال ہوئے [illegible] کے سامنے
کے کام کے لیے سفر کیا تھا پس رسالہ [illegible]
کا شوقین کی وجہ سے بیوہ ہو گیا تھا مگر یہ عورت
بہت خوش انتظامی سے زراعت کا کام انجام
دیتی تھی اور روپیہ پیسہ کی کچھ کمی نہ تھی۔

ستارہ ہنگر لیلیٰ نے بات چیت سے حالات
اپنی میزبان کے معلوم کر کے اپنی نسبت کہا
کہ میں تفلیس کو جاتی ہوں اتفاقاً راستہ بھول
گئی۔ اسی وجہ سے مجھکو اور میری بھتیجیوں کو
ضرورت تمہاری مسافر نوازی کی ہوئی جو
ہم بہو بیٹی ہے اور سے قریہ قراران کا ذکر
کچھ بھی نہیں کیا ایک امر لیلیٰ کو اس گرجی عورت
سے البتہ معلوم ہوا جس سے کسیقدر رنج اس
پیدا ہوا وہ یہ کہ اب وہ تفلیس سے ۳۵ میل کے
فاصلہ پر تھی جس سے ظاہر تھا کہ ارمنی حلی والے
کے مکان سے لیلیٰ اور اسکی بھتیجیوں کو بھاگنے
سے وہ فاصلہ جو اوس وقت انکے دارالخلافت
گرجستان کے درمیان میں تھا اور زیادہ
ہو گیا ہے مگر اسکا کوئی چارہ نہ تھا اور لیلیٰ
نے یہ خیال کیا کہ اسکا افسوس کرنا [illegible]
فضول ہے اسواسطے [illegible]
چارہ [illegible] ہے گا

اس درمیان میں [illegible]
اس کمرے لیلیٰ [illegible]
عمدہ خوابگاہ ہو جو اس مکان میں [illegible]
[illegible] کے واسطے [illegible]
[illegible] مصیبت [illegible]
وجہ بیان کرنا شروع کی

گرجی بیوہ نے فقط یہی دونوں [illegible]
جو ابھی تک کچھ ہیں میری اولاد [illegible]
وجود سے سرفرازی کی گئی تھی ایک اور بھی
ہے جسکی جگہ ہمارے اس دسترخوان پر [illegible]
برس سے خالی رہتی ہے یہ کہکر بیوہ نے
رونا شروع کیا

لیلیٰ نے کہا وہ کیونکر اندر خواب استراحت ہوتی
گرجی بیوہ نے کہا نہیں بہت دردناک قصہ
سینے میں عرض کرتی ہوں عائشہ میری
تینوں لڑکیوں میں سب سے بڑی تھی
اسکی عمر اگر وہ اب تک زندہ ہے تو اکیس
برس کی ہوگی جیسی وہ خوبصورت تھی
ویسی ہی نیک اور پاکباز تھی مجھ سے

بہت محبت رکھتی تھی اور جو لوگ اسکے شناسا
تھے ان سبکو عزیز تھی اسکی منگنی اس ضلع
کے ایک دولتمند نوجوان زمیندار کیساتھ
ہوئی تھی جو ہر طرح اس در کا تھا کہ یا اسکی
لیاقت رکھتا تھا۔ پس آپ سمجھ سکتی ہین
کہ گو میرے شوہر نے انتقال کیا تھا مگر مجھکو
بہت سے وسایل تسکین کے تھے اور
بہت سی دل خوش کن امیدین اپنی اور اپنے
خاندان کے بابت تھین۔

لیلی ”پھر یہ امیدین کسطرح ساقط ہوگئین“

گرجی بیوہ ”سنیے شاید آپکو معلوم ہوگا
کہ مسلمان لوگ ہر سال پورے ایک
مہینہ بھر روزے رکھتے ہین جسکو وہ رمضان
کہتے ہین“

لیلی ”ہان مین جانتی ہون رمضان
مسلمانون مین ایسا ہی جیسا ہم عیسائیون
مین لنٹ“

بیوہ۔ ”ہان ہان آپ درست سمجھین۔
مگر آپ شاید اس خاص دستور سے
ناواقف ہین جو زمانہ رمضان مین مروج
ہے بلکہ کہنا چاہیے کہ اسکے اختتام پر ہوتا ہے
وہ یہ ہے کہ سلطان کے حضور مین ایک
نہایت خوبصورت بن بیاہی عورت
جو کمسن ہو پیش کی جاتی ہے اسواسطے
غلامون کے تاجر چند ماہ قبل رمضان کے
خوبصورت لڑکیان تلاش کرتے ہین اس
امید پر کہ شاید انکی قسمت یاوری کرے
اور وہ کوئی ایسی لڑکی پا جائین جو انتخاب
ہین جو حرم سراے سلطانی کے واسطے
پسند کی جاوے مشہور ہے کہ سلطان عبد المجید
بادشاہ حال نے اپنے ممالک محروسہ
مین تجارت غلامون کی بند کر دی ہے
مگر اس حکم کی پوری تعمیل نہین ہوئی اور
بردہ فروش لوگ ابھی نفرت انگیز
تجارت خفیہ طور سے کیے جاتے ہین“

لیلی ”مین خوب جانتی ہون مگر بڑی
افسوس کی بات ہے کہ سرکیشیا منگریلیا
اوشیا اور جارجیا مین اکثر ماں باپ اپنی
لڑکیون کو از خود ان بردہ فروشون کو
دیدیتے ہین اس امید پر کہ انکی اولاد
عمدہ عمدہ پائین“

بیوہ ”آپکا فرمانا بہت بجا ہے اور
دیکھیے یہ بردہ فروش اکثر بزور ذاتی
لڑکیان لے بھاگتے ہین اور مین بھی
ایسی ہی مصیبت مین گرفتار ہوئی“

لیلی ”این کیا تمہاری خوبصورت لڑکی
کو بھی بردہ فروش لے بھاگے“

بیوہ ”آہ سرد بھر کر۔ ہان یہی ہوا دو برس
سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ایک روز ایک
بردہ فروش معہ سوارون کے پرے

کے آرام کرنے کے واسطے دس خواب گاہ
پر مقیم ہوا اُنکے ساتھ کمرہ میں ایک دلہن
جسے مجھکو بالکل [illegible] سب اسے بچی
کی [illegible] میری اصلی [illegible] اب [illegible]
کمرہ [illegible] مصلحے [illegible]
محافظ تھے [illegible] اسکے [illegible]
اسکی [illegible] پر [illegible] سے پہلے
اوسنے [illegible] سے ساتھ
کر [illegible] یقین [illegible] کے حسن
خداداد [illegible] سے [illegible] آ گیا ہی
سر [illegible] میں [illegible] رمضان کے [illegible] اور میں
سلطان [illegible] سے [illegible] میں نے
دلکی [illegible] مجھ [illegible] نفرت [illegible] کی اور
خوف [illegible] منظور کیا تب اوسنے جبر سے وہ
کام کیا [illegible] اور [illegible] سے انجام
پذیر ہوا تھا۔ میرے کسان دو رکابیون
میں تھے اور میں یہان تنہا مع اپنی تینون
لڑکیون کے تھی اوس کمبخت نے اپنے
آدمیون کو حکم دیا کہ میرے اور میری
دونون لڑکیون کے ہاتھ پیر باندھ دین
چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا۔ ہرچند ہمنے
ہاتھ پیر مارے منت و سماجت کی
روئے چلائے مگر کچھ فائدہ نہوا وہ
عائشہ کو زبردستی اوٹھا لے بھاگے قبل
اسکے کہ کوئی شخص مجھکو اور میری

وہ باقی ماندہ لڑکیون کو بندشون سے
رہائی دلوے سوار اس کا پتا بہت دور
نکل گیا تھا

لیلی ۔ تو تمہاری دختر [illegible] جدا ہوئی تھی
[illegible] ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئی۔
[illegible] خیال [illegible] کہ [illegible] ساتھ وہ [illegible]
[illegible] ہوا ہوگا۔
[illegible] گوشت [illegible]
سالہا [illegible] گیا مگر وہ سلطان سے
[illegible] پیش [illegible] منظور [illegible] بیچارہ
مایوس واپس آیا اب اسکی صورت [illegible]
اور [illegible] وہ واپس آیا ہے
کسی نے اسے [illegible] نہیں دیکھا
میری لڑکی اب سلطان [illegible] ہوگی مگر مجھے
یقین ہے کہ وہ مصیبت کی حالت مین
زندگی بسر کرتی ہوگی اگر اسکا دل تب تک
ٹوٹ نہ گیا ہوگا۔

لیلی ۔ اور تمکو کبھی اسکی خیریت بھی معلوم
نہین ہوئی۔

بیوہ ۔ افسوس نہین۔

لیلی اور اسکی دونون خدمتون نے
نے گرچہ بیوہ کی کہانی کو بہت دلسوزی
اور رقت سے سنا اتنے مین اسکی دونون
لڑکیان آئین لیلی اور اسکی پیش خدمتون
کو اس کمرہ مین لیگئین جہان کی آرام

کے واسطے تیار کیا گیا تھا - وہان تینون تھوڑی
دیر تک بات چیت کرتی رہین اور پھر غلبہ نیند
سے سو گئین "
صبح کو جب وہ اپنے گھر سے نکلین تو
دیکھا کہ [illegible] اور اوسکی دونون لڑکیان [illegible]
سامان کھانے کا تیار رہی ہین لیلی نے [illegible]
مصلحت حافظ [illegible] کے ساتھ [illegible] طلب
کرنے کا ارادہ کیا مگر بیوی کی اتفاقیہ گفتگو
سے اوسکو معلوم ہوا کہ وہ سب [illegible] واقعہ [illegible] لیلی
سنا رہی ہین - [illegible]
[illegible] اشاعت کی ہوئی ہے [illegible] یا موقع
سے جو شخص کو [illegible] ہوئی [illegible]
تھا فقط [illegible] اوسکے لیے -
لیلی اور اسکی سہیلی [illegible] بعد بہت
شکریہ مہمان نوازی کے جو اونکے ساتھ کی
گئی تھی بیوہ عورت اور اوسکی لڑکیون سے
رخصت ہوئین گو اس عورت کو کچھ اُمید یا
کچھ خواہش کسی معاوضہ کی نہ تھی تاہم لیلی نے
چلتے سے دونون لڑکیون کے ہاتھ مین کچھ
تحفہ دیدیا اور اب ہم اپنی خوبصورت
ہیروئن کو مع اسکی وفادار خواہرون
پھر سفر مین دیکھتے ہین -
اب ہم لیلی اور اوسکی خواہرون کو
سفر مین چھوڑتے ہین اور تھوڑی دیر کیواسطے
ناظرین کی توجہ دوسری طرف رجوع کرتے

ہین اور اس باب کے خاتمہ کے قبل ہم الہ دین
کا ذکر کرتے ہین جسکو ابراہیم اور حافظ کے
ساتھ لیلی سے جدا ہونے کے بعد ہم نے
صحرا سے مین چھوڑا تھا - تینون ترک اپنے
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہوا -
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کا حال [illegible] اچھا نہین ہے [illegible] تو وہ
خاتون اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] کرتین "
الہ دین [illegible]
اسکے کیا معنے "
چلپی والا [illegible] دیر تک [illegible] اسکے بعد [illegible] ہین
کہ اوس خاتون اور اوسکی خواہرونکا [illegible]
کوئی وجہ معلوم ہوتی ہوگی کہ [illegible] پاس
سے ترکی محافظون سے جدا ہو جائین "
الہ دین نے جدا ہو جائین ؟ تمہاری ان
الفاظ سے کیا مراد ہے "

ارمنی "وہ بھاگ گئیں"
الہ دین "بھاگ گئیں"
چلبی والا "ہاں بھاگ گئیں اور ضرور انکو
کوئی قوی وجہ ایسی کارروائی کرنیکی ہوگی"
الہ دین "جوش میں آکر قسم رسول خدا
کی صریح سے ہمنوا ہیں اور مہمان نوازی
کے برتاؤ سے وہ خاتون اور اسکی بھتیجی
چلی گئیں یہ دوسری آسائش کی جگہ تلاش
کی کیونکہ تونے مہمان نوازی کو اپنے ذاتی
نفع اور روپیہ پیدا کرنیکا ذریعہ سمجھا تھا"
ارمنی "تم جانتے خدا اور رسول کی جانب سے
جسکی قسم کھاؤ میں اپنے تمام مسیحی مقدس
لوگونکی قسم کھاتا ہوں کہ تم جھوٹ کہتے ہو
میں نہایت ادب سے اوس خاتون اور اسکی
ہمراہیونکو اپنے مکان کے دروازہ تک
لیگیا مگر جیسے ہی کہ میں دروازہ کھولنے کو
تھا وہ چلدیں۔ اس خاتون کی زبان سے
یہ الفاظ نکلے تھے" اپنی جان کو بچاؤ"
چنانچہ وہ بھاگیں اور انکے گھوڑے اسطرح
بے تحاشا جاتے تھے کہ سوائے آواز سم کے
انکے پیر زمین پر لگتے ہوئے نہ معلوم
ہوتے تھے"

گو یہ شخص محض کندہ ناتراش تھا مگر اسکے
طرز بیان سے ایک قسم کی صداقت پائی جاتی
تھی اور اسکی تائید اسکے اعزاز سے جو کہ خاتون
میں اسکو حاصل ہوئی تھی علاوہ اسکے
الہ دین کو یاد آیا کہ انعام کی رقم بہت جالاکی
سے وہ مسافر نوازی پر مائل ہوگیا تھا مگر اب
لیلی اور اسکی [illegible] میں مفرور ہوچکی تھیں اسکو
انعام کی امید جاتی رہی تھی پس نوجوان ترک
کو اس قصہ پر جو ہم ہیں کچھ شک نہیں
[illegible] کہ وہ [illegible] یا غلط طور پر
ظاہر کیا گیا ہے چلبی والے کی طرف
اب اسنے کی اور دستر خوان پر آنے کو
کہا اور مفصل حال دریافت کرنا شروع
کیا ارمنی نے اپنے قصہ کو دہرایا مگر اسنے
کچھ اضافہ نہیں کیا یہ صاف ظاہر تھا کہ لیلی
اور اسکی بھتیجی تینوں چلدیں مگر اون کے
بھاگنے کی وجہ ان سب سوچنے والون
کی سمجھ میں نہ آئی"

الہ دین کی اس امید کا کہ صبح کو وہ جمیلہ
کے ساتھ ہمعنان ہونگا بالکل خون ہوگیا
اور وہ اندوہ والم سے ہم آغوش ہو کر
سوگیا —

باب نہم

قزاق کی زوجہ

اب ہم قری قزاقان کا ذکر کرتے ہیں
کیونکہ ناظرین کو مشکل ہے لیلی کی اس غلطی سے
اتفاق کیا ہوگا جو اس نے نیک مزاج

الدین کو خوفناک ڈاکو سمجھنے میں کی تھی گو
واقعات کی صورت فی الواقع اسی کی مقتضی
تھی کہ سارہ منگولیا کو ایسی غلط فہمی ہوئی۔
ہلکو [illegible] اسکے کی [illegible] سے پہلے معلوم
ہو چکا تھا کہ قیری قرا ایلان [illegible] آنکھی
نکلے اور [illegible] مسعود [illegible] سے ساتھ
پورا [illegible]
اور [illegible]
غازی اور مسعود کو چھوڑ کے جاتا اور [illegible]
اسکو [illegible] کی امید تھی کہ الہ دین اور
اسکے متوسلین اس گروہ سے شکست
پا گئے ہوں گے اور [illegible]
پر انکی گرفتاری کے لیے [illegible]
یہی امید تھی کہ اسکو [illegible] کی [illegible]
اس مقام پر پائیگا [illegible]
گھنٹہ کی غیر حاضری سے مسعود [illegible]
واپس آرہا ہے

اس مقام پر پہنچکر قیری [illegible]
درختوں کے باغ میں داخل ہوا جہان سے
ایک خیمہ کے اندر سے جو اسکے چلے جانے کے
بعد نصب کیا گیا تھا روشنی چمکتی ہوئی دکھائی دی
غازی اور مسعود گھاس پر سے جس پر وہ
آرام کر رہے تھے اوٹھکر فوراً اسکے پاس
آئے اور قزاق نے نہایت بیتابی سے اُنسے
پوچھا کیا خبر ہے؟

غازی۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ
مجھے بُری خبر سنانا ہے۔

قیری قرا ایلان۔ لاحول ولا قوۃ الا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

غازی۔ [illegible]
[illegible] البتہ [illegible]
[illegible]

قیری قرا ایلان۔ پھر [illegible] معلوم
ہوتا ہے کہ تم سب کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں
میری عقل [illegible] ہوں کہ فقط میں ہی کامیاب
ہوتا ہوں

غازی۔ آپ کامیاب ہوئے یہی غنیمت ہے

قیری قرا ایلان۔ ہاں غنیمت ہے مگر [illegible]
کا [illegible] آدمی کہاں ہیں انکو چند گھنٹہ میں
[illegible] اور ریلی کو مع اسکی بیش قیمتوں کے
گرفتار کرنا ہوگا۔

ابھی گفتگو ہونے چکی تھی کہ پردہ خیمہ کا
ہٹا اور مرصہ نکل آئی۔

مرصہ۔ غازی کو کچھ الزام مت لگاؤ اسنے
اپنے اختیار بھر کوشش کی جیسا کہ میں
کام میں حتی الامکان جد و جہد عمل میں
لائی مگر اس نوجوان ترک کے رفقا
کو کچھ شبہ پیدا ہوا اسواسطے ہماری سب

تدبیرین بیکار ہوگئین ۔

قیری قرامان اپنے حبیب وجہ کے ہاتھ
مین ہاتھ دیئے ہوئے خیمہ کے اندر داخل ہوا
اور وہان دونون بیٹھ گئے جسوقت کہ [illegible]
ہوگیا اُس وقت خیمہ مین [illegible]
واسطے بہت کشادہ تھا پس قیری قرامان
اور مرجہ بالکل تنہا تھے

تب قیری قرامان نے کہا اے میری مرجہ اب تم مجھسے
سب حال جو کچھ ہوا ہو بیان کرو ۔

مرجہ نے ابتدا سے انتہا تک [illegible]
اپنی ملاقات کا سب حال بیان کیا اور پوچھا
[illegible] جو [illegible] پہلا پایا تھا
[illegible] سیقدر رنگ حرج اپنی
[illegible] اور جب حافظ کی [illegible]
[illegible] ہاتھ اور پیر [illegible]
کا ذکر کیا تو قیری قرامان نے نہایت تند [illegible]
سے [illegible] اور حافظ سے انتقام لینے
[illegible] مرجہ نے یہ بھی کہا کہ جبتک
تمہارا [illegible] برج مین نہین پہونچا
میری [illegible] نہین ہوئی کیونکہ مجھے سے
[illegible] نوکر کے بھی ہاتھ پاؤن باندہ
دیے گئے تھے اور سائیس بھی اصطبل کی
کوٹھری مین دست و بستہ تھا کون [illegible]
جاتے وقت اس برج کا پھاٹک کھلا ہوا چھوڑ
دیا تھا ۔ مرجہ نے یہ بھی کہا کہ مین نے اوسوقت

گوالدین اور اوسکے ہمراہیونکی گرفتاری
کے واسطے نہایت ضروری سمجھکر فوراً
[illegible] کو جو تمنے بھیجا تھا انکی تلاش
کے واسطے روانہ کیا اور [illegible] کہدیا تھا
کہ جب تک تعاقب کی غرض [illegible]
[illegible] انکے [illegible] بالکل ساقط
نہوجاوے اُس وقت تک اسکے
[illegible] پاس [illegible] وہ پہونچی کہ
[illegible] اور [illegible] غیر حاضر
رہا یہ کہکر مرجہ نے اپنی گفتگو کو ختم کیا ۔

قیری قرامان اس [illegible] مین [illegible]
سے سخت پریشان تھا [illegible] باقی [illegible]
کہ شاید [illegible] انکو گرفتار کرلیوین
اسنے پھر مرجہ سے کل حال [illegible] تبدیل
لباس [illegible] اپنی [illegible]
کو بیان کیا جسکو سنکر مرجہ نہایت خوش
ہوئی ۔

قیری قرامان نے بعد سیقدر سکوت
کے کہا اب بہر حال [illegible] ابتدائی
ہماری مہم عظیم کے [illegible] درست
ہوچکے ہین کہ لیلی کی انگوٹھی تمہارے قبضہ
مین آگئی ہے اب کل تم علی الصبح طفلس
کو روانہ ہوجاؤ اور [illegible] نگران حال
رہتا ہے فوراً تمسے ملیگا وہ تم کو بتادیگا
کہ الہ دین پہونچا ہے یا نہین ۔ اگر وہ

ہونگی اگر تم کچھ نہ کرنا سیدھی اپنے کوہستانی
مکان کو بلا توقف لوٹ آنا اور سمجھنا کہ
بالکل ناکامی ہوگئی۔ لیکن اگر الہ دین طفلس
میں ہو تو تم یہ سمجھنا کہ سب معاملہ ٹھیک
ہے اور وہ مقدر ہے پھر میں بہت جلد
اپنے [illegible] ارادے پورے کرنے کے
[illegible] اس شہر میں تجھ سے ملونگا۔"
پھر [illegible] خود لیلیٰ
[illegible] رفقا وہ چار
[illegible] میں [illegible] لوٹے تو میں بھی معہ غازی
اور [illegible] کے جلد پہنچونگا اور ہم [illegible] لیلیٰ
اور اسکی [illegible] لینے کے
[illegible] تو اسکو اپنی طلسمی انگشتری کی
گم گشتگی معلوم ہو جاوے اور وہ یہ خیال
کرے کہ اب طفلس کو جانا فضول ہے
اور سیدھی [illegible] سے پھر منگریلیا کو واپس
چلی جاوے اسصورت میں بھی ہماری
غرض حاصل ہے اور اسکا بال بیکا کرنا
فضول ہوگا۔"

غرضکہ قیری قرامان اور اسکی مہپارہ
زوجہ اسطرح باتیں کرتے رہے علی الصباح
قیری قرامان اور مرجہ پھر ایک دوسرے
سے رخصت ہوے اور مرجہ حسب سابق
اپنی حبشی و گرجی [illegible] کے ساتھ
روانہ ہوئی اور قزاق نے یہ دیکھکر کہ اسکے
رفقا ابتک نہیں پہونچے غازی اور مسعود
کو حکم دیا کہ میرے پیچھے آؤ۔
انہوں نے حکم کا [illegible] کیا
جب تک وہ اس قصبہ سے آگے بڑھے
جہاں لیلیٰ نے رات بسر کی تھی اور جہاں
قیری قرامان نے اسکی انگشتری اڑالی تھی
وہ اور اسکے [illegible]
میں [illegible] لیکن جب [illegible]
لیلیٰ اور اسکی [illegible] انہوں [illegible]
گئے [illegible] سوار جاتے ہوے دیکھا [illegible]
جرأت نہوئی کہ حملہ کرے [illegible]
اور اسکی [illegible] کو [illegible] اپنے
چلے جانے دیا اور خود اپنے ساتھیوں کو
کچھ ہدایت کرکے طفلس کیطرف روانہ ہوا
مگر بنظر احتیاط اصل سڑک پر نہیں چلا
اسیواسطے اسے لیلیٰ سے راستہ میں نہ
ملاقات ہوئی۔

ہم مرجہ کا ذکر کرتے ہیں جسکو ہم نے
اسوقت چھوڑا تھا جبکہ وہ بھی معہ اپنی
حبشن اور خوبصورت گرجی کے طفلس کو
روانہ ہوئی تھی وہ دنکو سفر کرتیں اور
شام کو کسی گانوں کی سرائے میں شب باش
ہوتیں اسطرح چلتے پھرتے ایک مقام پر
پہونچیں جہاں ایک صاف پانی کا چشمہ
ایک سرسبز ٹیلے کے متصل بہ رہا تھا۔

یہ سب وہاں ٹھہرے اور چھوٹا سا خیمہ چشمہ
کی ہریالی میں تنا ہوا پایا اور نصب کر دیا
گیا مرجان خیمہ میں آرام سے بیٹھا اور چشمہ
کے کنارہ گھاس پر [illegible] اور اپنے خیالات
میں [illegible]
اسکا چہرہ [illegible] مرجان اس ملاقات
[illegible] چشمہ کے قریب [illegible] بیٹھی اور لیلیٰ بھی
اور [illegible] چلنا ہے جو وقعہ
گزرا [illegible] آواز اسکے کان میں آئی
اور وہ اٹھ بیٹھی اور [illegible]
[illegible]
پھر [illegible] دو [illegible]
سوار آگے [illegible] مرجان اپنے چھپنے کی جگہ سے
نکل آئی وہ اسی صورت سے دیکھ رہی تھی کیونکہ
پہچانا تھا کہ آفتاب کے ان سب نے اپنے
منہ پر نقاب ڈال لی تھی - مرجان کے دل میں
شبہہ پیدا ہوا کیا یہی ستارہ منگولیا ہے؟
کیا یہ قمر [illegible] سے بچ گئی اور اتفاق سے
مرجان کے راستہ میں آپڑی -
ہاں وہ لیلیٰ تھی اور اسکے ساتھ آئی
دو شہزادیاں تھیں ستارہ منگولیا نے
ایک خوبصورت خوش پوشاک خاتون کو
چشمہ کے سبزہ زار کنارہ پر لیٹے دیکھکر دوستانہ تپاک
کی راہ سے اپنی نقاب اٹھا دی اور مرجان کو مخاطب
اس بیان سے جو اسکے شوہر نے کیا تھا بلکہ
اور حسن خداداد سے بھی جو اسے نظر پڑا ذرا
بھی شک باقی نہ رہا کہ یہ ستارہ منگولیا ہے
جسکا وہ دیکھ رہی تھی -
لیلیٰ کو آرام کی ضرورت تھی اور وہ
ٹھہرنے کیلئے اچھا موقعہ تلاش کر رہی تھی
جب مرجان چشمہ کے کنارے اسکو نظر پڑی
گھوڑے سے اتر کر اوسنے اس موقعہ
کو غنیمت سمجھا کہ اسکی ہم جنس مل گئی
زبیدہ اور آمنہ [illegible] اور گرجی چھوکریوں
کے پاس تھوڑے فاصلہ پر سایہ دار
درختوں میں بیٹھ گئیں اور جسمین لیلیٰ نے
خوبصورت مرجان کے پاس چشمہ کے کنارہ
جگہ لی -

باب دہم

لیلیٰ اور مرجان

جبکہ مرجان لیلیٰ سے گرمجوشیاں کر رہی
تھی اسکے ناپاک دل میں یہ خیالات
گھوم رہے تھے کہ کیا تدبیر کروں منگولیا
اور اسکی دونوں حبشی خدمتوں کے قید
کرنے کی کرنا چاہئے اسنے اپنے دل میں
مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ کوئی چال چلنا چاہئے
اور سب سے عمدہ تدبیر اسکے ذہن میں یہ
آئی کہ لیلیٰ پر اعتبار جماکر ہمسفری کے
بہانہ سے اوسکو کسی ایسے مقام پر

لیجانا چاہیئے جہان وہ تھوڑے عرصہ کیواسطے قید ہو سکے۔

مرجہ نے اپنی خواصونکو حکم دیا کہ سبزہ زار پر کھانا چنین اور اُسنے اس چھوٹی دعوت مین ویسی ہی میزبانی کی جیسی کہ نوجوان الہ دین کے ساتھ کی تھی۔ تاہم فقط معمولی باتین ہوتی رہین کیونکہ لیلی نے اپنے دل مین ٹھان لیا تھا کہ اب ہوشیار رہینگی۔

مرجہ بھی اسکی طرح معمولی باتونپر اپنا سلسلہ سخن قائم کیے تھی کھانا بڑھایا گیا اور دونون خاتون کی پیش خدمتین تھوڑے فاصلہ پر بیکجا کھانا کھانے لگین اور مرجہ و لیلی چشمہ کے کنارہ پر بیٹھی رہین۔

قزاق کی زوجہ نے عنان تقریر کو اسطرح موڑنا شروع کیا کہ پھر اوسکو سفر پر چلنے کیضرورت کا ذکر کرنا پڑے اور لیلی یہ کہدے کہ مین بھی طفلس کو جاتی ہون تاکہ ہمسفری کی نسبت صلاح پیش کیجائے مگر اوسیوقت ایک اور عورت نمودار ہوئی۔

یہ عورت تمر کی قوم کی تھی جو صنع سے اور نیز چھوٹے صندل کے صندوقچہ سے جو اسکے ہاتھ مین تھا ظاہرا اُس قسم کی "عاقلہ" تھی جو سلطان کے ایشیائی صوبون اور گرد نواح کے نصرانی ملکونمین دوا و عطریات وغیرہ بیچتی پھرتی تھی۔ یہ عورت جسکا ہم ذکر کر رہے ہین متوسط العمر بلند بالا کسیقدر سانولے رنگ کی تھی گو معمولاً وہ ایک ململ کی نقاب اپنے چہرہ پر ڈالے رہتی تھی۔

دونون خاتونون کے پاس پہونچکر اسنے اپنی زبان مین کہا "کچھ معجون یا عطر لیجیئے دیکھیئے یہ مرہم ہین جن سے ہر قسم کے زخم اچھے ہوتے ہین اور یہ سفوف ہین جو ہر قسم کے زہر کے واسطے حکم ترباق کا رکھتے ہین۔ میرے پاس عمدہ خوبصورت ٹکڑے عنبر کے بھی ہین جو آپکی سنگار میز کے لائق ہین اگر آپ کدخدا ہین تو آپکے شوہر ہونگے اور اگر آپکی شادی نہین ہوئی تو چاہنے والے ضرور ہونگے جنکو آپ یہ عمدہ عنبر حقہ کی تمباکو بسانے کے واسطے تحفۃً دے سکتی ہین تفلہ سے ضرور کچھ نہ کچھ خرید لیجیے آہ وہ گرد تفلہ کے ساتھ نیکی کرنا بڑے ثواب کی بات ہی۔

تفلہ کے ایک حصہ تقریر کی نسبت جو چاہنے والون کی بات تھی غالبًا بدتمیزی کا خیال پیدا ہوا ہوگا مگر یہ محض اوسکی نسانی اور تن تنہائی تھی جو اس پیشہ کی عورتین کیا کرتی ہین۔

لیلی اور مرصہ نہین سمجھتی تھین کہ یہ محض
لسانی ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ ثقلہ کے پوچھنے
پر ستارہ منگر لیا اپنی نیک باطنی کی وجہ سے
مسکرا دی مرصہ بھی مسکرائی مگر اوس کا
مسکرانا اس پریشانی کو چھپانے کے واسطے تھا
جو اسکی گفتگو مین خلل پڑنے سے پیدا ہوئی
تھی - اور ایسے وقت مین جب وہ اپنے
عنان تقریر کو نہایت چالاکی سے اوس
مضمون کیطرف موڑ رہی تھی جسکے معرض
بیان مین لانے کے لیے نہایت احتیاط
وہوشیاری ضرور تھی ثقلہ کی جرأت دونون
کے تبسم سے زیادہ ہوئی اور سبزہ پر بیٹھ کر
اوسنے اپنا صندل کا صندوقچہ کھولا -
ثقلہ " دیکھیئے یہ شیشی نہایت عمدہ خالص
عطر گلاب کی ہے اور یہ سفوف ہین جن سے
زہر ہلاہل کا اثر جلکی بچانے مین جاتا رہتا ہے
چھ مہینے ہوے کہ مین نے حسن بادشاہ
حاکم ارض روم کو اس سے اچھا کر دیا
جب ایک دغاباز ملازم نے حاکم موصوف
کے قہوہ مین زہر ملا دیا تھا اور اس سے
میری بڑی شہرت ہوگئی اور دیکھیئے یہ نفیس
ٹکڑے عنبر کے ہین جنکا مین نے ابھی ذکر
کیا ہے سچ کہتی ہون کہ بلور کی صفائی کی
اسکے آگے کچھ بھی نہین دو تین مہینے کے
برتن نکالکر اور نہایت سنجیدگی سے

اور ملاحظہ فرمائیے یہ ایک دوا ہے
جسکی ترکیب سواے آپکی آوارہ گرد ثقلہ کے
اور کوئی نہین جانتا یہ مشہور اور معروف
بلسام سلطان صلاح الدین کا ہے یقیناً
آپ تعلیم یافتہ ہونگی اور آپنے پڑھا یا
سنا ہوگا کہ سلطان موصوف طبیب کا
بھیس بنا کر رچرڈ شاہ انگلستان کے
خیمہ مین جنگ نصاریٰ کے زمانہ مین گیا
تھا اور اوسکو مرض مہلک سے چنگا کیا
تھا وہ یہی بلسام ہے جو سلطان صلاح الدین
نے بادشاہ انگلستان کو جسکو وہ اولوالعزم
حریف اور اپنا مقابل سمجھتا تھا استعمال
کرایا تھا اور اب دنیا بھر مین سواے آپکی
ثقلہ کے اسکا نسخہ کوئی نہین جانتا "
لیلی " ہان یہ تو بتلاؤ کہ ہمکو یہ نسخہ کیونکر
مل سکتا "
ثقلہ " حضور اس راز کو نہ دریافت کرو
مگر مین سچ کہتی ہون کہ اس بلسام مین
غواص عجیبہ ہین مین نے اس بلسام سے
ایک پیر مرد کو اٹھا دہ مہینہ ہوے عجیب
وغریب خفیہ طریقہ سے اچھا کیا ہے "
لیلی " اور وہ عجیب وغریب حالات
کیا ہین "
ثقلہ " اے خاتون اگر آپکو اس عجیب و
غریب قصہ سننے کی فرصت ورغبت ہو

تو مین بیان کرون یمین قسم کھاتی ہون کہ
وہ بالکل راست ہی اور گو مین ناقص العقل
عورت ہون میرے دل سے یہ یقین
کسیطرح پر دور نہین ہو سکتا کہ مجکو ایک
جھلک اس باغ ارم کی نظر پڑی ہی جسمین
جملہ مومنین بعد موت کے جاوینگے۔

مرجہ اس بیان سے متعجب ہوکر اور یہ
خیال کرکے کہ اسکو کچھ تعلق ان خیالات جنت
ارضی سے جسکی بابت وہ اور اسکا شوہر حال مین
غلطیان دیکھچکی ہین فی الواقع سچ ہوگا
لیلی بھی جسکے دل مین مرجہ کے سے خیالات
نہ تھے شکلہ کے عجیب وغریب الفاظ سے
کسی قدر مشتاق ہوئی اور جماقلہ نے
دونون کی نظرون سے سمجھا کہ اب اس
کے قصہ کہنے کا وقت آگیا سچ ہو یا جھوٹ
اسنے چالاکی سے اس قصہ کی تمہید سے
ابھی دو اوسن کی سریع التاثیری کا سمان
جمانا چاہا اور آدہ گھنٹہ اپنی گپ شپ
سے انعام پانے کا استحقاق پیدا کرنیکی
فکر کی۔

شکلہ: قصہ شروع کرکے۔ اٹھارہ مہینہ
سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا جلیہ کے
جاڑون مین اتفاق سے طفلس مین تھی
وہان مین نے چند معرکہ کے علاج
کیے اور میری شہرت ہونے لگی ایک دن
ایک معزز صورت شہروالا میرے کان پر
آیا اور کہنے لگا کہ آپکا شہرہ سنکر مین ایک
خاص ضرورت سے آپکے پاس حاضر ہوا
ہون مین نے کہا کہ مین جو کچھ جانتی ہون
وہ ضرور انسان ہی کیواسطے کافی ہو سکتا ہی
پہلے وہ ادہر ادہر دیکھکر بہت احتیاط
سے بولا گویا وہ مجکو ٹٹول رہا تھا کہ زیادہ
صراحت کے ساتھ گفتگو کرنیکا موقع ہی یا نہین
اور یہ کہ مین اسکی راے سے جو وہ ظاہر کرنا ہی
اتفاق کرونگی یا نہین مگر اے خواتین با تمکین
مین اوس گفتگو سے جو میرے اور اس کے
درمیان مین ہوئی آپکی سمع خراشی نکرونگی
یہی کافی ہی کہ اوس خدمت کا ذکر کرتی ہون
جسکے انجام دینے کی مجھسے درخواست
کیگئی تھی اس باشندہ شہر نے مجھسے یہ
اقرار لیا کہ مجکو اسکے ساتھ کسی قدر سفر
دراز پر جانا ہوگا اور سفر مذکور مین بعض
بعض مقامات پر آنکھون مین پٹی باندھنا ہوگی
اسطرح پر مجکو اس مریض کے پاس جانا تھا
جسکے علاج کرنے کی مجھسے درخواست
کیگئی تھی۔ اسنے یہ بھی کہا کہ اگر تم اس
پر راضی ہوگی تو تمکو بے انتہا انعام ملیگا
اور مین ہمیشہ تمہارا دوست و مددگار
رہونگا۔

اے خواتین با تمکین مین نے یہ خیال کیا

کہ میرے پھنسانیکے واسطے یہ ترکیب بھلا کیا ہوگی
شہری مذکور بڑا نامور آدمی تھا اور میری
جان اوسکے اس معرفت کی تھی۔
پس مین راضی ہوگئی اور شہری
مذکور نے اپنی فیاضی سے مجھکو کچھ روپیہ
بھی دیا جب شام کی تاریکی ہوگئی وہ
مجھے لینے کو آیا اور ہم دونون ایک
ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر طفلس
سے روانہ ہوے۔
تمام رات ہم برابر چلتے رہے صبح ہوتے
ہم کوہ قاف کے جنگل اور پہاڑون مین
نکلے چند گھنٹے تک ہم نے ایک پہاڑ
کی جوف مین آرام کیا اور شہری مذکور
نے وہان تھوڑی سی آگ روشن کی
کیونکہ سردی بہت شدت سے پڑتی
تھی اور برودت ہوا سے ہم قریب
ہلاکت تھی کئی گھنٹہ تک ہم پہاڑ کی
جوف مین رہے تاکہ ہم اور ہمارے
گھوڑے ستائین آخر کار جب ہمارا سفر
پھر شروع ہوا مین نے دیکھا کہ میری آنکھ مین
پٹی باندھنے کا وقت آگیا ہی مگر اسطرح پر
میری آنکھ پر پٹی باندھی گئی مگر اسطرح پر
کہ اگر مین قریب سے دیکھنا بھی چاہتی تو
ممکن نہ تھا۔
گو میری آنکھ مین پٹی بندھی تھی مین
گھوڑے پر بدستور بیٹھی تھی اور شہری بھی
میرے قریب ساتھ جا رہا تھا اور
میرے گھوڑے کی باگ ڈور پکڑے
تھا۔ اسطرح ہم راستہ طے کرتے رہے
یہانتک کہ شام ہونے لگی اور ہم پھر
ٹھہر گئے میری آنکھون سے پٹی پھر ہٹائی
گئی اسوقت اسقدر روشنی باقی تھی کہ
مین دیکھ سکی کہ مین ایک نہایت جنگلی
اور خوفناک حصہ ممالک کوہ قاف مین ہون
ہم ایک اور غار مین پہونچے آگ پھر روشن
کیگئی اور کھانے پینے کا سامان رکھا گیا اور
مین پھر آگ سے گرمائی اور کھا پیکر خواب
مین آگئی۔
شہری نے مجھسے پھر اٹھنے اور ساتھ
چلنے کو کہا اوسنے میری آنکھ پر پٹی
باندھی مگر اس مرتبہ ہم گھوڑون پر
سوار نہین ہوے وہ پہاڑ کی جوف
مین بحفاظت تمام باندھ دیے گئے تھے
اور ہم پاپیادہ چلے۔ شہری مجکو ہاتھ
پکڑے لیے جاتا تھا آدھ گھنٹہ اسیطرح
چلتے رہے۔ سردی ایسی سخت تھی کہ
یہ معلوم ہوتا تھا کہ دماغ مین برف
کے سیخچے سے جاتے ہین شہری نے میرا
ہاتھ پکڑ کر مجھ سے کہا کہ اب تمکو سیڑھیان
اوترنا ہین یہ اوتار ذرا گہرا ہے

میرا ہاتھ پکڑے رہو کچھ اندیشہ نہ کرو۔
مجکو ایسا معلوم ہوا کہ کسی دروازہ کے
آہستہ سے کھلنے کی آواز آئی مگر مین ٹھیک
نہین کہہ سکتی۔ غرضکہ اوترنا شروع ہوا
اور ہمارے پیرونکی ایسی عجیب و غریب
صدا آتی تھی کہ اگر کسی دروازہ کے بند ہونے
کی آواز بھی ہوئے تو میرے کان تک
نہین پہونچے غرضکہ ہم اوترتے چلے گئے
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ سیڑھیان چکردار
ہین اور سنگ غارا کو تراش کر بنائی
گئی ہین جون جون ہم نیچے چلے جاتے تھے
ہوا زیادہ گرم ہوتی جاتی تھی۔ یکبارگی ہم
ٹھہرگئے اور ایک دروازہ باہر کی طرف
کھلا اور مجکو ہوا خوشگوار معلوم ہونے
لگی حالانکہ یہ سخت جلے کے جاڑے کی
رات تھی۔ میرا رہبر پھر مجکو ہاتھ پکڑ کر
لے چلا دروازہ میرے پیچھے بہت زور سے
بند ہوگیا اور ہمنے ایسی زمین پر اوترنا
شروع کیا جو بعض وقت نرم گھاس کا
سبزہ اور بعض وقت چلا ہوا راستہ معلوم
ہوتا تھا۔ غرض ہم برابر بڑھتے چلے جاتے تھے
اور ڈھالو ٹیلون سے اوترتے تھے آخرکار
میرا رہبر ٹھہرا اور میری آنکھون کی پٹی
کھولی اور ایک درے کی تہ مین مجکو لیگیا
ماہتاب ہر طرف نور برسا رہا تھا

اور اس گھاٹی مین موسم بہار تھا انگور کی
بیلونمین انگور نظر آتے تھے اور درخت
انواع و اقسام کے میوہ جات سے
لدے ہوے تھے اور بیشمار گلاب کے
پھول میرے چارونطرف کھلے ہوے تھے
غرضکہ معزز شہری مجکو پھول اور میوہ دار
درختون اور انگور کی ٹٹیون مین ہوتا ہوا
لے چلا اور کہنے لگا کہ جو میوہ تمہارا جی
چاہے توڑ کر کھاؤ۔ چنانچہ مین نے
ایسا ہی کیا اور مین آپسے سچ عرض
کرتی ہون کہ مجکو ویسے لذیذ اور خوشذائقہ
میوہ جیسے مین نے اس دلفریب گھاٹی
مین کھائے تھے پھر کبھی میسر نہین ہوے
پھر شہری مجھے ایک چھوٹی عمارت کیطرف
لے چلا جو اس گھاٹی مین ایک شہر تختہ
پر بنی ہوئی تھی۔ یہ عمارت مثل ایک حجرے
کے تھی جسمین وہ شخص مجھے لے گیا اور
وہان مین نے مریض کو دیکھا اور ایک
ہفتہ مین مین نے اسکو چنگا کردیا۔

ایک روز رات کے وقت میرے
معزز رہبر نے مجھسے کہا کہ اب ہمکو رخصت
ہونا چاہیے۔ چنانچہ مین اپنے مریض سے
رخصت ہوئی اور میری آنکھون پر پھر
پٹی باندھی گئی اور اسی ڈھالو چڑھائی پر
ہم چڑھے۔

ثقلہ نے یہانتک قصہ کہا تھا کہ مرحہ دفعتاً چونکی اور بڑے زور سے چیخ اوٹھی۔

باب یازدہم

کالا سانپ

لیلی اور ثقلہ گھبرا کر کھڑی ہو گئین اور پیش خدمتین دوڑ آئین مرحہ کے چہرہ پر نہایت خوف وہراس طاری تھا اسی حالت مین اوسنے اپنی پوشاک کا دامن ہٹایا تو اسکے ٹخنے کے گرد ایک کالا سانپ لپٹا ہوا تھا۔

اب ہر شخص کو گھبراہٹ ویاس خوف وہراس کا سامنا تھا۔سوائے ثقلہ کے یہ عورت دلیسی ہی باحواس تھی اور ایک درخت کی ٹوٹی ہوئی شاخ لیکر اسنے سانپ کی دم پر جو گھاس پر پھیلی ہوئی تھی ایک ضرب لگائی سانپ سنے سرسراہٹ کے ساتھ اپنے چکر کھولے تا قلہ نے پھر اوسکے پیچھی ماری اور وہ موت کی تکلیفون سے پیچ وتاب کھانے لگاتب ثقلہ نے عورتون سے کہا کہ مرحہ کو جو اب نیم غشی کی حالت مین تھی چشمہ کے کنارہ سے ذرا اوپر کیطرف کھینچو تاکہ سانپ پیچ وتاب کھاتا ہوا وہان تک نہ پہونچ سکے اور خود جھک کر اوسنے فوراً اپنا بلسام جسکی بہت تعریف کی تھی زخم پر لگایا بعد ازان کچھ سفوف نکالا جس مین اوسنے تریاق کا وصف ظاہر کیا تھا اور پانی مین جو ایک خادمہ اسکے کہنے سے ایک پیالہ مین لائی تھی گھول کر حلق مین ٹپکایا۔

اب چشمہ کے کنارہ کا سمان لائق دید تھا آمنہ مرحہ کو اپنی گود مین تھامے ہوئے تھی زبیدہ اوسکا ہاتھ لیے ہوئے نہایت تردد سے اسکا منہ دیکھ رہی تھی اور مرحہ کی گرجی خادمہ خوف وہراس سے ٹکٹکی لگائے ہوئے تھی ثقلہ لیلی کسیقدر رنجیدہ قریب کھڑی تھی گو اسنے اپنی مجرب دوائین استعمال کرائی تھین جسکی نسبت بہت شہرا تی کی تھی۔لیلی گھٹنے ٹیکے گھاس پر دعا مین مانگ رہی تھی اور سیل اشک اوسکے رخسارون پر روان تھا۔

مرحہ پر ایک غشی کی حالت طاری تھی جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ لیلی یہ خیال کرتی تھی کہ مرحہ کی رگون مین سانپ کا زہر چیٹک رہا ہے جس سے اسپر غشی کا عالم طاری ہے اور شاید بہت جلد یہ بیہوشی موت کے ساتھ متبدل ہو جاویگی لیلی گھبرا کر کھڑی ہو گئی اور ثقلہ سے مضطرب ہو کر پوچھنے لگی کیا تم انکو بچا سکتی ہو اور تمکو اپنی دوا پر فی الواقع اعتبار

ہی باہر خدا خوب کوشش کرو مین تمکو انعام
سے مالا مال کر دونگی۔
لقلہ: انسان کا کام دوا لگانا ہے باقی
کام اللہ کا ہے اسکا علم خدا کو ہے کہ تمہاری
مشفقہ زندہ رہیگی یا مرے گی"
لیلی: بار الہا تمہاری گفتگو سے تو مجھکو کوئی
امید نہین بندھتی"
مرحہ نے اپنی آنکھین کھولدین
اس اثنا مین اوسکو کچھ ہوش آگیا تھا اور
اوسنے ستارہ منگر لیلیا اور عاقلہ کی گفتگو سن
لی تھی اور کہا "ہان کچھ امید نہین ہے مجھکو
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت کا زہر میری
رگون مین پھیر رہا ہے موت آئی اور اب
آئی" مگر افسوس تمکو میری طرف فی الجملہ
میلان محبت ہے۔
مرجبین لیلی تمکو میری وجہ سے
صدمہ ہوا۔
ستارہ منگر لیلیا جو مرحہ کے پاس تھا
مانگنے کے طور پر اپنے گھٹنے ٹیکے تھی اوسپر
ایک نہایت تعجب کی نگاہ ڈالی جب اپنا
نام اوسنے مرحہ کی زبان سے سنا کیونکہ اب
تک لیلی نے اپنا نام نہ بتایا تھا۔
مرحہ " مرجبین لیلی مین تمکو جانتی ہون
اور مجھکو بہت کچھ تمسے کہنا ہے خدا ایسا
کرے کہ اسکے لیے مجھہ مین تھوڑی دیر اور
سانس باقی رہے مگر پہلے یہ تو" یہ کہکر مرحہ
نے نہایت تکلیف و دقت سے اپنا ہاتھہ
اوٹھایا اور اپنے سینہ سے ایک چھوٹی چیز
نکال کر لیلی کے سامنے کی خاتون منگر لیلیا
کے منہ سے بے اختیار نعرہ خوشی و تعجب
کا نکل پڑا کیونکہ یہ چیز وہی انگشتری تھی
جو قیری قرامان اسکی انگلی سے
سرائے کے کمرہ مین اتار لے گیا
تھا۔
مرحہ " ہان یہ تمہاری ہے یہ تمہاری ہی
انگوٹھی ہے۔ اب مین نے تم کو انگوٹھی دیدی
ہے ایک بہت بڑا بوجھہ میرے دل سے
اوٹھہ گیا ہے۔
لیلی کے دل مین فوراً یہ سوال پیدا
ہوا کہ اس خاتون کے قبضہ مین میری انگوٹھی
کیونکر آئی۔
مرحہ " سوائے لیلی کے اور سب لوگ
اوٹھہ جاؤ۔ لیلی تم یہین رہو مجھکو بہت کچھ
تمسے کہنا ہے"
چنانچہ عاقلہ۔ حبشن۔ گرجن۔ زبیدہ
اور آمنہ تھوڑے فاصلہ پر چلی گئین اور
لیلی نہایت کشمکش و پیچ مین تھی کہ دیکھون
یہ خاتون کیا راز کی باتین کہتی ہے کیونکہ
بعد ان الفاظ کے جو مرحہ نے ادا کیے
تھے ستارہ منگر لیلیا کو اور بھی تعجب تھا

که یہ کون ہی اور انگوٹھی اسکے قبضہ مین کیونکر
پہونچی۔

مرحہ نے ظاہراً جانکندنی کیحالتمین نہایت
آہستہ مگر صاف آواز سے جو بخوبی سمجھہ مین آتی
تھی کہا " مہ جبین لیلی تمنے مجھہ سے بڑی
ہمدردی کی اب میرا دل بالکل کھل گیا ہے
لیلی تم یہ سنکر مت چونکو کہ تیری قرامان کی
زوجہ ہون اور مجھکو نفرت کی نگاہ سے مت
دیکھو بلکہ مجھپر رحم اور ترس کی نگاہ ڈالو"

لیلی " جو کچھہ نقصان تمھارے شوہر نے
مجھکو پہونچایا ہے تمنے اوسکی تلافی کردی تمنے
وہ انگشتری بھی مجھکو دیدی جو اسنے مجھسے
لے لی تھی۔ مین جانتی تھی کہ اوسنے انگشتری
لی ہے"

مرحہ " (متعجب ہوکر) تم جانتی تھین "

لیلی " ہان مین نے اسکو اپنے کمرہ مین
آتے ہوے دیکھا تھا۔ مین اپنے تئین سوتا
ہوا بنائے تھی کیونکہ اسکے ہاتھہ مین خنجر
تھا اور مجھکو اندیشہ تھا"

مرحہ " تو تمنے میرے شوہر کو دیکھا ہی"

لیلی " ہان ہان دیکھا ہی مگر یہ بتلاؤ کہ
وہ میرے پیچھے کیون پڑا ہی"

مرحہ " لیلی مجھکو خوب معلوم ہی کہ تم اس
انگشتری کی قدر و منزلت نہین جانتی ہو
جو مین نے ابھی تمکو دی ہی مگر افسوس
یہ میرا کیا حال ہوا جاتا ہے یقیناً یہ موت
کے آثار ہین۔ لیلی مین تمہاری بڑی
احسانمند ہون اور تہ دل سے تمہارا
شکریہ ادا کرتی ہون مین تمہارے منہ سے
یہ اقرار کرانا چاہتی ہون کہ قیری قرامان
کو کچھہ نقصان نہ پہونچانا۔

لیلی " مین قسم کھاتی ہون کہ مین کچھہ نقصان
نہ پہونچاؤنگی"

مرحہ " اب آیندہ سے وہ تمکو تکلیف نہ دیگا
مگر مین تمسے التجا کرتی ہون کہ اگر کسیوقت
تم اسکو بھیس بدلے ہوے دیکھو تو اوسکی
اطلاع کسی سے نہ کرنا۔ اب میرا وقت اخیر
ہی تھوڑی دیر مین ختم ہو جاونگی مین تمسے
منت کرتی ہون کہ تم بلاتوقف طفلس کو
چلی جانا اور میرے لاش کے پاس ایک لمحہ
نہ ٹھہرنا۔

یہان مرحہ کی آواز بند ہوگئی اور
لیلی سمجھی کہ شاید روح اسکے قالب سے
پرواز کر گئی اسلیے مرحہ کا سر نہایت آہستگی
سے سبزہ زار پر رکھدیا اور آپ آہستہ آہستہ
اس مقام کیطرف بڑھی جہان اور عورتین
جمع تھین جو کچھہ حادثہ گذرا تھا وہ اوسکے
چہرہ سے ظاہر تھا سب نے جو واقعہ کو
سنا بہت اندوہ و ملال کیا اور گرجن
اور حبشن نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا

لیلی نے شیخ ہرزاوندی کی انگلیوں میں دوا لگا دیا اور کہا کہ آپ لاش کو اٹھوا دو اور تجہیز و تکفین کی فکر کرو۔

دونوں خادم جوش غم ضبط کر کے آہستہ قدم اور سنجیدہ نگاہ سے اس مقام کو چلے جہاں انکی مخدومہ پڑی تھی۔

ستارہ منگ ملیپا اور اسکی خواصین اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئیں اور وہاں سے چلیں اور ایک سڑک پر پہنچیں اور ایک دہقان سے پوچھا جا رہا تھا ستارہ منگ ملیپا کو یقین دلا کر سیدھا راستہ تفلس کا ہے جو یہاں سے بیس میل سے کچھ زیادہ ہے لیلی چلی جا رہی تھی اور راستہ کے دونوں [illegible] انواع اقسام کے خیالات جوش زن تھے کبھی اسکے مرنے پر اوسکو ترس آتا اور کبھی انگوٹھی ملجانے پر خوش ہوتی۔

باب دوازدہم

تفلس

چار بجے شام کا وقت تھا جب لیلی معہ اپنی خواصوں کے تفلس کی طرف روانہ ہوئی تھی۔ اسوقت وہ خیر مقام سے چار کوس پیچھے گانوں میں جو لیلی کو ملا تھا اسنے محافظ ساتھ لیے تھے۔ سواد تفلس میں پہنچکر انکو بخشش و انعام دیکر رخصت کیا اور ہمرہ خواصوں کے ہمراہ شہر میں داخل ہوئی اور ایک گرجی سوداگر جسکا نام منصور ہے اوسکا مکان دریافت کیا لوگوں نے اوسکے مکان کا پتہ بتلایا کیونکہ منصور ایک بہت بڑا دولتمند اور صاحب عزت آدمی تھا اسلیے ہر شخص اسکو شہر میں جانتا تھا۔

لیلی وسط شہر تک چلی گئی آخر کار ایک کشادہ سڑک پر پہنچی جسکے دونوں طرف خوبصورت اور عالیشان مکانات تھے۔ اسکو ٹھیک معلوم نہ تھا کہ منصور سوداگر کا مکان کونسا ہے اسلیے وہ ادہر ادہر دیکھ رہی تھی کہ کوئی شخص آوے تو اس سے پوچھوں دفعتاً ایک نوجوان اسکے داہنی جانب کے قریب سے پھاٹک سے نکلا اور لیلی کے منہ سے بیساختہ ابو نزر کا نام نکل پڑا۔ فی الواقع یہ ابو نزر تھا وہی خوبصورت نوجوان جسکو ہم نے اس قصہ کے باب اول میں ناظرین کے روبرو پیش کیا۔

لیلی نے ابو نزر کو [illegible] ہو کہ میں آخر کار بعافیت اپنے مقام مقصود پر پہنچ گئی۔

ابو نزر [illegible] میں امید کرتا ہوں کہ [illegible] ایسا [illegible] کوئی وجہ نہیں ہے اور اسکے [illegible] ایک میں گھوڑے [illegible] میں مدد دینے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

لیلی نے [illegible] التفات [illegible] وہ گذر چکے ہیں [illegible] پروا نہیں۔

اب بہت سے نوکر چاکر مرد عورت جو اوس
محل کے ہر دو جانب کے مکانات سے نکلنے لگے اور
نہایت مؤدب ہو کے الگ کھڑا ہو گیا تا کہ نوجوان
خاتون اور اسکی خادمہ اندر داخل ہوں ایک
بڑی خادمہ جو ظاہرا گھر کے نوکروں میں
اعلی درجہ کی معلوم ہوتی تھی لیلی کو لینے کے
لیے آئی اور خیر مقدم کیا۔
سادہ مگر لیلی نے مناسب الفاظ میں
بکشادہ پیشانی جواب دیا بعد ازان بڑی بڑی
کشادہ سیڑھیوں پر ہو کر اسکو نہایت عمدہ
کمروں میں جو خوب آراستہ تھے لے گئی۔
بڑی خادمہ ۔ یہ کمرے آپکی آسایش
کے واسطے آراستہ کیے گئے ہیں میرا مالک
یعنی وہ دولتمند مہمان نواز منصور کسی ضروری
کام کی وجہ سے دو ایک روز کے واسطے
غیر حاضر ہے مگر چلتے چلتے مجھے یہ حکم دے گئے
ہیں کہ حضور یہاں پہونچکر اس مکان میں ایسا
برتاؤ کریں کہ گویا آپ ہی کا ہے۔
لیلی ۔ مجھکو یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ منصور
موجود نہیں ہیں تاہم انکی مہربانی کی شکر گذار رہونگی
اور میں دیکھتی ہوں کہ تم نے انکے ارشاد کی پوری
پوری تعمیل کی۔
بڑی خادمہ ۔ میں نہایت خوش ہونگی
اگر آپکو جو ضرورت ہوا وسے آپ بے تکلف
ارشاد فرمائیں تاکہ میں اوسکی پوری پوری تعمیل
کر سکوں یہ فرمائیے کہ آپ اپنی ہی خادمین
اپنی خدمت میں رکھیں گی یا اس گھر کی
خادمہ مامور کیجائیں۔
لیلی ۔ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ میری ہی
پیش خدمت میرا سب کام کیا کریں
اور میں چاہتی ہوں کہ جب تک واپس آنے
تمہارے آقا کے تنہا رہوں۔
بڑھی خادمہ ۔ بہت خوب یہ نیچے
اصل دروازہ محل سے لگا ہوا ہے آپ نے
دیکھ لیا ہے اگر آپ شہر میں سیر کو جائیں
تو وہ ہر جانے کا راستہ ہے اسطرف سے
کمرہ میں ایک نہر باغ کے جانے کا ہے
اسمیں آپ بے کھٹکے اسطرح پہونچ سکتی
ہیں کہ کوئی آپکو نہ دیکھے باغ سے بھی
ایک دروازہ شہر کو ہے اور کنجی اس چھوٹے دروازہ
کی اوس کمرہ میں ہے جسکا میں نے ابھی ذکر
کیا ہے یہ مراتب میں اس وجہ سے عرض
کرتی ہوں تاکہ آپ اس مکان کے انتظام
اور حالات سے واقف ہو جائیں جہان
آپکو تھوڑے روز رہنا ہے اور آپکو کسی
قسم کی تکلیف نہو۔
لیلی نے بڑھی خادمہ کی مہربانیوں کا
شکریہ ادا کیا بعد ازان معاً چلی گئی۔
لیلی نے غسل کا قصد کیا جسکی ضرورت
بعد ایسے دور دراز سفر کے تھی جب وہ اپنی

پیش خدمتون کے ساتھ بعد غسل کرنے کے نشست کے کمرہ کو لوٹی اوسنے نہایت لذیذ اور خوش ذائقہ کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے پائے۔ لیلی نے اپنی پیش خدمتونکو اپنے ساتھ دسترخوان پر بیٹھنے کا حکم دیا اور انھون نے سب غذائین جو اونکے سامنے رکھی گئین کھائین لیلی کی خوشی منزل مقصود پر بافت پہونچنے اور انگشتری ملجانے سے غالباً پوری ہوئی مگر منصور کی عدم موجودگی سے کسقدر اوسکی خوشی مین خلل پڑا کیونکہ اوسکو بہت اشتیاق بلکہ خواہش یہ امر دریافت کرنیکی تھی کہ ایسا دور و دراز اور پرخطر سفر منصور کیا سمجھ کر اختیار کیا اور کیونکر طے کرنیکی اسکو کیون ہدایت ہوئی۔

جب کھانا ہوچکا تینون خوب میٹھی نیند سوئین اور جب جاگین تو اپنا محفوظ مکان پانے کا شکریہ درگاہ باری تعالی مین ادا کیا جب پھر وہی دروازہ کھولے گئے بہت سی خادمہ نشستگاہ مین دسترخوان پر عمدہ کھانے چننے کے واسطے داخل ہوئین اور جب کھانا ہوچکا لیلی نے باغ مین ہوا خوری کا قصد کیا اور کئی گھنٹہ تک لیلی اور اسکی پیش خدمتین باغیچہ مین رہین جہان کوئی شخص اونکا مخل نہین ہوا اب وہ پھر مکان کو واپس آئین تو اونھون نے دسترخوان چنا ہوا پایا۔

قریب آٹھ بجے شام کا وقت تھا اور لیلی معہ اپنی خواصون کے باغ مین ایک اور چکر لگاکر مکان کو واپس آئی تھی کہ بڈھی خادمہ نشست کے کمرہ مین آئی اور کہنے لگی "حضور ایک عورت آپکے سلام کو حاضر ہے اگر اجازت دین تو حاضر ہوے"

لیلی "ہان اسکو آنے دو"

بڈھی خادمہ چلی گئی اور ایک لمحہ مین نقلہ لیلی کے سامنے حاضر ہوئی

لیلی "تم یہان کیونکر آئین اور تمکو کیسے معلوم ہوا کہ مین یہان مقیم ہون"

نقلہ "اے حضور مین یہان ایک پاک اور مقدس غرض کیواسطے آئی ہون گو مین خود ترکی نژاد ہون اور مجھکو گرجی مذہب کے اصول سے کچھ دلچسپی نہین ہے تاہم مجھکو ہر مذہب کے عقائد کا پاس و لحاظ ہے اسیوجہ سے مین اس مرتبہ بطور قاصد کے آپکے پاس حاضر ہوئی ہون"

لیلی "نقلہ تمہارا کیا مطلب ہے تم کسکی طرف سے قاصد ہوکر آئی ہو۔"

نقلہ "مین مردہ کیطرف سے قاصد ہون"

لیلی "نقلہ خدا کیواسطے استعارہ اور تمثیل کو جانے دو جو کچھ تمہارا مطلب ہو صاف اور صریح الفاظ مین بیان کردو۔"

نقلہ "اے خاتون معظمہ قاتری قرامان

کی زوجہ تمھاری چند دشمنوں کے ساتھ سازش
رکھتی تھی اور تمکو نقصان پہونچانے کیواسطے
آمادہ تھی کہ ٹھیک اسیوقت خدا نے تمکو
اوس سے دوچار کر دیا کہ تم اسکے سر کو بوقت
[illegible] اپنے [illegible] جگہ۔ وہ مین نے اسکی
خادمہ سے سب سنا ہے"
لیلی "اگر یہ شیب مرصع کے ارادے میری نسبت
خاص [illegible] تو مین اوسکو معاف کرتی ہون
اور [illegible] اوسکے قصور ذلکو عفو کرتی ہون"
نقلہ "مین سب جانتی ہون اور یہی وجہ
[illegible] کہنے والی ہون کہ تم اوس معافی
[illegible] مطابق عقائد اون اقوام کے
[illegible] پیش خدمین [illegible] گرجی اول
[illegible] شیب مرصع چھوڑ کر مرگئی ہے
[illegible] نعش کو [illegible] مین
[illegible] سے تجھے درخواست [illegible]
[illegible] التجا کرون کہ آپ
[illegible] پاس [illegible] معافی
[illegible] وقت آ نیے اوسکو [illegible]
لیلی "تو پھر قربان کی بدنصیبہ [illegible]
لاش کہان ہے"
نقلہ [illegible] کچھ دور نہین [illegible]
[illegible] سیطرف اشارہ کرکے [illegible] لگی
[illegible] ہے"
لیلی "میرا بھی دل چاہتا ہے کہ مین تمھاری

درخواست منظور کرون مگر مجھکو کیونکر اطمینان
ہو کہ یہ پھنسانے کا جال نہین ہے"
نقلہ "مین ہر طرح کی قسم کھاتی ہون کہ میرا یا
دیگر اشخاص کا اس امر خاص مین تمھاری
نسبت کوئی بد ارادہ نہین ہے مین تمھارا
کوئی بال بیکا ہونے دونگی"
چنانچہ لیلی تھوڑی دیر سوچ بچار کر
اوٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی "مین تمھارے
ساتھ چلتی ہون"
غرضکہ نقلہ کے پیچھے پیچھے لیلی کمرہ سے
باہر گئی اور [illegible] اور آنہ سے بغلگیر ہونے
کے لیے ایک لمحہ ٹھہر گئی۔ لیلی نے نقلہ سے
کہا کہ ذرا تم اس خوابگاہ کے کمرہ مین ٹھہرو
اور یہ کہکر غسل خانہ کے کمرہ مین چلی گئی
وہان سے اپنا زیور اوتار کر الماری
مین رکھدیا اور اپنی [illegible] سہا طلسمی
انگشتری [illegible]
[illegible] اس [illegible]
[illegible] شاید [illegible] غداری
کرنے کا موقعہ ہو اور الماری کا قفل
لگا کر اوسنے کنجی ایک ایسے مقام پر رکھدی
جہان [illegible] واپس [illegible] صورت
مین تھوڑی تلاش مین وہ بہ آسانی مل سکتی
تھی بعد ازان اوسنے اپنی نقاب ڈال لی اور
باغ کے کنارہ والے پھاٹک کی کنجی جو

حسب بیان تعیفہ اُسکے سنگار کے کمرہ مین
رکھی تھی لے کر اوسنے زبیدہ اور تقلہ سے کہا کہ
اب مین چلنے پر طیار ہون
عائشہ نے بھی اپنا تنزیب کا برقعہ سر پر
ڈال لیا صرف آنکھین کھلی تھین زبیدہ نے
بھی اپنی نقاب ڈالی اور تینون خفیہ زینہ
سے باغ مین اوترین شام کی دھندلی
روشنی مین وہ باغ سے گذر گئین اور اس
پھاٹک پر پہونچین جو دیوار کے کنارہ
پر تھا۔
لیلی نے قفل کھولا اور سب باہر نکلین
تقلہ نے صرف پہرہ پر رہنے کا کام انجام
دینا شروع کیا۔

باب سیزدہم

مقدس رسم

لیلی بہت سمجھدار تعلیم یافتہ اور نہایت
ذی شعور لڑکی تھی اس ملک سے تھی جس مین
اسکا مسکن تھا مگر مذہب عیسائی کے
عقائد اسکے دل مین مثل نقش کالحجر ذہن
نشین تھے اور وہ ان توہمات کی بھی پابند
تھی جو ملک کوہ قاف مین رائج تھے۔
لیلی کے دلبر مرصہ کی وفات کے سانحہ
ہوشربا کا بہت بڑا اثر تھا اسکو بد قسمت
مرصہ پر ترس آتا تھا اسواسطے کہ اوسنے
مرتے وقت ہر طرح کی تلافی چاہی تھی اس بدی
کے جو فی الواقع اسنے لیلی کی نسبت جو
اُسکے ذہن مین تھی کر دی تھی اسیواسطے اسکی
روح کے آرام کیلئے لیلی نے بلاتامل اُس تدبیر
کے عمل مین لانے کی نسبت مصمم ارادہ
ظاہر کی یعنے یہ کہ اسکی لاش کے پاس
اوس منافی کا اعادہ کرے جو مرصہ نے بحالت
حیات مین اسے دی تھی
تقلہ سڑکون اور گلیون مین دبا پاؤن جو قریب
قریب خالی تھین چلی جاتی تھی اور لیلی بھی
طرح طرح کے وسوسے اور خیالات اپنے
دل مین لاتی ہوئی چلی جاتی تھی تقلہ کا حال
تو اسکو بہت کم معلوم تھا اور اسلئے یہ
خواہ مخواہ یہ خیال آتا تھا کہ جب یہ
سفاکی کر سکتی ہے تو اسکا ارادہ پوشیدہ
رکھنے کیلئے ہر ایک قسم کی اسے اور اقرار
وا قول کرنے مین اسکو کیا دخل ہو سکتا ہے
مگر اوسکے طرز گفتگو سے ایسی صداقت
ظاہر ہوتی تھی کہ لیلی نے اپنے تئین بالکل
وسوسہ سے نہیں چھوڑا تھا علاوہ برین اسکو
یہ خیال تھا کہ میرے اس فعل سے مرصہ کی
روح کو بہت آسایش ہوگی اور اگر فی الواقع
کوئی سازش کی گئی ہو اور کوئی جال
پھیلایا گیا ہو تو مجھکو ایسے مقدس کام کے
انجام دینے پر اپنے تئین سخت ملامت کرنا ہوگا

چند منٹ میں نقلا ایک پھاٹک پر ٹھہری جسکی
کھڑکی کھلی ہوئی تھی اوس کھڑکی میں وہ
داخل ہوئی اور لیلی اور زبدہ بھی اسکے
پیچھے چلیں دروازہ کی دہلیز پر حبشن ہاتھ
میں چراغ لیے ہوے کھڑی تھی اسنے
نہایت ادب سے جھک کر لیلی کو سلام
کیا اور بغیر کچھ بولنے کے زینہ کا راستہ
دکھلایا۔ غرضکہ سب لوگ زینہ سے
اوپر پہونچے یہ مکان لیلی کو بڑا اسکے
نقش کا اور سادہ معلوم ہوا کیونکہ زینہ کے
اختتام سے ہر طرف یعنی غلام گردش
اور نکاس کے راستہ ملے ہوے تھے بہرحال
اوسکو زیادہ دیکھنے بھالنے کا موقع نہیں ملا
کیونکہ حبشن نے ایک پٹ بلند لوٹ کے
کواڑ کا کھولا اور قبل دہلیز نانگھنے کے
اسنے چراغ باہر کیطرف زینہ پر رکھدیا ایک
سیاہ مخمل کا پردہ ہٹایا گیا کمرہ کے اندر
بہت دھندلی روشنی تھی جس میں لیلی اور
نقلا و زبدہ حبشن کے پیچھے پیچھے داخل
ہوئیں کمرہ کے سرے پر ایک پلنگ چبوترہ
پر بچھا ہوا تھا پلنگ پر ایک چھت گیر سیاہ
مخمل کی تھی اور اسکے چاروں طرف مخمل
کے پردے لٹکے تھے اس پلنگ پر مرحمہ کی
لاش ایک چادر میں لپٹی ہوئی رکھی تھی
اور منہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔

اب نقلا لیلی و زبدہ کو آہستہ آہستہ پلنگ
کیطرف لے چلی حبشن بھی تھوڑے فاصلہ پر
پیچھے پیچھے چلی آتی تھی مرحمہ کی تعظیم کے لحاظ
سے لیلی اور زبدہ نے اپنی نقاب اوڑھا دی
اور پلنگ کے قریب لیلی اور زبدہ دونوں
گھٹنے ٹیک کر دعا مانگنے کے لیے پھر کھڑی
ہو گئیں۔
نقلا نے "میت کا منہ دیکھو" یہ کہکر آہستہ آہستہ
سے مرحمہ کے منہ سے نقاب ہٹائی "دیکھو
کیسا نوجوانی چہرہ ہے ہمکو امید کرنا
چاہیے کہ یہ نورانیت فال نیک اسکی روح کی
نجات کی ہے وہ روح جسکو کامل آسایش
پہونچانے کیلیے آپ آئی ہیں۔"
پھر نقلا نے چہرہ ویسی ہی آہستگی سے
نقاب ڈال دی جیسی آہستگی سے اٹھائی تھی
اور مرحمہ کا چہرہ نظر سے چھپ گیا ایک
منٹ تک بالکل خاموشی رہی بعد ازاں
لیلی نے اپنی نازنین آواز سے قفل خاموشی
توڑا اور لڑکھڑاتی ہوئی مگر صاف آواز سے کہا
"مرحمہ جب تم زندہ تھیں میں نے تمکو
اس برائی کی جو تمنے میری نسبت کی اور
جو تمھارے ذہن میں تھی معافی دی تھی
کہ میں اوس برائی کی جو غایت اور نوعیت
سے بالکل لاعلم تھی اور اتک ہوں مگر اب
یہاں تمھارے اس پلنگ کے پاس

جسپر تمہارا جسم یہاں خواب جاودانی میں ہے میں صدق دل سے اور اُن خیالات سے اس معافی کا اعادہ کرتی ہوں اسے جب اگر تم کچھ مدت تک مثل معتوب ستارہ آسمانی کے تھیں جو آسمان سے گرا دیا گیا تھا قید کر دو تمہاری روح اوس سے بلند تر اور خوشی کے کرہ آسمانی پر پہونچائی جائے جہاں تم صفائی اور پاکی سے اوس مبارک روشنی میں نکو جو عرش معلی سے آتی ہے۔

لیلی خاموش ہوئی شاید وہ اس سے زیادہ کہتی لیکن متدین خیالات کے جوش نے اوسکی قوت تقریر کو ساقط کر دیا اور صرف اوسی نے آنسو کے موتی نہیں چاہئے بلکہ اسکے کانوں تک اور دن کی چیخ کی صدا پہونچی - زبیدہ - گرچی اور ڈش بھی رو رہی تھیں اور نقلہ کی آنکھیں بھی خشک نہ تھیں -

عاقلہ " بس بس اب تو مجھکو بھی یقین ہوتا ہے کہ یہ رسم بلا اپنے اثر کے نہ ہوگی کیونکہ اگر کسی مخلوق ارضی نے فرشتہ کیطرح دعا مانگی تو وہ تم ہو " یہ کہکر نقلہ نے لیلی کا ہاتھ پکڑکر اوسکو اوٹھایا اور معہ زبیدہ کے کمرہ کے دروازہ کیطرف لے چلی مخملی کا پردہ ہٹایا گیا - دروازہ کھولا گیا اور اب وہ زینہ کے چاند سا ایستادہ تھیں -

نقلہ " انجناب اب میں آپکو اس محل خانہ کے باغ کے دروازہ پہ پہنچا دونگی جہاں آپ رہتی ہیں اور جبتک آپ وہاں نہ پہنچ لیں آپ مجھ افسوس ہے نقلہ کی جانب بدگمانی ظاہر نہ کیجئے گا

لیلی تو دعا تو یہی کہنے والی تھی مگر وہ اسکو بہت جلد سمجھی ہے اور ٹٹولنے لگی اپنا وہ چراغ جو بہشتی نے اسکے جانے پر پہنچنے تک دی تھی اپنے ہاتھ میں لیکر اٹھائی تھی

نقلہ لیلی و زبیدہ نے اپنے منہ پر نقاب ڈال لی اور چند منٹ میں جب وہ سڑک پر نکل گئیں تھا ایک کی لکڑی کی سیڑھی ہو گئی تھا اور ہاتھ کے ساتھ وہ چلی جاتی تھیں محلسرا کے مشہور کے باغ میں دروازہ پر پہنچیں

لیلی نے نقلہ سے کہا اب یہ وقت ہے کہ تم مجھکو معاف کرو کہ تمہاری نسبت میں نے ایسی بدگمانی کی - لو اپنا خنجر لیجاؤ -

نقلہ " لیلی کے ہاتھ سے خنجر لے کر " اگر آپ صحیح اور آپ سے پھر ملاقات ہوئی تو آپ کو عاقلہ پر اعتبار رہیگا -

اچھا خدا حافظ

لیلی " نقلہ ایک اور بات سنے جاؤ معلوم ہوتا ہے کہ بعض معاملات سے تم پورے طور پر آگاہ ہو تم ایسے شخص کے ساتھ ہو

چونکہ ہر طرح کی خبر دے سکتے ہیں لہذا یہ تو
بتاؤ کہ منصور کس مرحلہ میں ہے اور میری
نسبت کیا بدی رکھتی ہے
فقط یہ حضور مجھکو کچھ علم نہیں خدا حافظ ۔
یہ کہکر وہ جلدی جلدی اور تاریکی کی
وجہ سے ایک لمحہ میں نظر سے غائب ہو گئی
لیلی یہ خوش ہو کر بولی یا خدا تیرا شکر ہے
کہ ہم بخیر و عافیت واپس آ گئے
ستارہ نے شکریہ لیا ۔ الٰہی اللہ کا ہزار ہزار
شکر ہے
وہ دونوں گھر میں داخل ہوئیں اور
باغ میں ہو کر اپنے کمرہ میں پہونچی آنسو انکو
دیکھکر فرط مسرت سے اچھل پڑی کیونکہ انکے
واپس آنے سے ہر طرح کے اندیشہ
اور تردداتِ جو اس وفادار چھوکری
کو تھے رفع ہو گئے ۔
دوسرے روز بعد صبح کے کھانے
کے لیلی باغ میں سیر کے لئے گئی مگر
اس مرتبہ اسکی خواصین ہمراہ نہ تھیں ۔
لیلی اپنے خیالات میں مستغرق ہو گئی ۔
وہی دن تھا جسدن منصور کی آمد تھی ۔
لیلی ایک گھنٹہ سے زیادہ باغ میں
پھرتی رہی مگر اتفاقاً اسکا گذر ایک ایسی
روش پر ہوا جسکے دونوں جانب درخت
لگے ہوئے تھے جسپر وہ نہیں گذری

تھی لیلی اپنے خیالات میں غرق آنکھ جھپکائے
ادھر ادھر ٹہل رہی تھی دفعتاً اسکے
کانوں میں ایسی آواز آئی جیسے کوئی کھڑکی
کھولتا ہے لیلی نے اوپر آنکھ اوٹھائی تو
اول منزل کی ایک کھڑکی میں نوجوان
انسہ وہی کھڑا تھا ۔
لیلی نے بڑی مشکل سے اسوقت کو
دیکھکر اپنی چیخ کو ضبط کیا کیونکہ وہ اوس کو
تیری فرمان سے پہچانتی تھی اور اپنی
نقاب جلدی سے منہ پر ڈال کر وہاں سے دوڑ
لیلی دوڑ جاتی اور آنسو ان ویران ان کے
گھر میں پہنچی مشکل سے وہ چھپ کر دروازہ
کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی کہ غسلخانہ
کے دروازہ پر اسکو ملی اور کہنے لگی ۔
بیٹی تیار ہو آپکی خط بھیجا ہے
آقا نے کہا ابھی منصور آج ہی واپس
آیا ہے ۔
لیلی نے خوش ہو کر کہا منصور واپس آ گیا ؟
اللہ کا شکر ہے اب اوسکو معلوم ہوا
کہ تاجر سوداگر اسکا بھی شہزادہ اور
جوانمرد ہے گا ۔
غرضکہ جھٹ پٹ کنگھی چوٹی کر کے لباس
تاجرہ پہنا تاکہ دولتمند سوداگر کے روبرو
بطرز مناسب حاضر ہو اور اپنی طلسمی انگشتری
پہنکر وہ نشست کے کمرہ میں گئی جہاں خلیفہ

اسکو اپنے آقا کے پاس لیجانے کے واسطے منتظر تھی۔

لیلی خادمہ کے ہمراہ ایک غلام گردش مین اوس عظیم الشان عمارت کے وسط کے مکان مین پہونچی خادمہ نے کمرہ کا دروازہ کھولدیا اور لیلی داخل ہوئی اوس نے ایک جہاندیدہ بزرگ صورت ضعیف سوداگر کی دیکھی جو ایک صف پر اوس آراستہ اور پیراستہ کمرہ مین بیٹھا تھا اور دوسری نظر ڈالنے سے لیلی نے دیکھا کہ وہ شخص بھی موجود ہے جسکو قیری قرامان سمجھے ہوے تھی۔

باب چہاردہم

منصور

الہ دین سے اور ڈیریلا اپنے اپنے خیالات سے منصور گرجی ملک التجار کے مواجہہ مین دوچار ہوے نوجوان ترک اس مہ جبینہ کے دیکھنے سے نہایت خوش تھا کیونکہ اوسکی تصویر اول ملاقات کے وقت سے اسکے دلسے دور ہو گئی تھی اور دفور انبساط سے اوس کو لیلی کے بھاگ جانیسے جو حیرت ہوئی تھی وہ یاد نہ رہی برخلاف اسکے لیلی ابتک اسی خیال مین تھی کہ قیری قرامان میرے روبرو کھڑا ہے اور محض اوس اقرار کیوجہ سے جو اوسنے مرحمہ سے کیا تھا اوس نے قیری قرامان کا نام نہین لیا بلکہ اپنے دل کے خیال کو اپنی صورت سے ظاہر نہین ہونے دیا پس جبکہ الہ دین حیرت مفتونی تعشق کی نگاہون سے اسکو دیکھ رہا تھا لیلی اپنی آنکھہ بہت تہذیب اور بردباری سے اس انتظار مین نیچے کیے ہوے تھی کہ منصور اس سے مخاطب ہو۔

منصور نے لیلی کے کمرہ مین آنے پر اوسکا خیر مقدم کیا اور دونون کے اسطرح مودب کھڑے ہونے سے پیر مرد ظاہرا خوش ہوا اور آخر کار اوسنے کہا "میرے نوجوان دوستو! تم پیرمرد کی عزت کرنا خوب جانتے ہو تم میرے سامنے کھڑے رہے لیکن اگر بہ اعتبار شوشل حالت کے مقابلہ کیا جاے تو مین تم دونون سے بدرجہا رتبہ مین کم ہون (لیلی کیطرف مخاطب ہوکر) حضور تشریف رکھین (الہ دین کیطرف مخاطب ہوکر) اور خداوندنعمت آپ بھی کرم فرمائین۔"

نوجوان ترک شہزادیون کیطرح لیلی کے خطاب کیے جانے پر تعجب سے چونک اوٹھا اور لیلی بھی بے اختیار چونکی کیونکہ اوس کو نہایت حیرت تھی کہ قزاق نے کیسا ادنی رتبہ لوگون کا بھیس بناکر اپنے تئین گرجی سوداگر کے سامنے پیش کیا ہے۔

جب الہ دین بائین طرف اور لیلی داہنی

طرف بیٹھ گئی منصور نے مسکرا کر کہا "اے میرے پیارے نوجوان دوستو میں دیکھتا ہوں کہ میرے اسطرح خطاب کرنے سے تم دونوں کے چہرہ پر آثار تعجب کے نمایاں ہیں مگر چونکہ تم دونوں سے ملاقات نہیں ہوئی اب میرا فرض ہے کہ دونوں میں تعارف کراؤں اس تعارف کرانے میں مجھکو ایک اور عمل بھی کرنا ہے جو مقتضائے حالات پابندی ضابطہ کے لیے ہے۔ ضرورتاً (لیلی کیطرف مخاطب ہوکر) "آپ مجھکو وہ نشانی دکھلائیے جس سے مجھکو یقین ہو کہ آپ ہی شہزادہ منگر لیلیا ہیں جن کے پاس میں نے اپنا خط معہ اس نشانی کے اپنے وفادار چھوکرے کے ہاتھ بھیجا تھا۔"

لیلی نے اپنی انگلی سے طلسمی انگشتری جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے نکالی اور منصور کو دی۔

الدین نے بھی جلدی سے اپنی تلوار کی پیٹی کھولی اور اپنی شناخت کی نشانی اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے نکالکر کہنے لگا۔ "لیجیے یہ میری نشانی ہے" کیونکہ جب سے اسکی تھیلی سے چیزیں نکلکر سڑک پر گر گئیں تھیں وہ زیادہ احتیاط کرنے لگا تھا۔ یہ بھی ایک انگوٹھی تھی جو الہ دین نے منصور کے روبرو پیش کی تھی۔ بجنسہ ویسی ہی تھی جیسی لیلی نے ابھی دی تھی عجیب ساخت کی انگوٹھی تھی جسپر صرف ایک یاقوت جڑا تھا اور اسپر ایک عقرلندہ کندہ تھا منصور نے یہ انگوٹھی بھی لے لی اور بہت غور سے چپ چاپ تکٹکی باندھ کر اسکو دیکھتا رہا۔ ناظرین قیاس کر سکتے ہیں کہ لیلی کو اس انگشتری کے دیکھنے پر جو عجیب اور انگشتری کے مثل تھی کیسی حیرت اور سرگردانی ہوئی ہوگی۔

ایں یہ کیا بات ہے؟ کیا نوجوان ترک کی بابت میں سخت غلطی پر ہوں۔ کیا میں نے اپنے وسوسوں سے ناحق اسکی نسبت گمان فاسد اپنے دل میں پیدا کیا؟ کیا واقعات بھی نتیجہ پیدا کر سکتے صحیح ہوئے؟ اسکی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کیا بھید ہے اور اوسکے خیالات بالکل پراگندہ اور پریشان ہوتے جاتے تھے۔

منصور "بیشک یہی انگوٹھیاں ہیں جو میں نے تم دونوں کے پاس معہ ایک خط کے یہاں بلانے کے واسطے بھیجی تھیں (نوجوان ترک سے مخاطب ہوکر اور لیلی کیطرف اشارہ کر کے) یہ خاتون شہزادی ملک منگر لیلیا کی ہے (لیلی کیطرف مخاطب ہوکر اور نوجوان ترک کی طرف اشارہ کر کے) اے شہزادی یہ شریف زادہ الہ دین ہے جو منہ بولا بھتیجا قرص کے پاشا کا ہے۔"

لیلیٰ "اے شفیق مہربان منصور یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ مجھسے اور الہ دین بے سے ملاقات ہوئی ہو اب میں نہایت صدق دل سے آپسے معافی مانگتی ہوں کیونکہ مجھکو آپکی نسبت برے خیالات تھے۔

منصور نے تعجب سے دونوںکو دیکھا اور کہا "تم پہلے بھی مل چکے ہو؟ میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ جبتک تم دونوں اس کمرہ میں دوچار ہوئے ہو مشکل سے ایک دوسرے کا نام جانتے ہو گے"

ستارہ منگریلیا "(کسیقدر شرماکر) بیشک ہم دونوںسے بیشتر ملاقات ہوئی - ہاں میں نے الہ دین بے کو نقصان پہونچایا ہے اور یہ نقصان نہایت خطرناک وسوسوں سے ہوا ہے خلاصہ اس اجمال کا یہ ہے کہ میں سرا میں ٹھہری تھی جہاں میری طلسمی انگشتری جو میں نے ابھی آپکو دی ہے چوری گئی تھی دوسرے روز اوس نوجوان شریف زادہ سے راستہ میں ملاقات ہوئی اثناءً ایک ایک فقیر کو خیرات دیتے وقت انکی تھیلی سے روپیہ گرے جنمیں ایک انگوٹھی جسکو میں اپنی سمجھی اب یہ معما دوسری طرح پر حل ہوا مگر اسوقت ایک خاص اسے میرے ذہن نشین ہو گئی جسکی وجہ سے میں نے بلا توقف انکا ساتھ چھوڑ دیا بعد ازاں ایک شخص نے بہت افسوس اور عذر خواہی کرکے میری انگوٹھی مجکو واپس دیدی مگر بنظر حالات میری وہ رائے جو الہ دین کے واسطے مقرر تھی بدستور میرے دلمیں قائم رہی"

الہ دین "شکر ہے کہ یہ اسرار جس سے میں پریشان اور سرگردان تھا آج حل ہو گیا یہ معافی اور عذر خواہی اسکی نسبت یہی عرض کرنا کافی ہے کہ انکی زبان کا ایک لفظ میرے دلسے مضر خیال جو انکو میری نسبت تھا دھو دینے کیلئے کافی ہے"

منصور "ہاں تم دونوں پہلے مل چکے ہو خیر اب میں ظاہر کرتا ہوں - آپ دونوں دوستانہ تپاک سے ہاتھ ملائیں کیونکہ دونوں کی رگوں میں ایک ہی خاندان کاخون میان مین ہے یعنے آپ دونوں چچا زاد بھائی بہن ہیں"

الہ دین اور لیلیٰ دونوں کے منہ سے بے اختیار نعرۂ تعجب نکل پڑا اور اسکا استعجاب اس کثرت سے تھا کہ گو وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے انکو منصور کے ارشاد کے مطابق ہاتھ ملانا بھول گیا۔

منصور "میرے نوجوان دوستو اصل یہ ہے کہ تم دونوں پوتی پوتا پرنس دانیال کے ہو جو کسی زمانہ میں فرمانروائے ملک منگریلیا کا تھا"

الہ دین نے جوش محبت سے اور خوشی سے
کہا "بہن ہاتھ ملاؤ گو اسکی کسی طرح میری سمجھ مین
نہ آیا تھا کہ مین جو در اصل ترک ہون کیونکر
منگریلیا کے نصرانی بادشاہ کے حضور مین
ہو سکتا ہون۔

لیلی بھی اس تمام گفتگو سے عالم حیرت
مین تھی لیکن اسکو یقین تھا کہ جو کچھ اسکے معزز
دوست نے کہا ہے ضرور درست ہوگا اور
اسنے فوراً اپنا نازک ہاتھ الہ دین کے
ہاتھ مین دیدیا۔

منصور۔ "اللہ تم دونون کو شاد کام اور
بامراد کرے خدا سے بزرگ اور برتر
جسکی ہم پرستش کرتے ہین تم دونون کو
سزاوار ان عجیب و غریب نعمت کا کرے
جو ایک شخص ثالث کی طرف سے مین تمکو
عطا کرنیوالا ہون اور خدا کرے کہ مذہب
مسیحی کا پاک نور اپنی روشنی سے تمہارے
(الہ دین کی طرف اشارہ کرکے) گوشہ خاطر
کو منور کرے۔"

منصور نے ان الفاظ کو ایسے لہجہ مین
ادا کیا کہ دونون الہ دین اور لیلی اوسکے
پیرو نکے پاس گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہوگئے
اور اسکے ہاتھون کو بوسہ دیا مگر دونون ساکت
تھے انکے دلون مین ایسا جوش موجزن تھا
مہر سکوت لبون پر لگ گئی تھی پس جو کچھ
اس پیر مرد کے الفاظ کا در بارہ تبدیل مذہب
الہ دین پر ہوا اسکو یعنے پیر مرد کو ٹھیک
ٹھیک دریافت ہو سکا۔

منصور۔ "اوٹھو میرے نوجوان دوستو
اوٹھو اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھو اور جو کچھ مین
بیان کرون اوسے کان دہر کر سنو!"

لیلی اور الہ دین اوٹھے اور لیلی تاجر کے
داہنے طرف اور الہ دین بائین طرف بیٹھ
گئے دونون نہایت تشش و پیچ اور
اشتیاق سے اوسکا منہ دیکھ رہے تھے
کیونکہ اب انکو معلوم ہوتا تھا کہ اب عنقریب
اسرار سربستہ کا انکشاف ہونے والا ہے۔

منصور (شاہزادی کی طرف مخاطب ہوکر)
"اگر مین صرف آپسے توضیح حال کرتا تو مین
بہت سی چھوٹی چھوٹی تفصیلات کو جو آپکو
اپنے دادا پرنس دانیال کی بابت معلوم ہین
متروک کرتا لیکن چونکہ (الہ دین کیطرف
اشارہ کرکے) آپکو غالباً زیادہ حالات معلوم
نہونگے لہذا یہ ضرور ہے کہ مین انکو شرح کے
ساتھ بیان کرون۔ پس آپکو واضح ہو کہ
پرنس دانیال خود مختار بادشاہ ملک منگریلیا
کا تھا اور بوجہ اسکی عاقلہ تدابیر اور غایت
انصاف اور فیاضی کے اوسکی رعایا اُسکو
بہت عزیز رکھتی تھی وہ عادتاً اپنے محل
مین بمقام کتائیس رہا کرتا تھا جس محلسرا

میں مہ جبین لیلی بچے حال میں سفر تفلس کا
اختیار کیا ہے قریب ۲۵ برس کے زمانہ
گذرا قبل تم دونوں کی پیدائش کے ایک
متبرک عابد ایک تخلیہ اس کے دروازہ پر
آیا اور پرنس دانیال کے سلام کا مستدعی
ہوا بادشاہ ہمیشہ اون لوگوں سے جو اوسکی ملاقات
کے خواستگار ہوتے تھے ملا کرتا تھا بالخصوص
زاہدوں سے کیونکہ تمہارے دادا کو پورا
عقیدہ مذہب عیسائی کے سچا ہونے کا تھا
اور جہانتک اختیار چلتا تھا وہ اس کی
اشاعت کی کوشش کرتا تھا زاہد محل میں
آکر تخلیہ کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اپنے
مصاحبوں کو رخصت کیا اور متبرک زاہد نے
عجیب و غریب حالات بادشاہ کے گوش گذار
کرنا شروع کیے زاہد کی گفتگو قریب قریب
اس مضمون کے تھی "جہان پناہ اسوقت
دنیا میں دو شخص ہیں جو واقف الحال
ایک عجیب و غریب راز کے ہیں چند ہفتہ پہلے
تین شخص تھے جو اس سے واقف تھے مگر
ایک مرگیا ہے اب صرف دو باقی ہیں۔
جنکے سینہ میں وہ راز سربستہ مقفل ہے
لیکن بموجب ایک اقرار کے جو رہتا
چلا آتا ہے یہ راز اب تیسرے شخص پر
منکشف ہونا چاہیے کیونکہ یہ مناسب
سمجھا جاتا ہے کہ تین شخصوں کو یہ راز معلوم رہے
تاکہ جہانتک ممکن ہو اسکے معدوم ہونیکا احتمال
نہ رہے یہ ہم جسکا میں نے ابھی ذکر کیا ہے
بلکہ خود راز مذکور کا یہ مقتضا ہے کہ جب کسی
تیسرے شخص کو اس راز کا رازدار کرنا منظور
ہو تو نہایت لایق شخص تجویز کیا جاوے آپ سے
زیادہ بہتر شخص کون ملسکتا ہے آپ نہایت
دانا اور انصاف پسند بادشاہ اور نہایت
تقدس مآب عیسائی ہیں"

مضمون۔ تمہارے دادا پرنس دانیال نے
اوس زاہد کا اسبات پر بہت شکریہ ادا کیا کہ
اوسنے بادشاہ کو ایسے اہم اور عجیب راز کی
رازداری کے لیے تجویز کیا۔ غرضکہ عابد نے
بادشاہ موصوف سے یون کہنا شروع کیا

"اے حضور ایک مخفی راز ہے جو بتدریج
ورثا در ورثا سے ایکدوسرے کو پہونچتا جاتا ہے
اور ایسا راز ہے جو مجھ سے خاکسار فقیر
اور عظیم الشان سلاطین کی حفاظت میں
رہا ہے اور اسکا جاننا گویا ایسے شخص کے
کیلیے بہت عجیب و غریب فوائد دنیاوی
کی کنجی ہاتھ آجاتا ہے جو اوس سے مستفید ہونا چاہے
بعد ازاں زاہد نے پرنس دانیال سے
اوس راز کی تصریح بیان کرنا شروع کی
اور بادشاہ نہایت تعجب سے ان عجیب
و غریب باتوں کو سنتا رہا جو کچھ وہ راز
سربستہ تھا یا ہے میں تمسے اسوقت بیان نہیں کرسکتا

اوراسکی وجہ بھی مین تھوڑی دیر مین بیان کرونگا
مگر لیکن تمسے یہ راز ابھی بتاؤنگا - اور الہ دین
یہ تمھارے ہی اختیار مین ہے کہ کب مین
تمھاری نسبت ایسا ہی اعتبار اپنے ذہن
مین سمجھون -

منصور نے بہت تھوڑی دیر سکوت کیا
اور الہ دین اپنے دلمین یہ غور کرنے لگا کہ
جہان تک مین نے سنا ہے اوس سے ظاہرا
یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا اس راز سے
واقف ہونا مذہب اسلام چھوڑنے پر مبنی ہے
اوسیوقت مین قابل جاننے اوس عجیب غریب
اسرار کے تصور کیا جائیگا اسکا جو کچھ میلان
طبع اسپارہ مین تھا وہ ناظرین پر تھوڑی
دیر مین کھل جائیگا -

منصور نے ہان تو یہ ضرور ہوا کہ پرنس
دانیال زاہد کے ساتھ سفر اختیار کرے
تاکہ اس بھید سے جسکا مین نے ابھی ذکر
کیا ہے کامل واقفیت حاصل کرے یہ سفر
عارضی تھا اسی وجہ سے بادشاہ اسکو
خفیہ طور پر انجام دے سکا اور اوس کی
دار الحکومت سے چلا جانا سوا چند خاص
مصاحبون کے اور کسی کو معلوم نہین
ہوا مگر وہ سوائے متبرک زاہد کے اور
کسی کو اپنے ہمراہ نہین لے گیا اور جو کچھ
وعدے زاہد نے کیے تھے اوس مین
بادشاہ کو ناکامی ہوئی - غرضکہ بادشاہ
اس راز نہفتہ کو معلوم کرکے کٹالیس کو
واپس آیا اور اسکو چند معقول فوائد بھی
حاصل ہوے جنسے اوس راز کے معلوم
ہونیکی وجہ سے وہ متمتع نہین ہوا دو برس
بعد مقدس زاہد نے ایک معتبر قاصد پرنس
دانیال کو اطلاع دینے کیواسطے بھیجا کہ مین
قریب المرگ ہون چنانچہ بادشاہ نہایت
عجلت کیساتھ اس مقام کو روانہ ہوا جہان
وہ زاہد اپنی روح خالق کون ومکان کو سپرد کرنی
والا تھا بادشاہ نے اوسکی آخری دعا کی اور
رسوم تجہیز و تکفین ادا کی - پس مطابق امور
مقررہ کے بادشاہ کو بھی لازم ہوا کہ اس اسرار
نہفتہ کے جاننے کے لیے ایک اور شخص تجویز
کرے اور اسنے مجکو تجویز کیا پس مین بھی
منجملہ اون تین خوش نصیبون کے ایک
شخص ہون جنکو یہ راز سربستہ معلوم ہے -

تھوڑی دیر پھر تامل کرنے کے بعد منصور
نے یون کہنا شروع کیا -

"پرنس دانیال کے دو بیٹے تھے اور ان
دونونکی شادی ہو گئی تھی ممکن تھا کہ اگر
اسکو منظور ہوتا تو اون بیٹون یا بہوون
مین سے کسی کو وہ اس راز سے آگاہ
کرتا مگر اسنے مجھی کو پسند کیا ۱۲ برس
ہوئے الہ دین تم بادشاہ موصوف کے

چھوٹے بیٹے اسکی معہ لقا بانو سے پیدا ہوئے"
الہ دین "ان بابہر میرے والدین؟
کیا ابتک زندہ ہین؟" نہین نہین! افسوس
یہ مجکو امید نہین ہے ورنہ اتنے عرصہ تک وہ
مجکو نہ چھوڑ دیتے"
منصور "میرے نوجوان دوست تمہارا
قیاس صحیح ہے"
الہ دین "(آنسو بہا کر) مگر منصور یہ تو بتاؤ
کہ انھون نے کسطرح انتقال کیا"
منصور "تمہاری مان تمہارے پیدا ہونے
کے تھوڑے عرصہ بعد مبتلاے بخار ہو کر لقمہ
اجل ہوئی اور تمہارے باپ کا حال ابھی
مین بیان کرونگا ذرا صبر کرو مگر سننے کے
لیے تیار رہو کہ یہ حال دردناک ہے یہ بھی
واضح رہے کہ بادشاہ کے بڑے لڑکے کی
شادی کے چند سال تک اوسکے کوئی
اولاد نہین ہوئی اسکا بیٹا مسمی نام
دانیال تھا"
لیلی "ہان میرا باپ"
منصور "اب میرے قصہ کا سب سے اندوہناک
حصہ آیا ہے اور انھین معاملات خاندانی اور
واقعات تاریخی کا مجکو بیان کرنا بتصریح
ضرور تھا کہ الہ دین تمکو پوری واقفیت
انسے ہوجاوے۔ تم چند مہینے کے تھے
اوسوقت مین ایک سرحدی فوج نے منگربلیا پر
حملہ کیا تھا۔ پرنس دانیال نے اپنی تمام فوجکو
جمع کیا اور بذات خاص سرکردگی اس لشکر کی
اختیار کر کے معہ اپنے دونون بیٹون کے
غنیم کے مقابلہ کو چلا مگر فوج منگربلیا نے
شکست کھائی اور بحالت انتشار کٹالیس کو
واپس آئی اور کٹالیس پر دشمنونکا قبضہ
ہوگیا اور غنیم کے لوگ شاہی خاندان کو قید
کرنیکے واسطے بڑھے اور الہ دین تمہارے
والد بزرگوار تمکو لیکر کٹالیس کی شہر پناہ کے
باہر نکل گئے بادشاہ اور اسکا بڑا لڑکا اور
اسکی بہو قید کر لیے گئے مگر بادشاہ دانیال
کی جان بچنے کا وعدہ اس شرط پر ہوا کہ وہ
کٹالیس سے چلا جاوے اور قول دیوے کہ
وہ دنیا سے ترک تعلق کریگا اور معاملات
ملک منگربلیا مین دست اندازی نہ
کرے گا چونکہ بادشاہ کے بیٹے کی جان
معرض خطر مین تھی اوسنے طوعاً و کرہاً ان
شرائط کو قبول کیا اور وہان سے رخصت
ہوا اور نوجوان شہزادہ یعنے لیلی تمہارا
باپ جو معہ اپنی زوجہ کے کٹالیس مین نظر بند
تھا والی ملک قرار دیا گیا۔ اسکے دو برس
بعد یعنے جسکو عرصہ ١٠ برس کا ہوا لیلی
تم پیدا ہوئین الہ دین تمہاری اطلاع
کیواسطے مین یہ بھی کہتا ہون کہ دو برس
بعد لیلی کے والد نے قریب قریب ایک ہی

وقت مین اور ایک ہی عارضہ مین مبتلا ہو کر
قضا کی اور باشندگان ملک منگولیا اور
حکام روسیہ نے لیلی کو فرمانروا اسکا قرار دیا"
الہ دین "پھر میرے والد کا کیا حال ہوا"
منصور "اونکے کٹالیس سے چلے جانے کے
بہت عرصہ کے بعد نہین معلوم کسطرح یہ خبر
مشہور ہوئی کہ شہزادہ مذکور معہ اپنے فرزند
کے کوہ قاف کے پہاڑ دن مین مردہ پایا گیا
پس سب کو یقین ہو گیا کہ دونون فوت
ہو گئے لیکن در اصل یہ بات نہ تھی جیسا
کہ ابھی تمکو معلوم ہوگا مگر مین پہلے بادشاہ
دانیال کا حال بیان کرتا ہون روسی جنرل
سے اقرار کر کے اور کٹالیس سے رخصت
ہو کر بادشاہ مذکور کوہ قاف کے پہاڑ دن
مین داخل ہوا اور اوس راز سے مستفید ہوا
جو متبرک زاہد نے اوسے بتایا تھا اور
اس راز کے جاننے پر ہزار دن سجدہ شکر
کے بجا لایا کیونکہ اسکی وجہ سے اسکو ایسے
مقام پناہ عافیت حاصل ہوئی جہان
اس دنیا کے حوادث اسکی خوشی مین کچھ
خلل اندازی نکر سکتے تھے۔

یہانتک کہکر منصور ٹھہر گیا اور لیلی
طرح طرح کے اندرونی جوش سے اپنے
خیال مین مستغرق تھی اور الہ دین کے چہرہ
سے اسکو اپنے والد کے حالات دریافت
کرنیکی بیصبری ظاہر تھی۔

باب پانزدہم

توضیحات مزید

منصور "ہان تو اس قصر عظیم الشان
کی بدولت بادشاہ دانیال کو ممالک کوہ قاف
مین ایک محفوظ امن و امان کی جگہ میسر
آگئی وہان مین وقتاً فوقتاً اس سے ملتا رہا
اٹھارہ مہینے ہوے بادشاہ دانیال سخت
بیمار ہوا اور مین نے دیکھا کہ اسکو اشد ضرورت
دوا کی ہے اوسوقت تفلس مین ایک ترکی
عورت موجود تھی جسنے بہت سے مستر کے
علاج کئے تھے پس مین نے اسکو بادشاہ
کے پاس لیجانے کا ارادہ کیا۔

عورت کے لیجانیکی یہ بھی خاص وجہ ہوئی
کہ عورت کو چند احتیاط کی پابندی کرانا منظور
تھا یہ آسانی ممکن تھی جو مرد سے شاید نہ
ہو سکتی اثنا سفر مین اوس عورت نے
مجھسے اکثر حال اون شہرون کا جو اوسنے
اپنی سیاحی مین دیکھے تھے اور ان مقامات
کی نسبت طرح طرح کی روایتین مجھسے
بیان کین اثنا گفتگو مین اوس نے اتفاقیہ
محمد پاشا حاکم قرص کا بھی ذکر کیا اور اوسکی
نیک مزاجی کی تعریف مین یہ بیان کیا کہ اوسنے ایک
لڑکی کو جو بحالت شیر خواری اوسکو ملا تھا بطور اپنے

برادر زادہ کی پرورش کیا ہی چند اور حالات کے
جو عاقلہ نے اثنائے سفر میں بیان کئے مجکو ایک
قسم کا شبہہ پیدا ہوا مگر مین نے اسکا ذکر بادشاہ
دانیال سے نہین کیا اس خیال سے کہ مبادا جو امید
میرے بیان سے پیدا ہو وہ پیچھے ناامیدی کیساتھ
مبدل ہو جائے غرضکہ زن مذکور کے علاج
سے بادشاہ بالکل چنگا ہوگیا اور پھر جب مجکو
فرصت ہوئی مین نے ایک خط قاصد کے
ہاتھ بادشاہ قرص کے پاس اس مضمون کا بھیجا
کہ جو کچھ حال آپکو اپنے منہ بولے برادر زادہ کا
معلوم ہو اُس سے اطلاع دیجئے۔

بادشاہ نے بہت جلد خط کا جواب معہ
حالات مستفسرہ کے بھیجا اوس سے معلوم ہوا کہ
بادشاہ ایکروز چند ہفتہ بعد فتح ہونے کنابیس
کے شکار کو گیا تھا اور وہان اوسنے ایک خوبصورت
مگر شکستہ حال نوجوان کو ایک بچہ گود مین لیئے
ہوئے ایک مینڈ پر بیٹھے ہوئے دیکھا - الہ دین
وہ بچہ تم ہی تھے اور وہ بدقسمت شخص تمہارا
باپ تھا"

منصور نے بادشاہ قرص نے ازراہ مہربانی تمسے
تمہارے باپ کے دلگداز حالات کو اسواسطے
چھپایا کہ تمکو رنج کا صدمہ نہ پہونچے مگر اب ضرور
ہی کہ تمکو جملہ حالات سے اطلاع دیجائے اور بادشاہ
کو معلوم ہی کہ تم تفلس مین ہو نجکر یہ حالات
میری زبان سے سنوگے تو بادشاہ اوس خوبصورت

نوجوان کے جو مینڈ پر بیٹھا ہوا اپنے بچہ کا منہ غم و الم
سے دیکھ رہا تھا دوچار ہوا اور نرمی سے کہا کر
بادشاہ نے حال پوچھا مگر افسوس بادشاہ کو معلوم
ہوا کہ اُس بیچارہ کی عقل درست نہین ہے "

الہ دین کے آنسو جلد اور موٹے موٹے روان
ہو نکلے اور لیلی بھی رو رہی تھی منصور کو بھی صدمہ
تھا اسوجہ سے چند منٹ قصہ کا سلسلہ بند رہا"

منصور نے بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ بدقسمت شخص اور
بچہ اُسکے محل مین پہونچائے جائین اور وہان
ہر طرح کی مہربانی اوس اجنبی اور اسکے بچے
پر کیگئی مگر الہ دین تمہارے باپ کی زبان سے
کچھ حال دریافت نہوا اسکی عقل بالکل سلب
ہوگئی تھی وہ قریب المرگ تھا بعد چند روز کے
تم الہ دین یتیم ہوگئے تمہارے باپکے پاس کوئی
چیز ایسی نہین نکلی جس سے اوسکی شناخت کا
ذرا بھی پتہ لگتا مگر بادشاہ نے وہ لباس جو اجنبی
اوسوقت پہنے تھا اور نیز تمہارا لباس رکھ چھوڑا
اور اوس سے معلوم ہوتا تھا کہ متوفی بہت عمدہ رتبہ
کا آدمی تھا - غرضکہ بادشاہ نے تمہاری پرورش
کی اور تم خود جانتے ہو کہ کیسی شفقت اور مہربانی کی"

الہ دین نے بلاشبہہ مین اس کو بمنزلہ اپنے
باپ کے سمجھتا ہون"

منصور نے بادشاہ نے یہ سب حالات معہ پوشاک مذکور
کے میرے پاس بھیجدیئے اور مین نے بادشاہ دانیال سے
یہ سب حالات دریافت کئے اور اُسنے دیکھتے ہی

اوس پوشاک کو فوراً پہچان لیا یہ وہ ادنی درجہ کا
لباس تھا جسکے ذریعہ سے بادشاہ موصوف
کے چھوٹے بیٹے نے بھیس بدلکر اور تمکو گود مین لیکر
بہت سال گذرے شہر کٹالیس سے اوسوقت
فرار اختیار کیا تھا۔ پس الہ دین تمہاری پیدائش
کے بابت کوئی شک نہین ہی تمہارے عالی
منزلت دادا کو تمہارے گلے لگانے کی
ہمیشہ تمنا رہی مگر اونکو یہ اندیشہ تھا کہ اگر
تمہارے پیدا ہونیکا خفیہ حال اونکی زندگی
مین تمکو معلوم ہوگا تو غالبًا ایسے واقعات
مابعد پیدا ہون جنکو بچانا اونہین منظور تھا۔
غرضکہ انہین باتون پر خیال کرکے یہ تجویز
کیا گیا کہ بادشاہ دانیال کی وفات پر
الہ دین تمہارے پیدا ہونے کا راز تم سے کہا
جاوے۔ ایک مہینہ ہوا موت نے میرے عالیجاہ
دوست کی آنکھین بند کر دین اور مین نے
اپنے ہاتھ سے اوسکی قبر اس گوشہ عافیت
مین جہان وہ اتنے برس تک رہا تھا کھودی
الحال صرف مین ہی شخص زندہ ہون جسکو
اوس عجیبہ اسرار کی رازداری حاصل
ہی جسکا مین نے اکثر اپنے بیان مین تذکرہ کیا ہی
یہی باتین اپنی زبان سے کہکر تمکو سنانے
کیواسطے مین نے اپنے قاصد لوتر کو معہ خطوط
کے تم دونون کے پاس بھیجا تھا اور طفلس مین
بلایا تھا جو تمہارے فوائد کی بہتین اور جس کو
بوجہ اہم اور خفیہ ہونیکے مین نے صفحہ قرطاس
پر حوالہ قلم کرنا مناسب نہین سمجھا"

یہانتک کہکر منصور ساکت ہوا اور الہ دین
نے غور کے بعد نہایت ادب سے کہا کہ مجھکو اس
مذہب کے عقائد کی نسبت سے مین واقفیت
نہین رکھتا لیکن مجھے اگر میرا دل اس مذہب
کیطرف میلان کریگا تو آپ یقین کیجیے کہ
میرے دادا کی اور آپکی تمنا پوری ہوگی"

منصور نے شہزادی ذرا مجکو اور انکو تھوڑی
دیر تخلیہ مین باتین کرنے دو تمہارے بھائی
نے معقول بات کہی اور مجکو کوئی شک نہین
کہ مین انکا مذہب تبدیل کرا دونگا مین آپکو
ذرا دیر مین ابھی پھر بلاتا ہون" لیلی اس
کمرہ سے اوٹھکر اپنے کمرہ مین چلی اور ان
سب واقعات عجیبہ کو جو اوسنے سنے تھے غور کرنے
کیواسطے تنہا رہنا چاہا اور اپنی ہمنشینون
سے کہا کہ تم باغ کی سیر کرو جب وہ چلی گئین
لیلی ایک صفہ پر بیٹھ گئی اور خیالات مین
مستغرق ہو گئی۔

لیلی خیالات انواع واقسام مین ڈوبی ہوئی
تھی کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شہزادی نے کہا
کوئی ہو سامنے آئے اور نوجوان لوتر اوسکے سامنے حاضر ہوا

باب شانزدہم

لیلی اور لوتر

لیلی" لو لو لوتر کیا ہی تم یہان کیونکر آئے"

ٹوذر "حضور والا اولاً تو مین حضور کے سلام کرنیکا موقع تلاش کرتا تھا ثانیاً مجکو حضور سے چند باتین استفسار کرنا تھین جنکی طرف مین اُمید کرتا ہون کہ حضور معلیٰ ازراہ غریب نوازی توجہ فرماینگی۔"

لیلی "ہان ٹوذر کیا باتین ہین۔"

ٹوذر "مین اُمید کرتا ہون کہ حضور نے میرے نامور آقا سے حضور کے پاس بمقام کٹالیس بخوش اسلوبی پیغام پہونچانے کی بابت میری تعریف کی ہوگی کیونکہ تاریخ تحریر خط اور تاریخ رسید مقابلہ کرنے سے حضور کو روشن ہوگیا ہوگا کہ مین نے راستہ مین توقف نہین کیا اور حضور سے جو مین نے عرض کیا تھا کہ جابرجا مین حضور محض معمولی مسافر کی طرح سفر کرین اور وہ راستہ اختیار کرین جہان لوگون کو کسی خاص قسم کی توجہ حضور کیطرف نہو تو اس معروض مین مین نے پوری پوری تعمیل اپنے آقا کی طرف سے کی جیسا کہ میرے آقا کی گفتگو سے بھی آپ کو معلوم ہوا ہوگا۔"

لیلی "ہان ٹوذر بلا شبہ تمہارے آقا نے مجھسے یہ سب مراتب کہے تھے جب مجھسے اونسے تھوڑا عرصہ ہوا اتفاقاً ملاقات ہوئی تھی۔"

ٹوذر "تو ہر طرح حضور کا اطمینان ہے کہ مینے یہ کام جو مجکو تفویض ہوا تھا بعنوان شائستہ انجام دیا۔"

شہزادی "یہ تمکو میری گفتگو ہی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ٹوذر مجکو کوئی وجہ تمہاری کم قدری کی نہین ہے۔"

ٹوذر "آپکے اس فرمانے کا مین ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہون۔" یہ کہکر ٹوذر نے نہایت ادب سے شارہ منگریلیا کو سلام کیا اور جلدی سے اوس کمرہ سے چلدیا۔ اب زبدہ اور آمنہ واپس آئین اور لیلی کہنے لگی "آؤ میرے پاس بیٹھو مجکو تمسے چند باتین کہنا ہین۔" وہ دونون محبین اور وفادار چھوکریان اپنی مخدومہ کے پاس تپائی پر بیٹھ گئین اور انتظار مین تھین کہ شہزادی کیا کہتی ہے۔

لیلی "اولاً مجکو الہ دین کی نسبت سخت غلطی ہوئی کیونکہ وہ قیری قرامان نہین ہے بلکہ دراصل ایک نہایت ذی عزت نوجوان شریف زادہ ہے اور فی الحال ترکی امراکا رتبہ اور بیگ کا خطاب رکھتا ہے۔" زبدہ اور آمنہ یہ سنتے ہی خوشی سے چیخ پڑین۔"

لیلی "مگر سنو سنو تمکو اور بھی تمسے کچھ کہنا ہے الہ دین میرا قریبی رشتہ دار یعنی میرا چچازاد بھائی ہے" یہ خبر نوجوان مستفید متوسلون کیواسطے فی الواقع حیرت انگیز تھی اور اون دونون ایک بات تھی کہ اپنی مخدومہ کو ایسے رشتہ دار ملنے کی مبارکباد دی جو اوسکے واسطے موجب فخر تھا۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ٹوذر ہی خادم نے

آکر کہا "کہ حضور میرے آقا نے آپکو تشریف لے چلنے
کی تکلیف دی ہے اوسی کمرہ مین آپ کا انتظار
کر رہے ہین جہان پہلے ملاقات ہوئی تھی۔"
لیلی پھر منصور کے پاس گئی - اوس وقت
الہ دین وہان نہ تھا۔
منصور:- مجکو تمسے ایک بڑی خوشخبری کہنا ہے
وہ یہ ہے کہ الہ دین نے اون عقائد مذہبی کو جو
مین نے اوسسے بیان کیے ہین مان لیا وہ مذہب
عیسائی اختیار کرے گا۔ ہان کل شام کو
اوس مکان مین ایک مذہبی رسم ادا کیجائیگی
اور تمہارا چچا زاد بھائی اپنا اسلامی نام بدلکر
مسیحی نام دانیال اختیار کرے گا بعد ازان وہ بھید
وہ راز نہفتہ آشکار کیا جائیگا۔ جسکی بابت
تمہارے دادا کی یہ خواہش تھی کہ تم دونون
اوسکے راز دار بنائے جاؤگے۔ پس تم دونون
سے کل اصل حال کا انکشاف کیا جا سکے گا
اور اوسکے بعد تم دونون کو میرے ساتھ
بلا توقف کوہ قاف کا سفر اختیار کرنا ہوگا
اب مین تمکو تھوڑے عرصہ کیلئے تمہارے اوس
عزیز کے پاس چھوڑتا ہون جسکو تمنے آج پایا ہے۔"
لیلی منصور سے تقلا کا حال کہنے والی
تھی کہ دفعتاً وہ اوٹھا اور ایک دروازہ سے
جو اندرونی کمرہ کا تھا اندر چلا گیا مگر دروازہ
کو بند نہین کیا۔ الہ دین فوراً دہلیز پر
نمودار ہوا اور لیلی کی طرف بڑھ کر
اوسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیا اور کہا آج بہت
مبارک دن ہے کہ مجکو یہ معلوم ہوا کہ تم میری
رشتہ دار قریب ہو۔ لیلی نے کچھہ مناسب جواب دیا
الہ دین:- ہمکو اپنی اور تمہاری نسبت بہت
کچھہ باتین کرنا ہین تم مجھسے میرے وطن مالوف
کا حال بیان کرو۔ وہ وطن مالوف منگر بلیا جسکے
دیکھنے کی مجکو از حد تمنا ہے مگر ہان لیلی پہلے
مجھسے یہ تو بتاؤ کہ کل شام کو تم اوس تابوت
کے پاس کیون گئی تھین۔"
لیلی:- اتفاق وقت سے اوس خاتون سے
ملاقات ہو گئی۔"
الہ دین:- (بات کاٹ کر) این مرصہ زوجہ
قیری قہرمان ہے۔ کل مجھسے بیان کیا گیا تھا
کہ وہ نعش مرصہ کی تھی اور مجکو تمہاری
نظروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اوس امر سے
واقف نہین ہو۔"
لیلی:- ہان مرصہ سے ملاقات ہوئی مین
اوسوقت موجود تھی جب سانپ نے اوسے
کاٹا تھا اور وہ میری گود مین مری ایک عورت
تھی جسکا نام عاقلہ ہے اور عطریات و دوائین
کرتی پھرتی ہے۔"
الہ دین:- (بات کاٹ کر) اوسی نے مجکو
بھی اوس میت مین بلایا تھا۔"
ستارہ:- منگر بلیا؟ اور تمنے دیکھا کہ وہی مجکو بھی
وہان لیلی وہ میرے پاس یہان آئی اور

مجھسے وہان چلنے کی درخواست کی مین نے اوسکو کہنے پر عمل کیا اور اوسکے بعد کا حال تم خود جانتے ہو۔"

اب منصور سیر کمرہ مین واپس آیا اور اپنے نوجوان دوستونسے دعوت مین شریک ہوکر افتخار بخشنے کی خواہش کی اسوجہ سے جو گفتگو ان چچا زاد بھائی بہن مین ہو رہی تھی وہ قطع ہوگئی۔ منصور لیلی والہ دین دسترخوان پر بیٹھے اور کوئی شخص کھانے مین شریک تھا

باب ہفتدہم

ٹونز اور قیری قرامان

اب ہم ٹونز کا حال بیان کرتے ہین ستارہ منگر لیلیا سے گفتگو کرکے وہ محل سے نکلا اور بہت سی گلیون مین ہوکر آخر کار شہر طفلس کے ایک نہایت ذلیل اور غریب محلہ مین پہونچا وہان اوس نے ایک حقیر مکان کے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹائی اور ایک چند ہی عورت نے دروازہ کھولکر اوسے اندر بلالیا اور ایک اندرونی کمرہ مین لے گئی جہان ایک آدمی نہایت غمگین اور متردد بیٹھا تھا۔"

آدمی "ایں تم ہو۔ تو ہی میرا شیطان ہے اور تیری ہی وجہ سے مجھپر یہ سب مصیبتین ہین جو مین جھیل رہا ہون"

ٹونز "تمکو اسطرح مجھپر الزام لگانا زیبا نہین ہے مین آج بھی وہی کہتا ہون جو کل میرا قول تھا کہ ہر امر کی ناکامی تمہارے آدمیون کی بزدلی سے ہوئی اور کسیقدر مرحمہ خاتون کے فوت ہونیسے بھی ہے"

قیری قرامان "اوسکا نام مت لو وہ مرتے وقت بیوفا نکلی"

ٹونز "اصل تو یہ ہے کہ انگشتری کا رکھنا مرحمہ کیواسطے فضول تھا جب وسنے یہ سمجھ لیا کہ وہ مر رہی ہے اور چند منٹ مین موت اوسکو انگوٹھی کیا م مین لانیسے روک دیگی"

قزاق "ٹونز تم سچ کہتے ہو مجکو اوسے الزام نہ دینا چاہئے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اب اور کچھ کرنا ہی نہین"

ٹونز "ہان میری ہدایت سنو ٹھیک آدھی رات کو جمشید اور تم پچھواڑے کے پھاٹک پر آؤ جو محلسرا کے منصور کے اراضیات متعلقہ پر اندر کیطرف کھلتا ہے مین جاگتا رہونگا تم تین مرتبہ اپنی انگلیونسے دروازہ کھٹکھٹانا دروازہ فوراً کھولدیا جاویگا باقی کام میرے اوپر چھوڑ دو۔

قزاق "ٹونز تم سچ کہتے ہو مگر ذرا اوسکے بعد کے اغراض سے بھی تم مجکو مطلع کردو۔

ٹونز "شہزادی لیلی کو ظاہرا مجھپر شبہہ ہوا اسنے مجکو بہت ٹٹولا اور میرے چہرہ کو دیکھتی رہی یہ سمجھکر کہ مین نہین دیکھتا اوس کی گفتگو رکاوٹ اور احتیاط کے ساتھ تھی مین نہین جانتا وہ کیا وسایل رکھتی ہے مگر اسمین شک

نہین ہے کہ صرف ایک امر عجیب ہے ان کارروائیون
مین مین نے اپنے تئین مشکوک کیا یہ تھا کہ مین
نے الہ دین اور نیلی کو قرمس اور کٹالیس سے
وہ راستہ بتایا تھا جسپر اونکو فی الواقع نکلنا چاہئے
تھا مزید بران مین نے شہزادی سے یہ بھی کہا تھا
کہ کوئی محافظ جنس ذکور سے ہمراہ لیکر سفر نکرے
حالانکہ منصور کی یہ ہدایت تھی کہ محافظون کی
تعداد محدود ہو یہ تمام صلاح جو مین نے دی
تھی اوسکی یہ غرض تھی کہ الہ دین اور شہزادی
پر ہمارے رفقا کا حملہ آسان ہو"

بعد ازان ٹونر نے اس تدبیر کو جو اسکے ذہن
مین تھی بیان کرنا شروع کیا جسکو قرہ قرمان
نے پسند کیا - یہ پانچ بجے شام کا وقت تھا
ٹونر قزاق سے رخصت ہو کر اوس جھونپڑی
کے باہر نکلا بجائے اسکے کہ وہ اپنے آقا
کے مکان کو جائے وہ شہر کے باہر گیا
اور تھوڑے فاصلہ پر وہ ایک عمارت کے
قریب پہونچا جو ایک باغ کے پاس بنی ہوئی
تھی - یہ ایک خوبصورت عمارت تھی جسمین
ایک بڑا رہنے کا مکان تھا اور اوس کے
متعلق وسیع صحن اور باغ تھا - ایک
بوڑھا ترک نہایت منحوس صورت پھاٹک پر
کھڑا تھا اوس شخص سے ٹونر نے کچھہ کہا اوسنے
جو دراصل دربان تھا ذرا اسلام کے طور پر
سر کو جنبش دی اور نوجوان چھوکرے کو
مطلب کی نگاہ سے دیکھا اور پھاٹک کھولدیا
ٹونر داخل ہوا اور دروازہ بند کرلیا گیا -
بعد ازان اوسنے اپنے تئین بہت سی حسین
و مہ جبین دوشیزہ عورتون کے درمیان مین
پایا جنھون نے غایت حسن و جمال سے اوسکی
آنکھون مین چکاچوند اور حواس مین خلل
پیدا کردیا -

باب ہیزدہم

حسینون کا جمگھٹ

اوس جمگھٹ حسینان سے تھوڑی دیر اپنی
آنکھین سینک کر ٹونر صحن کے ایک جانب
مڑا اور دیوار کے قریب قریب تہ حسینون
سے ایک موزون فاصلہ پر چلا چند لمحے کے بعد
وہ ایک چھوٹے رنگین بنگلہ پر پہونچا جو
احاطہ کے ایک گوشہ پر تھا وہان ایک
مسن شخص مسند پر حقہ منہ مین لگائے
بیٹھا تھا اور اسکی نیم باز آنکھون سے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھہ خواب اور کچھہ بیداری کی
کیفیات مین ہے وضع سے وہ مسلمان معلوم
ہوتا تھا ٹونر کو دیکھکر وہ ذرا سنبھل بیٹھا اور
اپنی نیم وا آنکھونکو کھولکر نیم درانہ حالت سے
سنبھلکر اوٹھہ بیٹھا"

ٹونر "سلام علیکم"

مسلمان "وعلیکم السلام"

ٹونر اوس مسلمان سے تھوڑے فاصلہ پر

بیٹھ گیا اور اوسکے بولنے کا منتظر رہا۔"
مسلمان "کہو کیا خیر ہے؟"
ٹونز "کوئی خاص خبر نہین ہے اللہ آپکو
جیتا رکھے۔"
مسلمان "کہو تم کیا کام کرتے ہو؟"
ٹونز "مین منصور کا ملازم ہون۔"
مسلمان "منصور بڑا تاجر اور قابل آدمی
ہے اوسنے بہت دولت پیدا کی ہے خدا کا فضل
منصور کے شامل حال ہے گو وہ نصرانی ہے۔"
اسکے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی
اس درمیان مین مصطفے یعقوب جو کہ اُس ترکی
مسلمان کا نام تھا ٹونز کو غور سے دیکھتا رہا اور
ٹونز اسطرح بیٹھا رہا کہ گویا اُسے یہ معلوم نہ تھا
کہ وہ ترک اوسے غور سے دیکھ رہا ہے۔
ترک "اللہ تمہارے اوس کام کو سرسبز کرے
جسکے واسطے تم یہان آئے ہو۔ یہ کلمہ اُسکا
اشارہ تھا جس سے ٹونز اپنی غرض
بیان کرے۔"
ٹونز "مجھے منصور کا ذکر کیا ہے اور مین اب آپکو
اطلاع دیتا ہون کہ اسوقت اوسکے مکان مین
ایک خاتون پری چہرہ فروکش ہے جسکا سن
سترہ برس کا ہے اور ایسا سڈول جسم پایا ہے کہ باید وشاید۔"
ترک "(حسینونکے جھگٹ کیطرف اونگلی
اوٹھاکر) دیکھو وہان بھی پری تمثال بچہ
حور موجود ہین۔"

ٹونز "اگر مین نے اوس پری چہرہ کو نہ دیکھا ہوتا تو مین
ضرور کہتا کہ یہ حورتین لاثانی ہین۔ مگر اوس
معشوق کے مقابلہ مین جسکا ذکر مین کر رہا ہون
یہ زنگی حورتین ہین۔"
ترک "ان حورون کو پھر دیکھو اور تب کہو کہ تم
انکے مقابلہ مین مبالغہ کرتے ہو یا نہین؟"
ٹونز "مین تمہاری ان حسینون کو پہلے ہی
دیکھ چکا ہون اور ٹھیک عرض کرتا ہون کہ اُس
حور کے مقابلہ مین جو منصور کے یہان وارد ہے
انکی کچھ ہستی نہین ہے۔"
مصطفی یعقوب "اللہ بزرگ اور برتر ہے
اور اسکے کام عجیب و غریب ہین مگر خیر
تمہاری اُس حور مین کیا زیادتی ہے؟"
ٹونز "(افسوس ظاہر کرکے) باوجود حسین ہونے
کے اوسمین ذرا نقص ہے مگر اوس نقص کو اُسکے
ذاتی جمال سے کچھ تعلق نہین (پیشانی پر ہاتھ
رکھکے) وہ یہان ہے۔"
ترک "مین سمجھا اوسکے دماغ مین فتور ہے۔"
ٹونز "بہت خفیف اور وہ بھی ایک خاص امر کی
بابت۔ اُسنے بہت عمدہ تعلیم پائی ہے اور
ہزارون طرح کے کمال اوسکو حاصل ہین وہ
بہت سی زبانین بول سکتی ہے علم موسیقی مین
بھی دستگاہ رکھتی ہے۔ ممالک کوہ قاف کی
تاریخ اور نظم سے بھی ماہر ہے اور اوسکی باتین
شیرین اور موثر ہین۔"

ٹونر: اوسکو ایک قسم کا جنون ہوا ہے حسن و
جمال کی تعریف سننے کی ایسی عادت ہو رہی او
خوشامدیون نے ایک خاص طرف اسکا سر
پھیر دیا ہی جس سے وہ اپنے کو ستارہ منگریلیا تصور
کرتی ہی جسکا سچی نام لیلی ہے "
ترک: اگر صرف یہی عیب ہی تو کچھ نہین اسکو
اپنے خیال باطن مین رہنے دو - اوسکے یہہ
خیالات کسی کو نقصان نہین پہونچا سکتے "
بشرطیکہ اور طرح اوسکی عقل درست ہو "
ٹونر: اور طرح اوسکے حواس خمسہ درست
ہین جیسا مین آپسے اول کہہ چکا ہون منصور
نے اس جنون کے بارہ مین جو اوسکو ہو گیا ہی
اوس سے بسہولت بحث کی مگر کچھ فائدہ نہوا وہ اپنے
تئین ایسے شد و مد سے ملک منگریلیا کی شہزادی
بیان کرتی ہے جس سے تعجب ہوتا ہی اور اسبارہ
مین اوسکی گفتگو ایسی سچی اور واقعی معلوم ہوتی
ہی کہ اگر کوئی اجنبی پہلے پہل اسکی باتین سنے
تو یقیناً اوسکو درست اور سچ سمجھے کیونکہ وہ
بہت سے دلائل بہ ثبوت اسامر کے کہ وہ
فرمانروا اوس ملک کی ہی پیش کرتی ہے "
ترک: مین کبھی ایسا نہ سمجھونگا - شہزادی
منگریلیا منصور گرجی کے مکان مین کسی طرح
فروکش نہین ہو سکتی "
ترک: اچھا اب مطلب کی بات کہو "
ٹونر مصطفے یعقوب کیطرف کھسکا اور اب

وہ دونون پیشتر کی بہ نسبت زیادہ احتیاط
سے آہستہ آہستہ باتین کرنے لگے قریب قریب
آدہ گھنٹہ تک اسطرح باتین ہوتی رہین اور
جب باتین ہو چکین ٹونر ترک سے رخصت ہوا
اور صحن کیطرف کترایا اور اطمینان کی چال سے
چلنے لگا اور دروازہ پر پہونچکر اوسنے تین مرتبہ
دستک دی بڈہے دربان نے فوراً دروازہ
کہولدیا اور ٹونر نے چند روپیہ اوسکے ہاتھ مین
رکھدینے بعد ازان وہ شہر کیطرف جھپٹا اور
منصور کے مکان پر پہونچا اور اُسوقت کا منتظر
رہا جب اوسکی تدبیر عمل مین آنیکو تھی -
غرضکہ وقت گذر گیا اور آدھی رات کے
عمل مین ٹونر چپکے سے اُس وسیع باغ مین
جو مکان کی پشت پر تھا چلا گیا وہان اوسکو
ٹھہرے ہوئے چند منٹ سے زیادہ نہ گذرے
تھے کہ دبے پاؤن کی چاپ دیوار کے دوسری
طرف بڑہتی ہوئی معلوم ہوئی پھر تین مرتبہ
آہستہ مگر صاف کھٹکا دروازہ پر ہوا اور ایک
کنجی سے جو اُسنے پہلے ہی سے اپنے قبضہ مین
کر رکھی تھی اُسنے دروازہ کہولدیا دو شخص
فوراً داخل ہوئے یہ قیری قرامان اور جمشید
تھے - ٹونر نے دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا
اور کنجی قیری قرامان کو دے دی بعد ازان
وہ تینون آہستہ آہستہ بڑہے اور اُس دروازہ
تک پہونچے جو خفیہ زینہ کے نیچے تھا جس سے

چڑھکر لیلی کے غسلخانہ مین جانا ہوتا تھا۔ قفل اور قلابہ توڑے گئے اور جب دروازہ باہر کیطرف کھلا تو وہ آگے کیطرف بڑہے اور دونون قزاقون نے اوسکو ہاتھون سے تھام لیا۔

ٹونبرے (قیری قرامان سے) اب باقی کام تم کرلو مین نے اپنے وعدے کے موافق مصطفٰے العقوب سے بخت ونپرکرلی ہے۔ یہ کہکر ٹونبرو ہانسے چلدیا اور اون درختون مین جو باغ کی پشت کے دروازہ کی طرف والی روش کے کنارہ پر لگے تھے غائب ہوگیا وہان چھپکر اُن نے اپنی اس شیطنت کو جسکی کارروائی جاری تھی دیکھنا شروع کیا۔ قیری قرامان نے دبے پاؤن مسہری کے پاس جاکر ایک چھوٹی شیشی لیلی کی ناک کے پاس لگائی بعدازان وہ ایک خواص کو وہی شیشی سنگھانے کے واسطے بڑھا اور جمشید نے دوسری خواص کو شیشی سنگھانے مین اوسکی پیروی کی ان شیشیون مین کوئی قوی الاثر ست تھا جس سے ایک منٹ سے کم مین لیلی اور اس کی دونون خواصین بیہوش ہوگئین اس تھوڑے وقفہ مین دونون قزاق کھڑے رہے اور سونیوالون کے رخسارہ سے گلاب کے پھول کا سا رنگ رفتہ رفتہ اُڑتا ہوا دیکھتے رہے بعدازان اونہون نے اطمینان سے ایکدوسرے پر نظر ڈالی کہ کام ہوگیا اور شہزادی کو مسہری سے اوٹھانے کیواسطے بڑھے۔ اسکے بعد اونہون نے اوسکے جسم پر وہ کپڑے پہنا دیئے جو اوسنے سوتے وقت اوتار ڈالے تھے اور غسلخانہ مین ہوکر وہ اوسکو زینہ مین لیگئے قیری قرامان نے اب یہ بوجہ بالکل اپنے ہاتھون پر لے لیا اور سیڑھیون سے اُترنا شروع کیا اب ٹونبر کا حال سنیئے جو درختون مین اپنی مہم کے نتیجہ کا منتظر چھپا ہوا بیٹھا تھا اوسکو وہان بیٹھے ہوے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اُسکے دلمین یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ مین باغ مین بالکل تنہا نہین ہون اُسکو یہ معلوم ہوا کہ تھوڑے فاصلہ پر پیرونکی چاپ اور پتون وغیرہ کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دیتی ہے۔ دم روک کر اوسے سننا شروع کیا اور چند پل مین اُسکو یقین ہوگیا کہ ضرور یہان کوئی ہے۔ پیرونکی چاپ اور بھی بڑھتی ہوئی معلوم ہوئی اور ٹونبر نے کچھ آواز سنی اور پہچانی بھی اور اوس شخص کیصورت بھی دیکھی جو روش پر آہستہ آہستہ چلا آتا تھا یہ اُسکا حضرت آقا گرجی تاجر تھا۔

منصور (اپنے آپسے) آج کیا ہے کہ میرا دل بیقرار ہے کیا کوئی آفت آنیوالی ہے یہ پہلا مرتبہ ہے کہ مجکو معمولی سونے کے وقت نیند نہین آئی۔ شاید باغ کے چند چکر میرے دلکو تسکین دین اور پھر

کمرہ مین جاکر کچھ نہ آیا اوسکے تو
منصور دروازہ پیٹتا ہوا اس طرح
کہتا چلا آتا تھا۔ ٹوڈر کے دل پر سخت خوف
طاری تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ منصور
قزاقون مین سے کسی سے بھڑ گیا ہے اور
وہ یا ہی ہوا۔ پھر اوسی طرف چلا جا رہا تھا کہ
اوسکو لیلی کے گھر کی طرف پچھلے دروازہ
کے پاس سے آتے ہوے پیرون کی چاپ
سنائی دی وہ متعجب ہوکر سوچنے لگا کہ اوسکو
دو شخص جنمین سے ایک کے ہاتھ مین کسی
مقدار کا بوجھ تھا چور دروازہ کی طرف
سے تیز چلتے ہوے دکھائی دئے۔ منصور
فورًا چلا اوٹھا کیونکہ اوس کو یقین ہو گیا کہ
کچھ دال مین کالا ہے۔

جھٹ پیر مرد کیطرف لپکا اور اوسکو زمین
پر گرا کے ایک خنجر منصور کے کلیجہ مین بھونکدیا
اور سانحہ اختتام کو پہنچ گیا۔

منصور کے چلانیکی آواز سن کر ٹوڈر اپنے
پوشیدہ مقام سے فورًا نکلا اور خوف کے
سامنے گھر کی طرف بھاگا وہ موقعہ واردات
سے زیادہ فاصلہ پر تھا اسوجہ سے اوسنے
نہین دیکھا کہ کیا ہوا مگر چونکہ پھر کوئی صدا
نہ آئی ٹوڈر نے فورًا بھانپ لیا کہ منصور
مقتول ہو گیا وہ دفعتًا مڑکر اوس مقام کی
طرف جہان منصور قزاقون سے دوچار ہوا
تھا پہونچا اور اپنے محترم آقا کو بے جان
پڑا ہوا پایا خون اوسکے سینہ
کے زخم سے جاری تھا [illegible] جمشید قریب
قربان [illegible]
[illegible]
بیٹھے جا رہے تھے۔

ٹوڈر کو معلوم ہوا کہ ہم پورے طور پر انجام
کو پہنچ چکے ہیں وہ ٹوڈر رنج سے بیتاب ہوکر
منصور مقتول کی لاش سے لپٹ گیا اور
دیوانہ وار اوسنے اپنی باہین اوس بیجان
کے گلے مین ڈالدین جسکو قتل سے بچانے
کیلئے دیر مین موقعہ پر پہونچا تھا۔

اسطرح پر چند منٹ گذر گئے مگر اب ٹوڈر
کے دلمین ایک اور وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر مین
تنہا لاش کے پاس پایا جاؤنگا تو میری نسبت
قاتل ہونیکا شک ہوگا اب اوسکو اپنے
بچاؤ کی فکر پیدا ہوئی۔ باغ مین بالکل خاموشی
تھی ٹوڈر وہان سے چلدیا اور بیچ کے دروازہ
سے جسکی کنجی اوسکے قبضہ مین تھی مکان مین
داخل ہوا اور چند لمحہ مین اپنے کمرہ مین پہونچ
گیا اور کچھ سوچ سمجھکر وہ وہان سے باغ
مین آیا پھر وہ اوس مقام پر پہونچا جہان
اوسکے مقتول آقا کی لاش پڑی ہوئی
تھی اور لاش پر جھک کر ٹوڈر نے کپڑان
ٹٹولنا شروع کین جو سوداگر اپنی جیب

مین رکہا کرتا تہا اور چند لمحہ مین اوسکا ہاتھ
اون پر پڑا اوسکو یہ معلوم ہوا کہ منصور
کے چہرہ پر کچہہ آثار جان باقی رہنے کے
نمایان ہین اور پیر مرد کی آنکہیں جو بند ہو چکی
ہوئی تہین اون سے اوس نے خشمگین ملامت
آمیز نگاہ ٹہوکرے پر ڈالی اور ہونٹ اوسکے
حرکت مین آنے لگے گویا ابہی یا ابہی سے
الفاظ بولنے والے ہین گے
کنجیان لیکر ٹونز اوس ہولناک مقام سے
بہاگا اور پہر مکان کے احاطہ مین ہوا
ودیکے ہے منصور کے گہر گیا۔ وہان
ایک شمع روشن تہی اوس نے بڑا دروازہ ایک
مضبوط آہنی دراز کہولکر جسمین منصور
بڑے کاغذات رکہا کرتا اور وہ دونوں
تلاش کیے جنکی تحریر مین اوسکا معشوقی
آقا تین چار ہفتہ پیشتر مصروف رہا کرتا
تہا اور جسکا مضمون ٹونز نے ایکدفعہ دیکہہ پایا
تہا وہ کاغذات اوسکو جلد مل گئے یہ سب
نوشتہ سربمہر لفافون مین ملفوف تہے
اور لفافون پر یہ لکہا تہا کہ منصور کے
اوصیانہ پیکٹ ایک نوجوان ترک اور
کمسن خاتون ملک منگریلیا کو جو ایک ہی
قسم کی ساخت کی انگشتری جسپر ایک
یاقوت جڑا ہوا اور صفر کندہ ہو پیش کرکے
حوالہ کرین۔

ٹونز کو شک نرہا کہ یہ وہی کاغذات
ہین جنکی اوسکو تلاش تہی اور جنمین پہاڑون کی
گہری ہوئی جنت موسومہ گلستان کا عقدہ
حل کیا گیا ہے۔
ٹونز کے جی مین آیا کہ لفافہ کو چاک کرے
اور ان اسرار سے جنکو وہ جانتا تہا کہ اسمین
درج ہین واقف ہو مگر اس کام کی اوسکو جرأت
نہ ہوئی لفافہ اپنے کپڑون مین چہپاکر اور
کنجیان لیکے کمرہ سے نکلا اور منصور کی
لاش کے پاس گیا اور مقتول کے کپڑون
مین اوسی مقام پر کنجیان رکہدین اور پہر
وہ اوزار وہان سے لیکے گودام مین گیا اور ایک
پہاوڑا نکال کر سدا بہار درختون کی جہاڑی
مین ایک غار کہود کر اوس مین کاغذات
مذکور کو دفن کر دیا۔ بعد ازان پہاوڑا
گودام مین رکہہ آیا۔ یہ کام کرکے ٹونز
پہر صدر دروازہ کی طرف جا رہا تہا کہ
دفعتہً تین آدمی اوسکو دکہائی دیے
وہ بہاگنے کیواسطے مڑا مگر ان تینون نے
اوسکا تعاقب کیا۔ یہ تینون شخص الہ دین
ابراہیم اور حافظ تہے جو لپک کر اس شخص کے
پاس پہونچ گئے جسکو دیکہہ کے اونکو سخت
تعجب ہوا کہ وہ ٹونز ہے۔
الہ دین نے آدہی رات کو تو یہان کیا کر رہا ہے
ہے اور ہمکو دیکہہ کر تو کیون بہاگا اور آدہ

گویا نقطہ ہوا کہ کیا شور تھا۔"

ابراہیم نے اول تو ٹونز کو پکڑ لیا مگر جب پھیا نات چھوڑ دیا مگر اوسکو کچھہ بھی سی اپنے ہاتھہ مین معلوم ہوئی اوسنے اپنی انگلیون کو دیکھا تو خون کے داغ معلوم ہوا وہ لے ستارہ پیچیا اور اوٹھا دے اللہ اکبر دیکھو تو خون ہے۔" اتنے مین حافظ چیخ اوٹھا کیونکہ کوئی چیز اوسکو اوس کے کنارہ پر پڑی ہوئی دفعتہً ایسی نظر پڑی جو ایک جسم انسان کے تھی۔ وہ فوراً اوٹھا لیا اور خوف کے مارے چلا اوٹھا اور الہ دین وابراہیم کو اوس مقام پر لے گیا اب ابراہیم نے پھر ٹونز کو مضبوط پکڑ لیا اور گھسیٹتا ہوا لے چلا۔ امر واقعی تو اب ظاہر تھا کہ منصور مصطفائی سے قتل ہوا۔ ٹونز گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہو گیا اور خوشامد سے اپنی بے گناہی ثابت کرنے لگا۔ مگر اوسکی صورت سے اوسکا مجرم ہونا ظاہر تھا پس الہ دین نے انتقام کیلئے اپنے رفقا کو حکم دیا کہ فوراً اوسکو تعمیل حاصل کرین۔ یہ بات سن کر ٹونز بیہوش ہو کر گر پڑا اور اوسی حالت مین حافظ اور ابراہیم اوسکو اوٹھا کر محل مین لے گئے چند منٹ مین اوس امن وامان کے مکان مین ہر طرف شور وغل بپا ہو گیا اور ایک گھنٹہ مین حکام وعاملان تعالون آ پہونچے اور مکان کا معائنہ شروع کیا اوسوقت

یہ معلوم ہوا کہ لیلی غائب ہے۔ گویا تمام دنیا کی مصیبتین دفعتہً الہ دین کے سر پر آ پڑین۔ اوسکا معزز دوست جسکو وہ اپنا بھی خواہ جانتا تھا مارا گیا اور اوسکی معشوقہ بھی غائب ہو گئی۔ الہ دین معہ اپنے دونون رفقا کے اوسکی تلاش کے واسطے روانہ ہوا اور اوس مکان کے ملازمان قسم دکور کو حکم دیا کہ گھوڑون پر سوار ہو کر تعاقب کرین۔ ٹونز جواب ہوش مین آ گیا تھا اور عاملان انصاف کے پنجہ مین تھا اپنی بیگناہی شد ومد سے بیان کرتا رہا۔ پس اوسکی زبان سے کوئی لفظ ایسا نہین نکلا جس سے ستارہ منگر یلیا کے غائب ہونے کا پتہ چلتا۔

باب نوزدہم

مصطفی یعقوب

جب لیلی ہوش مین آئی اوسنے اپنے تئین ایک گاڑی مین پایا جو بہت تیز جا رہی تھی اوسنے پردہ کو ہٹایا اور جھانکا تو دیکھا کہ ایک لمبا آدمی ترکی پوشاک پہنے ہوئے عرابہ کے پاس ایک بڑے گھوڑے پر سوار کودتا چپ چلا آتا ہے اوس نے ترکی زبان مین پوچھا "آپکو کس چیز کی ضرورت ہے۔" مگر لیلی نے جواب نہ دیا۔ اتنے مین ایک مسن آدمی کسیقدر اچھی ترکی پوشاک پرانی وضع کی

بیٹھے ہوئے اور ایک گھوڑے پر سوار عرب کے
پاس آیا اور ادھر بیٹھے آدمی سے پوچھا کہ
نوجوان خاتون کیا کہتی ہے؟"
لمبا آدمی "خاتون نے ابھی تک کچھ نہیں کہا
ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسنے پردہ ہٹایا اسیوقت سے
میں یہ پوچھنے کو بڑھا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے"
مسن شخص "تم پیچھے رہو اور مجھے خاتون سے
باتیں کرنے دو"
لیلی "یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسیقدر ذی اختیار
ہو مہربانی کرکے مجھے بتاؤ کہ میں اپنے تئیں کیوں
اس حالت میں دیکھتی ہوں؟"
مسن شخص "اسکا جواب بہت آسان ہے
تم اون دس بارہ حبشیوں کے جھرمٹ سے
ہو جنکو میں نے زر نقد سے خرید کیا ہے"
لیلی "تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟"
مسن شخص "میں جانتا ہوں کہ تم سے زیادہ
حسین اور کوئی نہیں ہے اور اوس شخص نے
جو تمہارے فروخت کا معاملہ اولاً طے کرنے آیا
تھا تمہاری شکل و صورت کو ویسا ہی بیان
کیا تھا جیسی تم خود ہو"
لیلی "بس بس یہ گستاخی معاف کرو تم نہیں
جانتے ہو کہ میں کون ہوں میں فرمانروائے
ملک سنگر کی بیٹی ہوں"
مسن شخص "اے خاتون تم دھمکی سے مجھکو ڈرا نہیں سکتی
ہو میں نے بہت کچھ سرد و گرم دیکھا ہے"

شہزادی "میں حکم دیتی ہوں کہ چپ رہو
اور گستاخی موقوف کرو۔ تو کہتا ہے کہ میں بطور
کنیز کے خرید کی گئی ہوں کس نے مجھکو فروخت
کرنے کی جرأت کی؟"
یعقوب "بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ
لوگ فروخت کرتے ہیں جنکو منصب فروخت
کرنیکا حاصل نہیں ہے تمہارے فروخت کا
معاملہ جہانتک مجھسے تعلق ہے کافی صفائی
اور ایمانداری سے عمل میں آیا ہے ایک
مہذب شخص کیا جسنے اپنے تئیں مقصد کا ملازم
بیان کیا تھا"
لیلی "ہاں ہاں لمبا سا اٹھارہ برس کی
عمر کا جسکی آنکھیں چمکدار چہرہ صاف اور
بال کسیقدر بھورے ہیں"
بردہ فروش "ہاں وہی"
لیلی نے جھجکے سے [illegible] کا نام لیا اور ایک
قسم کی نفرت نے اوس کے دل پر ہجوم کیا
"بیشک یہ وہی تھا جس سے خبردار رہنے کی
مجھے ہدایت کیگئی تھی افسوس میں نے اس
خبرداری پر توجہ نہ کی"
بردہ فروش "تم کیا کہہ رہی ہو تمہارے
فروخت کا معاملہ میرے اور اوس شخص کے
کے درمیان میں تمہارے بھائی کیطرف سے ہے"
لیلی "(نہایت بد دماغ ہوکر) ایں۔ میرے
بھائی۔ میرے کوئی بھائی نہیں ہے"

بردہ فروش "اللہ گواہ ہے کہ اوس لونڈے نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ تمہارے خواہش کی طرف سے معاملہ کر رہا ہے میرے پاس روپیہ موجود تھا مین نے قیمت ادا کی [illegible] قانون کا بھی کچھ خوف نہین ہے کیونکہ چند ہفتہ ہوئے ہم ترکی عملداری مین پہونچ گئے ہین"

لیلی "کیا قیمت دی تھی؟ اگر مجھکو چھوڑ دو تو مین اوس سے دو چند قیمت دونگی اگر مین ایک سطر [illegible] دون تو"

بردہ فروش "[illegible] کا کام [illegible] ہو ایک دستہ سوار [illegible] تب [illegible] بیشک پہونچے گا۔"

لیلی "تم [illegible] لکھ لینا اور اپنے کسی [illegible] روپیہ منگوا لینا"

[illegible] تب [illegible] نہین [illegible] ہم ایسے [illegible] نہین آ سکتے ہم [illegible] جاتے ہین ہمارے [illegible] دھوکے [illegible] ہوئے [illegible]"

بدقسمت لیلی نے اپنے آپ سے کہا "خدایا یہ تو انکار کرتا ہے" پھر اوس سے کہا "اچھا تم شرائط بیان کرو اور وہ طریقہ بتلاؤ جس سے تمہارے شرائط پورے ہو سکین مین بہت دولتمند ہون تم زیادہ روپیہ طلب کرنے مین پس و پیش نہ کرو۔ افسوس اگر میرا ذریعہ بیان ہوتا تو فقط وہی ایک شہزادی کے فدیہ کو کافی ہوتا"

یعقوب "الحمد للہ پھر وہی شہزادی کا قصہ مگر خیر جیسا مین نے اوس چھوکرے سے کہا تھا جو مجھ سے معاملہ بیع کا کرنے آیا تھا کہ اس جنون سے کسی کو نقصان نہین پہونچ سکتا ہے"

لیلی کو معلوم ہو گیا کہ یہ لونڈی کی [illegible] فرنگی ہے جس سے [illegible] مصیبتین ہین اور جب اوس نے اپنی اور یعقوب کی گفتگو پر خیال کیا اوسکی سمجھ مین فوراً آ گیا کہ کس حد تک لونڈے نے چالاکی کے ساتھ [illegible] کی ہے [illegible] یہ کہہ رہا ہے کہ یہ اپنے تئین شہزادی [illegible] بیان کرتا [illegible] سمجھکر اس [illegible] سے مجھکو [illegible] فائدہ ہوگا اور اوسکی صداقت کا کوئی [illegible] وہ خاموش رہی اور فرار کا [illegible] سوچنے لگی مگر فرار کا [illegible] نہ ملا۔

آخر کار [illegible] گذرنے سے تیسرے دن شام کو سب بندر باطوم مین پہونچے اور رات ایک مکان مین بسر کی دوسرے روز صبح کو کل گروہ ایک بڑے ترکی جہاز پر جو قسطنطنیہ کو جانے والا تھا سوار ہوا۔

شہزادی اپنی نقاب کی شکنون سے
قریب قریب ہو جو اس نگاہین ڈال رہی
تھی اور یہ اندیشہ کر رہی تھی کہ شاید
کوئی ذریعہ [illegible] پیدا ہو جائے یا کوئی ایسا موقع
آ جائے جس سے مین دریافت کرون کہ وہ قطلہ
[illegible] معلوم ہوا کہ اسکی نگاہ اور نقشہ اُس
پر پڑی جبکہ وہ سمجھتی ہے کہ یہ پوشاک
قطلہ کی ہے [illegible] منہ سے اُمید اور
خوشی کی ایک چیخ نکل پڑنے والی تھی کہ قطلہ
نے اپنی نقاب کے شگاف سے ایک تیز
نگاہ ڈالی جس کا مطلب یہ تھا کہ خاموش
رہو۔ شہزادی نے ویسا ہی کیا مگر اب
وہ شدت رنج سے لرز رہی تھی کیونکہ اُسکو
یقین ہوا کہ مین بالکل بے یار و مددگار
نہیں ہون۔

جہاز روانہ ہوا اور سب سے پہلے
سنیوپ مین پہونچا اور وہان کچھ روز
اسباب لادنے کے لیے ٹھہرا بعد ازان
وہ باسفورس کو روانہ ہوا۔ اور بعد دو تین
بادمخالف کے جھونکون کے جو اکثر بحر اسود
مین دفعتًا پیدا ہو جاتے ہین اور جنکی
وجہ سے اوس مین جہازرانی بہت
خطرناک تھی بعافیت باطوم سے روانہ
ہونے کے ساتوین روز شام کو قسطنطنیہ
پہونچا اس تمام واقعہ مین لیلی نے قطلہ
سے اوسکی ہمراہی کو جو سیاہ فام تھی [illegible]
سے دیکھا کیونکہ قرب اور اوس کے ملازم
سخت نگرانی کرتے تھے اور لوگ
[illegible] ان [illegible] سے بات نہ
کرنے پاتی تھی

بارھوین [illegible] شام کو جہاز قسطنطنیہ
مین داخل ہوا اور جب جہاز نے لنگر
ڈالا [illegible] کر دی تو سب سے پہلے
اوتارنے کے واسطے کشتیان تیار کی
گئیں [illegible] لیلی سیڑھی سے اوترنے لگی
اوس نے ایک نگاہ جہاز کے اگلے حصہ کی
طرف ڈالی اور اوسنے دیکھا کہ قطلہ
منتظر اسی طرف کو کھڑی ہے اور اوس کے
جواب مین [illegible] ہوئی خوشخبری دینے
والی نگاہ ڈالی لیلی کو پھر ذرا بھی
ڈھارس بندھی کہ مین بالکل بے یار و مددگار
نہیں ہون۔ لیکن شہزادی کو وہم اور
گمان بھی نہ آتا تھا کہ قطلہ کسطرح مجھکو
مدد پہونچا سکیگی

مصطفی یعقوب کا گھر دارالتخت

سلطانی کے ساحل پر اوترا اور بردہ
فروش نے مکان کو گیا جو بہت فاصلہ پہ
نہ تھا مکان مین پہونچے پر فورًا لیلی
اور دیگر کنیزین غسل کو بھیجی گئین اور غسل
سے فارغ ہونے پر ان سبکو نہایت قیمتی

پوشاک اور زیورات پہننے کو دیے گئے کیونکہ بردہ فروش نے بلا توقف ایک قاصد محلسرائے سلطانی کو روانہ کیا تھا اور اوسنے یہ جواب لاکر دیا تھا کہ بردہ فروش آج ہی شام کو اپنے حسینون کا جرگہ سلطانہ والدہ کے حضور مین پیش کرے۔

باب بستم

سلطانہ والدہ کی پسند

یہ ضروری مراتب اس باب کے شروع مین بیان کرکے ہم پھر اپنے قصہ کا سلسلہ شروع کرتے ہین۔ جس وقت بردہ فروش قسطنطنیہ مین معہ اپنے گروہ پری پیکرون کے داخل ہوا۔ رمضان ختم ہونے مین تین دن باقی تھے۔ غروب آفتاب کی توپ ختم ہوئی کہ سمندر مین کنارے کے جہازون سے ویسے ہی دھوئین پاسے تخت سلطانی کو داخل دریا پر شہر کے تو پچین جسے حسین کثین سب کے گرجنا شروع کیا کہ مصطفےٰ یعقوب نقاب پوش حسینون کو سوار کرکے محلسرائے شاہی کو روانہ ہوا اوس وقت سڑکون پر قہوہ خانون کے دروازہ کھلے رہے تھے اور صدائے اللہ اکبر کی شہر کے ہزارون مینارون سے بلند تھی سڑکون پر لوگون کا ہجوم تھا کوئی مسجد اور کوئی عیش کے مقامون کو جاتا تھا۔ غرضکہ گاڑیان محلسرائے کی عظیم الشان عمارت کے اندرونی صحن مین پہونچین وہان یہ کنیزین گاڑیون سے اتریں اور بہت سے حبشی غلامون نے جو حرم سرا کے اندر کام کرنے پر مامور تھے انکو ہاتھون ہاتھ لیا اور عمارت کے اندر لے گئے۔ یہان بردہ فروش کو جانے کی اجازت نہ تھی یہ جھرمٹ حسینون کا ایک عمدہ زینہ پر ہوکر بہت سے وسیع سجے ہوئے کمرون مین ہوتا ہوا سلطانہ والدہ کے کمرہ ملاقات کے برآمدہ مین پہونچا یہان قصر آغا یعنی حبشی غلامون کا سردار دربار عثمانیہ کا انکے پاس آیا اور چند ترکی کے الفاظ ان کنیزون سے کہے جو ادس دروازہ کے پاس تھین جس سے وہ داخل ہوا تھا۔ چند لمحہ مین بڑے بڑے ٹاٹ کے کواڑ جو برآمدہ کے سرے پر تھے کھول دیے گئے۔ قصر آغا نے ان سب کو اشارہ آگے بڑھنے کا کیا اور وہ سب ہوئے کمرہ کے اندر داخل ہوئین جسمین سلطانہ والدہ متمکن تھین۔

اب ٹاٹ کے دروازہ بند کر دیے گئے اور قصر آغا کے اشارہ کرنے پر سب کنیزون نے اپنی اپنی نقاب اوتارلی

سلطانہ نے مہ جبینون کے جھرمٹ پر نظر نہین
ڈالی بلکہ اطمینان سے منتظر اس امر کی رہی
کہ ہر ایک فرداً فرداً پیش کیجاوے لیلی جسکا
دل ایک قسم کے سکتہ اور صاحب فراش
کی حالت مین تھا جو حالت انتہاے یاس
کے وقت ہوتی ہے اوسنے بھی کل کی پتلی
کیطرح دوسرونکی پیروی کرکے اپنی نقاب
پیچھے ڈالدی اور نہ داہنی طرف دیکھتی
تھی نہ بائین طرف بلکہ اوسکی آنکھین نیچے پایہ تک

اور لایعقل کیطرح اس سرد مہر بے حس و
حرکت رفیع الشان پر ٹکٹکی لگائے تھین
جو کمرہ کے اوس سرے پر بالاے مسند متمکن تھی۔

اب کنیزون کا پیش ہونا شروع
ہوا اور یہ سب کارروائی اسیطرح خاموشی
کے ساتھ تھی یہ سب کنیزین تعداد مین
ایک درجن سے زیادہ تھین اور قصر آغا
نے ترتیب کے ساتھ اس کنیزک سے
شروع کیا جو مسند کے نہایت قریب
کھڑی تھی سب سے آگے والی کا ہاتھ
پکڑکر یہ بڑا عہدہ دار آہستہ سے اس
چبوترے سے چند قدم کے فاصلہ پر لیگیا
جسپر مسند بچھی تھی کنیزک نے نہایت ادب
سے سلطانہ کو سلام کیا سلطانہ کے چہرہ
مین ذرا بھی تغیر نہوا اوسکی بڑی آنکھین
تھوڑی دیر تک پہلی امیدوار پر پڑین
اور اسی ایک مختصر نگاہ سے اوس نے
دلفریبی صورت اور بدن کی جو اس کنیزک
کو حاصل تھی دیکھ لی بعد ازان یہ کنیزک
کمرہ کے دوسرے کنارہ کو چلی گئی اور قصر
آغا دوسری کو جسکا نمبر تھا پیش کرنے کے
واسطے بڑھا۔

اسیطرح ایک دوسرے کے بعد کنیزین
پیش ہوتی رہین اور سلطانہ کے چہرہ
سے کچھ علامت پسند ہونے کی نمایان
نہ ہوئی اب قصر آغا لیلی کا ہاتھ تھام کر
چبوترے کے قریب لے گیا اور جب فاصلہ
مناسب سے اس نے سلام کیا جو ایسی
شاہزادی کیواسطے جسپر مصائب کا
پہاڑ ٹوٹا تھا مودب سلام کیا جا سکتا ہے
مگر تاہم وہ سلام ایسی عظمت و شان سے
بھرا ہوا تھا کہ جس سے یہ ضمناً پایا جاتا
تھا کہ وہ اس امر سے واقف نہے کہ مین
اوسکی طرف خمیدہ ہوئی ہون جو میری
مدد کرنیکی قدرت رکھتی ہے نہ ایسے شخص
کیطرف جسکو مین اپنے سے بڑا تصور کرتی ہون

سلطانہ والدہ نے اسپر ویسی ہی
سرد مہری سے نظر ڈالی جیسی چند لمحہ پیشتر
اور کنیزون پر اوس نے ڈالی تھی جو فرداً
فرداً پیش کی گئی تھین مگر بعد ازان سلطانہ
نے پھر دیکھا اور اب اوسکی آنکھین لیلی

کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں اب آہستہ
آہستہ لیلی کے پورے جسم پر وہ پھیلیں پھر
چہرہ کی طرف وہ اوٹھیں پھر خط و خال کی
جانچ کی گئی چہرہ مہرہ کی پڑتال ہوئی
اور پھر سلطانہ کی نظر تمام صورت و شکل
اور قدموں پر پڑی اور اب سلطانہ کا
برف سا جما ہوا سکوت پگھلنے لگا۔ اسکی
آنکھوں سے تعجب نمایان ہوا کچھ حیرت
ظاہر ہوئی خوشی دونوں سے ملی ہوئی تھی۔
سلطانہ والدہ اپنی جگہ سے اوٹھ کھڑی
ہوئی اور لیلی کو مبارکباد دینے کے
واسطے چبوترے سے اوتری یہ ایک علامت
تھی جسکو قصر آغا فوراً سمجھ گیا اس نے زمین
دوز ہوکر سلام کیا اور دوسری کنیزون
کیطرف پھر کر انکو کمرہ سے باہر چلے جانے
کا اشارہ کیا وہ سب جلد کمرہ سے چلی گئیں
اور مطلا کواڑ ملاقات کے کمرہ کے جو انکے
آنیکے واسطے کھولے گئے تھے اب انکے جانیکے بعد
فوراً بند کر دیے گئے۔ قصر آغا انکے ساتھ صحن تک
چلا گیا کیونکہ یہ اسکا منصبی کام تھا کہ بلا توقف
مصطفے الیعقوب سے ملاقات کرے۔

مگر کیون جو اسواسطے کہ سلطانہ والدہ
نے اپنی پسند کا کام پورا کر دیا تھا انتخاب
ہوچکا تھا اور لیلی بطور تحفہ رمضان کے
پیش ہونے والی تھی۔

باب بست و یکم

لیلی محل میں

اب اسبارہ مین لیلی کو کچھ شک بھی
باقی نہیں رہا کہ میں بطور تحفہ رمضان کے
انتخاب کی گئی ہون کیونکہ سلطانہ والدہ
نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کچھ خوشی
سے دبایا اور لیلی کے دونون رخسارون
پر بوسہ لیکر اُسنے کہا "میری مبارکباد
قبول کرو سب میں سے میں نے تم کو
اپنے بیٹے کے واسطے بطور تحفہ کے پسند
کیا ہے۔

لیلی "اے خاتون عالی وقار اگر مین آپکے
سامنے سر تسلیم خم نہ کرون تو اسکی وجہ
یہ ہے کہ میں فرمانروا شاہزادی اپنے
ملک کی ہون مگر تاہم مین تمہارے
سامنے مستغنیانہ جھکتی ہون اور تمہاری
حق پسندی اور انصاف کی دہائی دیتی
ہون" یہ کہکر لیلی گھٹنے ٹیک کر کھڑی
ہوگئی سلطانہ والدہ اوس کا منہ دیکھنے
لگی اور فرط تعجب سے اوسکے منہ سے
کوئی کلمہ نہ نکلا"

لیلی "اے حضور جو کچھ میں کہہ رہی ہون
بالکل درست ہے یہ فرمانروا شہزادی
ملک منگریلیا کی آپکے سامنے کھڑی ہے"

سلطانہ والدہ "ایں! کیا یہ ممکن ہے تم لیلی ستارہ منگریلیا ہو جسکا مین نے ذکر سنا ہے"

ستارہ منگریلیا "اے خاتون عالی جاہ مین آپکا شکریہ ادا کرتی ہون کہ آپنے اس قصہ کی صداقت کو جو مین نے کہا فوراً تسلیم کیا"

سلطانہ والدہ "اے شہزادی شکریہ کی کچھ ضرورت نہین ہے کیونکہ مجکو تمہاری گفتگو کو سچ باور کرنا فرض ہے مین ہرگز قیاس نہین کرسکتی کہ تم ایسا جھوٹ گڑھوگی آؤ شہزادی میرے پاس بیٹھو اور بتاؤ کہ یہ عجیب و غریب بات کیسے واقع ہوئی تم یہان کیسے آئین بطور اُمیدوار"

لیلی "سلطانہ مین خوشی سے اُمیدوار ہوکر نہین آئی" یہ کہکر خود وہ سلطانہ والدہ کے پاس مسند پر بیٹھی اسکے رخسارہ پر گرم خون کی سرخی آگئی" سنئے میرا قصہ مختصر ہے ایک خفیہ اور ضروری کام کی وجہ سے مین تھوڑے ہمراہیون کے ساتھ اپنا رتبہ چھپا کر بطور معمولی شریف عورت کے شہر تفلس یعنی دارالحکومت سے طفلس دارالسلطنت جارجیا تک سفر کرنے پر مجبور ہوئی وہان ایک سخت دغابازی سے مین مصطفے یعقوب بردہ فروش کے ہاتھ فروخت کر دی گئی جو اپنی کنیزون کو آپکے ملاحظہ کے واسطے محل مین لایا"

سلطانہ "قسم خدا اور رسُول کی بردہ فروش کو اسکی سخت سزا دیجائیگی اسی دم وہ قلعہ ہفت منار مین محبوس کیا جائیگا اور کل عدالتہائے عالیہ اوسکے افعال کی تحقیقات کریگی - ہان دیکھو یہ شخص میرے حکم کی جلد تعمیل کرے گا"

جسوقت بیہم سلطانہ یہ گفتگو کر رہی تھی قیصر آغا بیچ کمرہ مین داخل ہوا اور چبوترہ کے قریب آیا اور اُسنے با ادب سر جھکاکر کہا "حضور معلی مجکو ایک امر اہم حضور کے گوش گذار کرنا ہے جسمین گستاخی معاف ہو توقف نہین ہو سکتا -

لیلی کیطرف بھی خطاب کرکے کہا -

"شہزادی آپ چند لمحہ یہان ٹھہرین" اور یہ کہکر وہ پہلو کے ایک دروازہ سے ہوکر کمرہ سے چلی گئی - قیصر آغا لیلی کو شہزادی کے لقب سے خطاب کیے جانے پر اسپر ایک تعجب انگیز مگر تیز نظر ڈالتا ہوا سلطانہ کے پیچھے پیچھے کمرہ سے چلا گیا - مگر ستارہ منگریلیا نے حبشی کی یہ نگاہ نہین دیکھی وہ نہایت بیتاب اور شکرگذاری کے چہرہ سے سلطانہ والدہ کی طرف سر خم کر رہی تھی -

ہمکو بیان پر یہ کہدینا ضرور ہے کہ بعد
پیش ہونے کنیزون کے قصر آغا بردہ فروش
کے پاس واسطے ادا کرنے قیمت لیلی کے
گیا تھا اور یعقوب نے وہ مصنوعی قصہ بابتہ
لیلی کے جو اوسنے ڈاکٹر سے سنا تھا کہدیا تھا
یہی قصہ تھا جسکو قصر آغا نے امر اہم تصور
کر کے سلطانہ والدہ سے فوراً کہنا مناسب
سمجھا تھا۔

پس ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس ترنگی
نے لیلی کو شہزادی کے نفرت بکار ہی جانے
پر کیون اسپر عجیب نظر ڈالی تھی سلطانہ اور
اسکے پیچھے پیچھے قصر آغا ایک تنہائی کے
کمرہ مین گئے اور اوس نے تعجب اور غصہ
سے اس بیان کو سنا سلطانہ پیدائشی
نیک مزاج تھی اسلئے وجہ سے اوسے فوراً
لیلی کے بیان کو یقین کر لیا تھا مگر اب
وہ اپنے خیال کے مطابق بہت بد دماغ
ہوئی کہ یہ مجھ سے ابلہ فریبی کرتی ہے
اول اسکے جی مین آیا کہ لیلی کو بے عزتی
کے ساتھ محل سے نکلوا کر اپنے دل کو
ٹھنڈا کرے لیکن قصر آغا نے اسکے غصہ کو
سمجھا بجھا کر فرو کیا۔

سلطانہ والدہ "تمہارے سمجھانے
سے مجھے یقین ہوا اور تمہاری گفتگو سے
مین مطمئن ہوئی لیکن مین ملاقات کے
کمرہ کو اب سجاؤنگی تم اسکو اس محل مین
لیجاؤ۔ جو اسکے واسطے تجویز ہوا ہے اور
دیکھو اس کے واسطے سب چیزین مہیا
کر دینا۔"

قصر آغا نے جھک کر سلام کیا گویا صورت
حال سے یہ کہا کہ سلطانہ والدہ کے احکام
کی پوری پوری تعمیل ہوگی اور اسکے
حضور سے رخصت ہوا۔"

قصر آغا۔ (لیلی کے پاس پہونچکر) اے
خاتون توجہ فرما کر میرے پیچھے آیئے تاکہ
مین آپکو اس مکان مین لیچلون جو آپ کے
لیے تجویز ہوا ہے۔"

لیلی نے پوچھا "کیا مین اپنی سلطانہ
والدہ کو نہ دیکھونگی۔"

قصر آغا۔ "بالفعل سلطانہ کو اور کام ہین۔"

شہزادی۔ "یہ بتاؤ کہ بردہ فروش نے
تم سے کیا کہا۔"

قصر آغا۔ "مہربانی فرما کر میرے ہمراہ اپنے
مکان کو چلیے وہ آپ کے واسطے تیار
ہے۔"

لیلی نے چند ساعت تک تامل کیا اور
آخر کار استقلال اور حاکمانہ طور پر اوس
سے کہا "اپنے آقائے عالیجاہ سلطان المعظم
کے پاس جاؤ اور کہو کہ ملک منگریلیا کی شہزادی
آپسے ابھی کچھ عرض کرنا چاہتی ہے۔"

قصر آغا: خاتون مین آپ کے فرمانے
کی تعمیل نہین کر سکتا مجکو قطعی حکم مل چکا
ہے کہ آپکو اُس مکان مین لیجلون جو آپکے
واسطے تیار ہے"
لیلی: اگر مجھکو اپنے ہم جنس انسان کی
طرف کچھ بھی مہربانی کا خیال ہوا ہو تو مین
التجا کرتی ہون کہ تم بھی میرے ساتھ کچھ
ہمدردی کرو"
اسنے پیشتر کی نسبت ذرا سخت
آواز سے کہا مگر تا ہم ہوسکے ادب کے برتاؤ
سے کہا "اے خاتون اس مکان مین بھیجے جانیکا
کے مضمون تبدیل کرنا لازمی ہے"
لیلی: تو پھر خدا میری مدد کرے" یہ کہتے
ہوئے وہ قصر آغا کے پیچھے ملاقات کے
کمرہ سے چلی اور وہ اوسکو نفیس مکان مین
لے گیا جو لیلی کے واسطے تیار کیا گیا تھا
ہر چیز جو آنکھون کو خوش اور شوق کو پورا
کرنے والی تھی یا جو ان تربیت یافتہ
خاتون کے واسطے ضروری تھی اس
مکان مین موجود تھی ہر چیز جو اوس کی
آسائش اور آرام کے لیئے ضروری تھی
دو خوبصورت کنیزین اپنی اس نئی
مخدومہ کو ہاتھون ہاتھ لینے کے واسطے
تیار تھین اور قصر آغا نے لیلی سے یہ بھی
کہا تھا کہ جسقدر خدام آپ اپنی ذات سے
واسطے رکھنا چاہین سب مقرر کر دیئے
جائینگے - مگر ستارہ منکر لیلیا نے جس نے
ایک سرسری طور پر بے پروائی کی نگاہ
چارون طرف ڈالی جب ہر کمرہ اوس کو
دکھایا گیا تو اوس نے غمگین از خود رفتگی
کی حالت مین اپنا سر ہلایا جس سے زنگی
اہلکار سمجھا کہ اور خدام کی ضرورت نہین
ہے بعد ازان اسنے سلام کیا اور
رخصت ہوا-

لیلی معہ دونون کنیزون کے اس
کمرہ مین ٹھہری - کنیزین مؤدب فاصلہ
پر کھڑی تھین اور لیلی ایک صف پر اپنے
غمگین خیالات مین ڈوبی بیٹھی رہی
بالآخر اسنے آہستہ آہستہ اپنی آنکھین
اوٹھائین اور دونون چھوکریون کیطرف
نظر پھیری اور اپنے پاس آنے کا
اشارہ کیا-

وہ قریب آئین اور ہر ایک نے نہایت
ادب سے جھک کر سلام کیا لیلی نے انکا
نام پوچھا اور باتین دریافت کین جنکا
جواب انھون نے فوراً ادب سے دیا-

لیلی نے پوچھا کہ "تم کبھی پہلے کسی اور
منتخب شدہ خاتون کی خدمت مین رہی ہو
جو بطور تحفہ رمضان منتخب ہوئی ہو"
ایک چھوکری: "ہان حضور پہلے

دو سال سے میرا اور میری جوڑی دار کا یہ کام جزو فرض منصبی رہا ہے۔"

لیلی "تو تمکو وہ خاتون ضرور یاد ہوگی جو سال پیوستہ مین انتخاب کی گئی تھی۔"

گریک چھوکری "ہمکو خوب یاد ہے وہ خاتون گرجی نژاد اور نہایت ہی خوبصورت تھی۔ اور اوس کا نام عائشہ تھا۔"

لیلی "کیا تم اسکی خبر مجکو دے سکتی ہو مجکو چند وجوہ سے اس نوجوان خاتون کا اشتیاق ہے۔"

گریک چھوکری "انکا نام ترحانہ ہے انکے بطن سے ایک شہزادی پیدا ہوئی ہے اور اونکو مرتبہ سلطانہ کا حاصل ہے۔"

لیلی "وہ خوش ہین؟"

گریک چھوکری "اے حضور بھلا وہ کون ہوگا جسے سلطان کے ہمراہ ہم خسروانہ ہون اور وہ خوش نہو۔"

لیلی نے کسیقدر بے پروائی سے کہا "مین خیال کرتی ہون کہ شاید یہ امر خلاف دستور محل کے ہوگا کہ مین اس سلطانہ سے جسکا ذکر تم کررہی ہو ملاقات کرسکون۔"

گریک چھوکری "نہین حضور سلطانہ کو اختیار ہے کہ حرم سرا کی عظیم الشان عمارت مین جہان مناسب سمجھین جادین اگر آپ کہین تو کل مین سلطانہ کو اطلاع دون تاکہ وہ آپ سے ملنے آدین۔"

لیلی "ہان مجکو اس سلطانہ کی ملاقات سے جسکا ذکر تم کررہی ہو بے پایان خوشی ہوگی۔"

گریک چھوکری "آج تو شام ہوگئی کل ضرور سلطانہ ترحانہ اپنے قدوم میمنت لزوم سے آپکو سرفراز فرمائینگی۔"

لیلی "اچھا میرا پیغام پہونچانیکے وقت تم یہ بھی کہدینا کہ مین تمہاری مان اور بہنون سے حال مین ملی تھی اور انکی خیر و عافیت تم سے بیان کرنا ہے۔"

چھوکری نے کہا بہت اچھا اور دونون نے بطور اظہار فرمانبرداری کے اپنے سر کو نیچے کیطرف جنبش دی۔

ستارہ منگریلیا دوسرے دن ملاقات کی اُمید سے خوش ہوکر آرام کرنے چلی گئی اور اس کی نیند زیادہ اطمینان کی تھی۔

دوسرے دن وقت معہودہ پر لیلی اپنی کنیز دن کو یاد دلانے والی تھی کہ اسکی تمنا پوری ہونیکا وقت اب آگیا ہے مگر وہ بھی غافل نہ تھین کیونکہ گریک چھوکری نے ادب کی نگاہ سے دیکھا اور کمرہ سے

جلدہی - چند لمحہ مین نوجوان کنیزک اور
ایک نہایت مہ جبین اور باتمکنت خاتون
کو ہمراہ لائی جسکو اوس نے سلطانہ ترحانہ
بتایا -

باب بست و دوم

سلطانہ ترحانہ

جون ہی ترحانہ کمرہ مین داخل ہوئی
ستارہ منگریلیا اوسکے استقبال کو لپکی اور
بوجہ اس ملاقات کی شکرگذاری اور خوشی
کے نہ بطور تحقیر اپنے رتبہ شہزادی
فرمانروا کے وہ اسکے قدمون پر گر پڑتی
اگر سلطانہ ایسا کرنے سے اوسکو نہ روکتی
پس اوسکا ہاتھ پکڑکر اور سینہ سے لگاکر ترحانہ
نے ہلکی پرجوش آواز سے کہا "اے
مہ لقا لیلی آؤ مین تم سے بغلگیر ہون کیونکہ
مجکو معلوم ہے کہ تم اون لوگونکی خبر لائی
ہو جو مجکو ہمیشہ پیارے ہین اور اپنی
مان اور بہن کی دوستی کے اعتبار سے
مین تمکو بھی اپنا دوست سمجھتی ہون"

ستارہ منگریلیا خوش ہوئی اور
اُمید سے پھولی نہ سمائی گو ترحانہ کے اس
مہربان اور محبت آمیز برتاؤ سے اوسکے
دلکو بھی کچھ رقت ہوئی - لیلی نے جلدی سے کہا
"تمہاری مان اور بہن اچھی ہین" کیونکہ
وہ سمجھتی تھی کہ سلطانہ کو موجودہ خوشخبری
سننے کا اضطراب ہوگا - ترحانہ نے تبسم
تر اور محبت بھری ہلکی آواز سے کہا "اللہ کا
شکر ہے"

اب لیلی ترحانہ کو بیٹھنے کی جگہ لیگئی
اور خود اوسکے پاس بیٹھ گئی نوجوان کنیزین
ادب سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھین
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ انھون نے ان
دونون خاتونون کی کسی بات کو نہین
دیکھا - لیلی چاہتی تھی کہ انکو باہر جانے
کا اشارہ کرے مگر اوسکو معلوم نہ تھا
کہ یہ امر خلاف دستور مروجہ حرم سرا کے
ہے یا کیا - مگر ترحانہ لیلی کی نظرون سے
اس بارہ مین اوسکے دل کا حال
سمجھ گئی اور اوس نے چھوکریون سے
کہا تم جاؤ تاوقتیکہ ہم پھر نہ بلائین
نہ آؤ"

دونون کنیزین اگلے کمرہ مین چلی
گئین اور یہ دونون اب تنہا ہوئین -
ترحانہ "رومال سے آنسو پونچھکر"
لیلی یہ تو بتلاؤ کہ میری مان اور بہنین
میری جدائی کو کیسے برداشت
کرتی ہین"
لیلی "آنپر سخت صدمہ ہے - آپکی والدہ
کی زبان سے مین نے یہ دردناک

قصہ سنا اس ضلع مین جہان وہ رہتی ہین مین ایک روز مسافرانہ اونکے یہان شب باش ہوئی اور اونہون نے سب حال آپ کے زبردستی لے بھاگے جانیکا بیان کیا لیکن مجکو یقین ہے کہ اگر اون کو آپکی خیر پہونچے اور یہ معلوم ہو کہ آپ بالکل غمگین نہین ہین بلکہ تقدیر پر اپنے تئین چھوڑ دیا ہے تو شاید وہ بھی تقدیر پر قانع ہو کر بیٹھ رہین اور ہر نوع ان کے غم کی سختی بہت کم ہو جاوے یہی حال آپکی بہنون کا ہے جو آپکی والدہ کے بہ نسبت آپ کی جدائی کا الم رکھتی ہین کیونکہ وہ بھی چھوٹی ہین اور لڑکپن خوشی کا زمانہ ہوتا ہے علاوہ اسکے محبت مادری کی وجہ سے آپکی والدہ اون کے سامنے عائشہ کا نام نہین لیتی ہین"

جب لیلی یہ تذکرہ کر رہی تھی ترجانہ روتی جاتی تھی اور شہزادی کے بیان ختم ہونے پر ایک لمحہ تک بالکل سکوت رہا۔

ترجانہ "اگر میری طرف سے صرف ایک پیغام اون لوگون کو پہونچ جاوے جو مجھ مین وہیان لگائے ہین کہ مین خوش نہین ہون مین نے اپنے تئین تقدیر پر چھوڑ دیا ہے اور مین نے ان کا خیال نہین بھلایا ہے تو میرے دل سے بہت بڑا بوجھ اوتر جائیگا۔ یہان ان دیوارون مین مین اپنے گرد ایک سو لونڈیان بلا سکتی ہون لیکن اگر یہ چاہون کہ ایک ادنی قاصد کوئی دل خوش کن پیغام میرے پیارے بچھڑے ہوے عزیزون کے پاس اونکے دور دراز مکان پر بھیجا جاے تو اوس سے انکار کیا جائیگا"

لیلی نے ترجانہ کیطرف آرزو کی نگاہ سے دیکھکر کہا "اگر مین اس نفرت انگیز غلامی سے آزاد کر دیجاؤن تو مین خود تمہارا پیغام اوس دور و دراز گرجی کے مکان مین پہونچا دونگی جہان سے تم زبردستی جدا کی گئی ہو"

ترجانہ "کیا تمہارے دن بھی ویسی ہی گذرتی ہے جیسی مجھپر گذر رہی ہے"

لیلی "ہان وہی بردہ فروش جو تم کو زبردستی چرالایا تھا بانی میری مصیبت کا ہے مین نے سلطانہ والدہ سے فریاد بھی کی مگر کچھ سودمند نہوا"

ترجانہ "اوہ یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ تمہاری فریاد سودمند نہوئی کیونکہ تم نہایت خوبصورت ہو اور سلطانہ والدہ کو بہت فخر اور خوشی ہوگی۔ جب اختتام رمضان پر

وہ وقت آئیگا کہ وہ اپنے بیٹے سلطان المعظم
کے حضور مین پیش کش کریگی"
لیلی "ایک ساعت کیواسطے سلطانہ والدہ
کو میرے حال پر بہت ترس آیا تھا مگر ایک
فریب آمیز اور زبون اطلاع سے جو اُسکے
کان تک پہونچائی گئی وہ پھر میرے خلاف
ہو گئی خلاصہ یہ ہے کہ لوگ مجکو پاگل کہتے ہین
اور محض غرور اور تکبر کی وجہ سے مین اپنے
تئین شہزادی منگریلیا سمجھتی ہون مگر مین
اپنے قول کا خدا کو گواہ کرتی ہون جو
اوپر ہے اور مین در اصل وہی بدنصیب
شہزادی ہون"
ستارہ منگریلیا نے ترجمانہ سے بھی پھر
انھین خیالات کا اعادہ کیا جو پیشتر سلطانہ
والدہ سے بیان کیے تھے۔
سلطانہ نہایت غور سے سنتی رہی اور
اسکو اس قصہ پر جو اوس سے بیان کیا گیا تھا
پورا پورا اعتبار تھا اور قصہ ختم ہونے پر
اسکا چہرہ غمگینی سے متفکر تھا"
سلطانہ "پیاری لیلی تم اطمینان رکھو کہ
تمہارے کام کے واسطے مین ہر طرح کے
خطرے انگیز کرونگی مگر مین تجھ سے کہتی ہون
کہ اسبارہ مین مین لاچار ہون۔ افسوس
اگر کوئی تدبیر ہوتی"
یکایک کسینے پائی تھی کہ اگلے کمرہ کا دروازہ
کھلا اور نوجوان گرگ چھوکری آہستہ سے
کمرہ مین داخل ہوئی۔ دونون خاتونون
کو جھک کر سلام کیا اور لیلی کی طرف
مخاطب ہوکر کہا "قصر آغا کچھ عرض
کرنے کو ہے"
ترجمانہ نے لیلی کی طرف سے فوراً
جواب دیا "اچھا آنے دو" اور جب
چھوکری چلی گئی اوسنے چپکے سے کہا
"دیکھین یہ بڑا عہدہ دار کیون آتا ہے
کیونکہ میری پیاری دوست اب ہر امر
تمہارے واسطے اہم ہوتا جاتا ہے"
قصر آغا داخل ہوا اور سلطانہ کو دیکھکر
بہ نسبت لیلی کے زیادہ جھک کر سلام کیا۔
ترجمانہ نے کہا "بولو کیا ہے"
قصر آغا "(لیلی کیطرف مخاطب ہوکر)
حضور ایک جوان عورت جو آپکے ملک
مین آپکی لونڈی تھی قسطنطنیہ کو پہنچی ہے
اور وہ اجازت چاہتی ہے کہ مثل سابق
کے آپ کی خدمت گذاری مین حاضر
رہے"
لیلی کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا
اور اوسکا خیال اپنی وفادار زبیدہ اور
آمنہ کی طرف گیا اور وہ یہ سمجھی کہ شاید
انھین مین سے کوئی ہوگی اوسنے کہا
"ہان تو اُسنے نام کیا بتایا؟" مگر خیر اوسکو

فوراً آنے دو"

ترحانہ جو حرم سرائے سلطانی کے آداب سے زیادہ واقف تھی لیلی سے کہا "ذرا صبر کو کام فرماؤ چھوکری ایسی آسانی سے نہیں بلائی جاسکتی"

خواجہ سرا ادب سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ سلطانہ نے جو لیلی سے کہا وہ نہیں سن سکا اور سلطانہ نے اوس سے پھر بولنے کو کہا"

قصر آغا۔ لیلی کیطرف مخاطب ہوکر "یہ عورت جسکا مین ذکر کر رہا ہون اسبات کی خواہشمند ہے کہ آپکی خدمت مین رہے اور آپکی نظر و گفتگو سے مین یہ سمجھتا ہون کہ آپ اوس پرانی خادمہ سے خوش ہین اور اوسکو پھر اپنی خدمت مین لینا چاہتی ہین مگر اس صورت مین سلطانہ والدہ کا استمزاج لینا ضروری ہے"

ترحانہ "مین یہ کام اپنے ذمہ لیتی ہون ابھی سلطانہ والدہ سے اجازت لیکر واپس آتی ہون"

نوجوان سلطانہ کمرہ سے نکلی اور قریب پاؤ گھنٹہ کے عرصہ مین کامیاب واپس آئی"

سلطانہ "مین نے سلطانہ والدہ کو راضی کرلیا ہے مگر اوسنے چند معمولی شرائط کیے ہین وہ یہ ہین کہ وہ کنیزک عمر بھر تمہارے پاس رہے باہر جانے کی اجازت نہین اور تمہارے عزیز و اقارب تک پیغام نہ پہونچائے"

لیلی نے زبدہ اور آمنہ پر خیال جاکر کہا "یہ تو بہت وحشت ناک شرط آن مین سے ہر وفادار چھوکری کے واسطے ہے"

ہنوز یہ بات ختم ہوئی تھی کہ پھر خواجہ سرا واپس آیا اور بعد معمولی سلام کے لیلی سے کہنے لگا "لونڈی نے وہ شرائط مجوزہ منظور کرلیے اور اگلے کمرہ میں منتظر آپ کے بلانے کی ہے"

ترحانہ "لیلی اب مین رخصت ہوتی ہون کیونکہ تمکو اوس چھوکری سے بہت کچھہ سننا ہے اور کل شام کو پھر تمہارے پاس آونگی"

بعد ازان سلطانہ لیلی سے بغلگیر ہوئی اور جلدی قصر آغا بھی اوسکے پیچھے ہولیا۔ لیلی نہایت فکر و تردد سے اپنی جگہ سے اوٹھی کہ دیکھون یہ زبدہ ہے یا آمنہ جسکو مین سینہ سے لگانے کے واسطے تیار ہون کہ دروازہ کھلا اور ایک اجنبی نے اندر قدم رکھا۔

لیلی کا دل دفعتہً اندر ہی اندر ڈوب
گیا مگر ایک لمحہ کے بعد اوسکی کیفیت پھر بدلی
کچھ یاد آنے سے اسکے دل مین پھر امید
پیدا ہوئی اوسکو وہ لا ہی نقاب پوش
سانولے رنگ کی عورت یاد آ گئی
جسکو اس نے نقلہ کے ساتھ جہاز پر
دیکھا تھا۔

عورت کے اندر آنے پر دروازہ بند
ہوگیا اور وہ اور لیلی اب تنہا ہیں۔

یہ سانولی عورت آہستہ آہستہ لیلی
کیطرف بڑھی اور ایک فاصلہ مناسب
پر پہونچکر یہ کنیز جسنے خود اپنے تئین لونڈی
بنایا تھا۔ گھٹنے ٹیک کر دونون ہاتھ
سینہ پر باندھے اور سر نیچا کئے
رہ گئی۔

لیلی "اوٹھو اور بتاؤ کہ تم کون ہو"

کنیز "میرا نام کلاڈسا ہے"

شہزادی "وہ پھر کلاڈسا تمنے میرے لیے
اتنی کیون تیہ ماری کی"

کلاڈسا نے کمرہ مین چارونطرف
خوب دیکھبھالکر کہا "نقلہ نے مجھے یہان
بھیجا ہے"

لیلی نے اوسکو نہایت گرمجوشی
سے گلے لگایا اور پوچھا کہ بتاؤ میری حالت
ایسی نا امیدی کی تو نہین ہے جس سے
کہ میرا چھٹکارہ امکان سے خارج ہو"

کلاڈسا "نہین حضور ہر طرحکی امید ہے
کہ آپکو اس نفرت انگیز غلامی سے آزادی
ہوجاوے"

لیلی نے ایک خوشی اور شکرگذاری
کی نظر سانولی عورت پر ڈالی جسکا بیان
کرنا نا ممکن ہے اور پھر گھٹنون کے بل کھڑی
ہوکر اور اپنے منہ پر دونون ہاتھ رکھکر
اسنے دل ہی دل مین خدا کا شکریہ ادا
کیا جسپر اسکی آخری امید لگی ہوئی تھی
اور جسنے اوسکو چھوڑا تھا۔

باب بست وسوم

کلاڈسا

جب کلاڈسا گھٹنون کے بل کھڑے
ہونے کی حالت سے اٹھی لیلی نے اوسکو
مسند پر اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا
کیونکہ وہ اسکو لونڈی کے طور پر رہنا
نہین چاہتی تھی مگر کلاڈسا نے کہا۔

"حضور معاف کیجیے مین تھوڑے
فاصلہ ہی سے رہونگی مصلحت اور
دور اندیشی اسی کی مقتضی ہے کہ
مین حالت ایسی ہی حقیر بنائے رہون
جسکی بدولت میرا گذر یہان تک
ہوا ہے"

لیلی "اچھا کلاڈسا یہی سہی مگر میرے
دانیجی شکرچہ کو تم خوب یقین کرو چاہیے تم
مجکو یہان سے آزاد کر سکو یا بصورت
ناکامی تم بھی میرے ساتھ اس ظلم کے
قفس مین رہو لیکن یہ تو بتلاؤ کہ کیا
امید ہے"

کنیز نے جواب دیا وہ تدبیر جو نقلہ نے
سوچی ہے اور جسکے انجام دینے کیواسطے
مین یہان آئی ہون اگر آپ پسند کرین"

لیلی "اوہ! کیا تمکو شک ہے کہ مین پسند نہ
کرونگی کیسی مصیبت سے دوچار ہونا اور
کسی خطرہ کی جرائت کرنا اس سے بہتر ہے
کہ مین اپنے تئین اس نفرت انگیز قسمت
پر چھوڑ دون یقین مانو کہ مین موت کی بھی
مین جلد چلی جاؤنگی بہ نسبت اسکے کہ
اس ہولناک قربانی کے واسطے شکار
ہون"

کنیزک نے کہا کہ نقلہ نے جو تدبیر
سوچی ہے اور جسکے عمل مین لانے کے
واسطے مجکو بھیجا ہے چند لمحہ مین بیان
نہین ہوسکتی نہ ابھی اس کا ذکر کیا
جاسکتا ہے"

شہزادی اس امر کو ذرا ملتوی
رکھو کیونکہ مجکو ایک اور اہم رنج دینیوالا
واقعہ بیان کرنا ہے۔

لیلی "وہ کیا بات ہے"

کلاڈسا "منصور باقی نہین رہا وہ بہت
بیرحمی سے مارا گیا اور نابکار ٹونزبانی اس
جرم کا گرفتار کیا گیا ہے"

لیلی "اوہ تم بہت وحشتناک خبر لائی
ہو میرا دل منصور کے مرنے کا حال سنکر
پاش پاش ہو گیا"

کلاڈسا "جب نقلہ اور مین حلب سے
چلی تھی وہ حراست مین تھا ہم اس کے
قتل کے حالات دریافت کرنے کو نہین
ٹھہرے کیونکہ نقلہ کو تمہین جلد مدد پہونچانے
کی فکر تھی کیونکہ وہ خوب جانتی تھی کہ بردہ
فروش نے کیون تمپر قبضہ کر لیا ہے پس اس
قتل کی بابت جو کچھ حال مین آپ سے
کہہ سکتی ہون وہ اسیقدر ہے کہ منصور کی
لاش باغ مین پائی گئی اور ٹونز وہین
موقعہ پر گرفتار ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد
آپکا غائب ہونا معلوم ہوا اب آپ بتلایئے
کہ آپکو کسطرح لوگ لے بھاگے"

لیلی "مین بیچارے منصور کے مکان
مین اپنے کمرہ مین سوتی تھی جب میری
آنکھ کھلی مین نے اپنے تئین ایک اعرابہ مین
پایا مین نہین جانتی کہ کیونکر مجکو لوگ وہان
سے اوٹھا لائے غالبا مجکو دوا بیہوشی
سنگھائی گئی اور ٹونز بانی اس

وفا کا ہوا ہے"

لیلی کلاڈ سا سے اس تدبیر کا حال پوچھنے والی تھی جو نقلہ نے اوسکی رہائی کے واسطے سوچی تھی کہ دونون کنیزین کشتیون مین انواع و اقسام کے کھانے لیے ہوے آئین شام کی توپ نے باشندگان قسطنطنیہ کو یہ بھی سکہ مطلع کر دیا تھا کہ اُنکے روزہ کھولنے کا وقت آگیا ہے مگر ستارہ متفکر بیٹھا [illegible] ملاقات اور کلاڈ سا سے بات چیت کرنے مین ایسی مصروف رہی کہ اوسکے کچھ دن معلوم ہوا کہ فی الواقع اوسکو بھوک تھی مگر وہ معمولی کھانا کھانے کو بیٹھی بعد کھانا کھا سنے کے طرح طرح کے خیالات کرتی ہوئی سو رہی

دوسرے دن لیلی نے کلاڈ سا سے تفصیل اس تدبیر کی پوچھی جو نقلہ نے اسکی رہائی کیواسطے سوچی تھی۔

کلاڈ سا "آپنے کل مجھسے کہا تھا کہ آپ موت کو اوسکی بہ نسبت پسند کرینگی کہ آپکی تقدیر مین وہ بات ہوئی جو منجملہ حالات آپکی قسمت مین تھی"

لیلی "بلاشبہ مین نے ایسا کہا تھا اور اب بھی مین کہتی ہون"

کنیز "شہزادی آپ مرنے پر تیار ہین اور تحفہ رمضان ہونا نہین چاہتی ہین بہت اچھا ایسا ہی ہوگا کہ مردہ کی طرح آپ یہان سے رہائی پا دین"

لیلی "ان الفاظ سے چونک پڑی اور کہنے لگی یا اللہ کیا خوفناک گفتگو ہے"

کلاڈ سا "شہزادی ڈرو نہین جو نتیجہ مجکو نکالنا ہے اوسپر دفعۃً کود کر پہنچ جانا ٹھیک نہین ہے آپکو معلوم ہو کہ عاقلہ جنید عورتون کے خواص سے خوب ماہر ہے یہ ایک سفوف ہو اسنے ایک بوٹیہ نکال کر [illegible] کھلا کر اسمین سے اگر تھوڑا سا بھی کسی کو کھلایا جاے تو اسکی حالت ایسی غشی اور مرنے کی سی ہو جاویگی کہ حکیم بھی [illegible] سے گا کہ اسکی روح ہمیشہ کے واسطے جسم سے مفارقت کر گئی۔ حالانکہ اندر سے زندگی کی علامتین زائل نہین ہوتین اور یہ راے قرار دینا آپکا کام ہے کہ آیا اسپر عمل کرنا چاہیے یا نہین"

لیلی "تم میری دوست ہو اور نقلہ بھی میری دوست ہے مین تمہاری صلاح پر عمل کرونگی آج شام کو مین یہ عرق پیونگی جس کے ذریعہ سے میری رہائی ہونا ہے"

اب لیلی دوسرے کمرہ مین چلی گئی جہان دونون چھوکریان بیٹھی تھین جب وہ

کلاڈوسا تخلیہ مین باتین کر رہی ہتی اور اسوقت سے سلطان کی کشتی پر سوار ہونے کے وقت تک لیلی کا یہہ خواب آور دوا پینے کا ارادہ مستقل رہا۔

نیک مزاج ترحانہ اپنے وعدہ کے موافق شام کے وقت لیلی کے پاس آئی اور جب وہ تنہا ہوئین ستارہ منگلیلیا نے اپنی اس ہوا خواہ سے سب حال اس تدبیر کا بیان کیا۔ نوجوان سلطانہ نے لیلی سے دیر تک کلاڈوسا کی معتبری کی بابت گفتگو کی لیکن جب اوسکو معلوم ہوا کہ شہزادی نقلہ کی کارپردازیون پر پورا اعتبار اور بھروسہ رکھتی ہے تو وہ کچھ نہ بولی بلکہ اوسنے تہ دل سے ستارہ منگلیلیا کو اس اُمید کی مبارکباد دی۔ اور اوسنے کہا کہ مین خود اس تدبیر کی کامیابی مین مدد دونگی چونکہ لیلی اور ترحانہ کو جدا ہونے کے بعد پھر امید ملاقات نہ تھی لہذا ترحانہ نے اشکبار آنکھون سے شہزادی کو محبت آمیز سلام و دعا دی بعد ازان نہایت گرمجوشی سے ایکدوسرے سے بغلگیر اور رخصت ہوئین۔

دوشنبہ ختم ہونے پر دونون کنیزین کشتیون مین کھانا لیکر آئیں اور لیلی کے کمرہ مین داخل ہوئین اور شہزادی نے کسی بہانہ سے اونکو اپنی خوابگاہ کے کمرہ مین بھیجدیا تاکہ کلاڈوسا اور وہ کمرہ مین تخلیہ مین رہین۔ جب تخلیہ ہوگیا لیلی نے کلاڈوسا سے کہا دوا فوراً تیار کرو اور یہ سلطانہ جو ابھی میرے پاس آئی تھی اس تدبیر مین مدد دیگی۔

کلاڈوسا نے تھوڑا سا سفوف پیالہ مین ڈالا اور بعد ازان لیلی کے پاس آئی اور پیالہ پیش کیا شہزادی نے اپنے تئین خدا کے حوالہ کرکے اوسے پی لیا اب ستارہ منگلیلیا پر ایک کیفیت موت کی سی تیزی کے ساتھ طاری ہونے لگی اور بیہوش ہوکر مسند پر گر پڑی۔

بعد اسکے چند منٹ کے عرصہ مین یہ خبر محل مین پھیلی کہ تحفہ رمضان نے دفعتاً جہان فانی سے رحلت کی۔

باب بست وچہارم

بردہ فروش

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ تحفہ رمضان نے دفعتاً انتقال کیا تو محلسرائے شاہی مین ایسی کھلبلی پڑی جسکا بیان کرنا مشکل ہے کلاڈوسا چیخی اور اوسنے زار وقطار رونا شروع کیا جس سے دونون چوکیدار جو

لیلی کے سونے کے کمرہ مین تھین گھبراگئین
اور اوس کمرہ مین جہان اُنھون نے اپنی
مخدومہ کو ساؤلی کنیز کے ساتھ چھوڑا تھا
اُنھون نے دیکھا کہ لیلی زرد بیحس و حرکت بیجان
مسند پر پڑی ہی اور کلاڈسا اوسپر جھکی ہوئی
بیے اختیار رو رہی ہی جس سے ظاہر ہوتا تھا
کہ اوسپر سخت صدمہ ہے۔

گرینک چھوکری فوراً قصر آغا کے پاس
دوڑی گئی اور بعد ازان ترحانہ کے محل
مین پہونچی دوسری لونڈی نے فوراً یہ
اندوہناک خبر سلطانہ والدہ کو پہونچائی
چند لمحہ کے بعد یہ جملہ اشخاص معہ اطباے
سلطانی لیلی کے کمرہ مین جمع ہوے جہان
کلاڈسا بیقراری سے رو رہی تھی۔

حکیم شاہی لیلی کیطرف جھکے ہوے تھے
اور دیکھ رہے تھے کہ نبض چلتی ہے یا نہین
اور ایک چھوٹا آئینہ اوسکے لبون کے سامنے
کرکے امتحان کرتے تھے۔ سلطانہ والدہ
قصر آغا دونون چھوکریان اور ترحانہ بھی
تردد کی نگاہون سے یہ سب عمل دیکھ رہی
تھین اور کلاڈسا تھوڑے فاصلہ پر دوزانو
بیٹھی ویسی ہی رو رہی تھی آخر کار حکیمون
نے بہت سنجیدگی سے اپنا سر ہلایا جس سے
معلوم ہوا کہ کچھ امید باقی نہین ہے اور
لیلی کا خاتمہ ہوگیا۔

کلاڈسا " سلطانہ کے قدمون پر گرکر
حضور معلی میری بات سنیئے گو مین ادنی
کنیز ہون میری پیاری مخدومہ کو
بردہ فروش نے مار ڈالا ہے وہ اوسکو
اوسکے وطن سے زبردستی چھین لایا اور
اوسی نے میری مخدومہ کو وہ بیہوشی
پلائی تھی جسکا قوی اثر کئی گھنٹے تک
قائم رہا یہ زہر اسکی رگون مین پھیل گیا
اوسکا نتیجہ دیکھ لیجئے افسوس اوسی کمبخت
نے یہ سب کیا ہے "

سلطانہ " اوشہ عورت اوٹھ اور یاد
رکھ کہ یہ سانحہ جانکاہ بلا تحقیقات کے
نہچھوڑ دیا جائیگا "

قصر آغا سے مخاطب ہوکر

سلطانہ " تم جاؤ اور مصطفی لیعقوبیا
کو فوراً محل مین لاؤ۔

سیہ فام عہدہ دار نے سر تسلیم
خم کیا اور چلا گیا۔

حکیم لوگ بھی رخصت ہوے
اور یہ دل ہی دل مین خوش تھی کہ یہ معاملہ
جہانتک مجھسے متعلق تھا بلا بدنامی کے
بخوبی طے ہوگیا۔

ترحانہ " (سلطانہ والدہ کیطرف مخاطب
ہوکر) حضور سے میری ایک التجا ہے
جیسے مین حرم مین داخل ہوئی ہون

آپنے ہر طرح میرے اوپر مہربانی کی اور مجھکو یقین ہے کہ اب بھی میری بات خالی نہ جائیگی میں اس بدنصیب خاتون سے جو مر گئی ہے دو مرتبہ ملی تھی اور میں یہ بھی کہہ چکی ہوں کہ اوسنے اپنی موت کے قریب الوقوع ہونے کا ذکر کیا تھا اور یہ بھی درخواست کی تھی کہ اگر ایسی حالت میں کہ وہ مذہب عیسائی رکھتی ہے اور ہنوز مسلمان نہیں کی گئی ہے اسکا انتقال ہو جاوے تو تجہیز و تکفین اوسکی بہ قاعدہ نصاریٰ کے عمل میں آئے چنانچہ اوسکی طرف سے میری بھی التجا حضور سے ہے۔ علاوہ اسکے میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ خدمت الفراہم مراسم تجہیز و تکفین میرے اوپر چھوڑ دیجائے۔

سلطانہ نے جواب دیا "اچھا کچھ ہرج نہیں ہے" اور پھر کلاڈسا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ کلاڈسا تم یہ خیال مت کرو کہ بردہ فروش اوسکی پاداش سے بچ جاویگا اوسکو سخت سزا دیجاوے گی اور تمکو تمہاری وفاداری کا پورا صلہ دیا جائے گا قبل اسکے کہ تم اس محل سے رخصت ہو"

یہ کہکر سلطانہ والدہ نے ترجمانہ کے رخسارہ کا بوسہ لیا اور پھر آخری غمگین نگاہ لیلی کے چہرہ پر ڈال کر کمرہ سے چلی گئی۔

اب ہم ناظرین کو محلسرائے سلطانی کے ایک کمرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں جہاں سلطانہ والدہ نقاب پوش ایک کرسی نما تخت پر بیٹھی ہے اور اوسکی بلند نشست کے مقام سے کسی قدر نیچے ایک کرسی پر ایک بزرگ صورت لمبی سفید ڈاڑھی والا شخص منصبی لباس پہنے بیٹھا ہے یہ شخص قاضی عسکر یعنے چیف جسٹس قسطنطنیہ کا تھا۔

بہت حبشی غلام برہنہ تلوار لیے ہوے دونوں طرف اوس چبوترہ کے جسپر سلطانہ اور جج کی نشست تھی تصویر کی طرح بحس و حرکت کھڑے تھے اور کمرہ میں بالکل خاموشی تھی۔ اور چند منٹ میں اوس بڑے کمرہ کے سرے پر ایک دروازہ کھلا اور قصر تھا اور نصف درجن حبشی برکارے پہرہ دار بردہ فروش کی رسیوں سے مشکیں باندھے ہوئے نمودار ہوئے۔ وہ بردہ فروش کو قاضی عسکر کی نشست سے تین چار گز کے فاصلہ پر لائے۔

بردہ فروش اسقدر تو ضرور سمجھتا تھا کہ کچھ دال میں کالا ہے۔ مگر اوسکو اور کچھ

حال معلوم نہ تھا کیونکہ لیلی کے مرنے کی خبر
محل کے دروازہ ہی سے باہر نہ پہونچی تھی بیچارہ
زرد اور تھرتھراتا گھٹنے ٹیکے کھڑا تھا۔ بردہ
فروش ادب سے سلام کرکے اٹھا اور
تھرتھراتا ہوا جج اور سلطانہ کے روبرو
کھڑا ہو گیا۔

قاضی عسکر: مصطفٰے یعقوب ہمکو تجھسے
استفسار حال کرنا ہے۔ سچ سچ جواب دینا
جھوٹ نہ بولنا کیونکہ ہمارے پاس ثبوت اور
تائید بہت سی چیزوں کی ہے۔"

مصطفٰے یعقوب: اللہ بزرگ و برتر
ہے اور حضور بڑے دانشمند ہیں حضور
کے سامنے بھلا کون جھوٹ بولکر خاک
پھانک سکتا ہے۔"

قاضی: تم طفلس سے ایک نازنین سیہ
تمثال لائے جسکو تمنے بطور تحفہ رمضان
پیشکش کیے جانے کے واسطے
فروخت کیا۔"

بردہ فروش: درست ہے لیکن اگر
جرم ہے تو۔"

قاضی: بات کاٹکر چپکے ایمان میری بات
کا جواب دے تو نے اِس خاتون کو جس کا
ہم ذکر کر رہے ہیں کوئی خواب آور دوا
پلائی یا پلوائی۔"

بردہ فروش: اللہ ﷻ قادر مطلق ہے
میں سچ سچ حال عرض کرتا ہوں اس چھوکری
کو اسکے سگے بھائی میرے پاس لائے تھے
اور اسوقت بیہوشی میں تھی اسکو اعرابہ میں
لے آیا تھوڑے عرصے کے بعد اسکو ہوش آیا۔"

قاضی: کمینہ تو اپنے قول سے مجرم قرار
پایا ہے تو نے اس خاتون کو اسوقت پایا جب
اسپر سم خواب آور کا اثر طاری تھا اور پھر تو نے
ایسی عورت کو محلسرائے شاہی میں لانے
کی جرائت کی بدذات کیا تو نہیں جانتا ہے
کہ اسبارہ میں کیا حکم قانون ہے کہ جو شخص
سلطانہ والدہ کے حضور میں کوئی ایسی
دوشیزہ عورت بطور تحفہ رمضان میں پیشکش
کرے جسکو کوئی مرض جسمانی ہو جس سے ہمارے
بادشاہ عالیجاہ کے یہاں مریض اولاد نہ پیدا
ہو۔ پس اے کمبخت آگاہ ہو کہ وہ خاتون
جسکو تو نے فروخت کیا تھا اُسی سم خواب
کے اثر سے فوت ہو گئی جو اسکے معدہ میں
باقی رہ گیا تھا۔"

بردہ فروش لیلی کی وفات کا حال سنکر
خوف اور گھبراہٹ سے ششدر رہ گیا کیونکہ
وہ دیکھتا تھا کہ واقعات نے اوسکو قانون
کے جال میں ڈالا ہے اور پھر زمین بوس
ہوکر بہت لجاجت سے رحم کی درخواست
کی۔"

قاضی عسکر: کمبخت خاموش رہ اور جو

کیچھ میں کہتا ہوں اُسے سُن۔ تیری کل جائداد دار الشفا اور یتیم خانوں کے فائدے کے واسطے ضبط کیگئی۔ تیری لونڈی غلام فروخت کیے جاوینگے اور تیرے پچاس ضرب تازیانہ لگائے جاوینگے اور اگر کل طلوع آفتاب کے وقت تو اس شہر پناہ کے اندر پایا جائیگا تو بالیقین تجکو پھانسی ہوگی قصر آنتا کے حبشی غلاموں نے فوراً یعقوب کو پکڑ لیا اور ایک صحن میں لیجا کر پچاس دُرّے زور زور سے لگائے بعد ازاں قریب کے گھاٹ سے ایک کشتی میں سوار کر کے اُسکو سقوطری کے دوسری جانب ساحل ایشیا پر پہونچا دیا۔

سلطانہ ترخانہ کو چونکہ سلطانہ والدہ کیطرف سے اجازت مل چکی تھی کہ وہ لیلی کی تو ضتی تجہیز و تکفین کا انتظام کرے لہذا اسنے بلا درنگ ایک حبشی غلام کو ایک نصرانی تابوت گر کے پاس جو قسطنطنیہ میں رہتا تھا بلا بھیجا کلاڈسا نے سلطانہ کو اُس تابوت گر کا نام بھی بتا دیا تھا جسکو بلانا منظور تھا چنانچہ علے الصباح قبل طلوع آفتاب چار عورتیں جو مثل ارمنی عیسائیوں کے لباس ماتمی پہنے ہوئے تھیں محل میں آئیں اور بیان کیا کہ وہ تحفہ رمضان کی لاش کو نصرانیوں کے مدفن میں دفن کرنے کے

کے واسطے لیجانے کو آئی ہیں انمیں سے ایک نقلہ بھی تھی!!

جب لیلی کی لاش تابوت میں رکھنے کا وقت آیا ترخانہ ہماری بیجان ہیروین کی طرف جھکی اور اُسکے ابرو کو بوسہ دیا اور لاش تابوت میں رکھی گئی اور اوپر سے چادر ڈالدی گئی نقلہ اور اوسکی ہمراہی عورتوں نے مخمل سے ڈھکا ہوا تابوت اٹھایا اور اُس کمرہ سے چلیں دونوں چھوکریاں تھوڑی دور پر کھڑی رو رہی تھیں"

ایک حبشی غلام جو حرم سرا کے متعلق تھا اُنکے آگے آگے راستہ بتاتا جاتا تھا۔

غرضکہ یہ سب لوگ زینہ سے اُتر کر صحن میں پہونچے بعد ازاں ایک قریب کے آنگن میں پہونچے اور اب حرم سرا کا انکے پیچھے پھاٹک بند کر دیا گیا اور یہ لوگ اب اس مقام پر پہونچے جہاں جنازہ کی گاڑی تیار کھڑی تھی جس پر خود تابوت گر منتظر بیٹھا تھا"

غرضکہ تابوت گاڑی میں رکھا گیا اور گاڑی حدود حرم سے باہر چلی گئی ایک اور گاڑی جو تابوت گرنے بہم پہونچا رکھی تھی اس میں کلاڈسا نقلہ اور دیگر مستورات بیٹھیں اور وہ بھی گاڑی چلی۔

باب بست و پنجم

سقوطری

جب لیلی بالکل ہوش مین آئی اُسنے اپنے
تئین ایک آراستہ کمرہ مین کوچ پر لیٹا ہوا
پایا اور تقلہ اور کلاڈسا اسکے اوپر جھکی ہوئی
تھین اُسنے کلاڈسا کے گلے مین باہین ڈالکر
اور اُسکو اپنے سینہ سے لگاکر کہا (مین
تمہاری ازحد احسان مند ہون)۔
لیلی نے تقلہ کا بھی بہت شکریہ ادا کیا
عاقلہ "پیاری شہزادی گو مین نا چیز ہون
مگر ہمیشہ تمہاری بہی خواہ رہونگی آب
تم اپنے تئین ایسی خبر سننے کے لیے تیار
کرو جو بحیثیت مجموعی مطلقاً ناخوشی
کی نہوگی"
لیلی "بتاؤ وہ کیا چیز ہے جو میرے واسطے
ناخوش نہوگی"
عاقلہ "نوجوان ترک الہ دین کل راتکو
قسطنطنیہ مین پہونچ گیا ہے وہ اسی مکان
مین فروکش ہے اور آپکے دیکھنے کی ازحد
تمنا رکھتا ہے"
لیلی کے چہرہ پر شرم چھا گئی اسنے
کہا مجھے اُس کمرہ مین لے چلو جہان الہ دین
سے مین ملون"
غرضکہ لیلی جب ہاتھ منہ دھوچکی اور
کنگھی چوٹی سے آراستہ ہوگئی اُسکے حکم
کی فوراً تعمیل کی گئی اسکو لوگ اس کمرہ
سے ایک اور کمرہ مین لے گئے جو اُسی
نصرانی تابوت گر کے مکان مین تھا جہان
لیلی پناہ گزین ہوئی تھی۔ تقلہ اور کلاڈسا
ہٹ گئین اور چند لمحہ مین نوجوان الہ دین
خوشی اور انبساط سے پھولا ہوا نمودار ہوا
لیلی کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔ لیلی فرط
انبساط سے بیقرار ہوکر زار و قطار
روتی رہی دونون کو بہت کچھ کہنا اور سننا
تھا انکے مکالمہ مین کبھی خوشی اور کبھی رنج
کی باتین ہوتین منصور کے سقاکی سے
مارے جانے اور لونسہ کے گرفتار ہونیکا
مذکور دیر تک رہا۔ منصور کی موت کا
ذکر کرتے مین الہ دین اور لیلی کو یہ بھی
خیال گذرا کہ خدا جانے کوہ قاف کے
جنت ارضی کا راز سربستہ اُس کے ساتھ
تلف ہوگیا یا وہ نوشتہ جسکا منصور نے
ذکر کیا تھا موجود ہین"۔
دونون نے یہ خیال کیا کہ جی تاجر سے
ہوشیار اور سمجھدار آدمی ہے ان نوشتونکو
قبل اسکے یا اتہفتہ سے ان لوگونکو آگاہ
کرے جنکو بتانا اُسے مقصود تھا۔
کبھی ضایع نہ کیا ہوگا پس یہ رای اسونت
قرار دی کہ وہ کاغذات ضرور کسی

جگہ مکان مین چھپا دیے گئے ہونگے اسیطرح پرانواع و اقسام کی باتین ہوتی رہین۔

جب لیلی نے ممالک کوہ قاف کو پھر واپس چلنے کا ذکر کیا اسنے الہ دین سے یہ بھی کہا کہ مجکو وہ وعدہ بھی بلا توقف پورا کرنا ہے جو مین نے ترجانہ سے کیا ہے کہ اسکی مان اور بہنون کو سلام اور دعا پہونچا دونگی۔

غرضکہ الہ دین اور لیلی مین دیر تک گپ شپ رہی آخرکار ستارہ منگر بلیا نے خیال کیا کہ اب یہ امر دریافت کرنا ضرور ہے کہ نقلہ نے تابوت گر کے مکان سے اُسکے رخصت ہونے کا کیا بندوبست کیا ہے کیونکہ اس امر سے الہ دین کو کچھ واقفیت نہ تھی وہ صرف اسقدر جانتا تھا کہ رات کو کوچ کرنا ہوگا غرضکہ ہمارا ہیرو تھوڑی دیر کے واسطے لیلی کے کمرے سے چلا گیا اور نقلہ بلائی گئی۔

لیلی نے جہانتک اسکی زبان نے یاری کی بیچارہ نقلہ کا شکریہ ادا کیا بعد ازان حرف مطلب زبان پر لائی جسکے واسطے بلایا تھا۔

نقلہ "آپکی روانگی کا سب انتظام ہو گیا بعد ازان اُسنے مفصل حال بیان کیا اور یہ کہنے لگی "مین تھوڑے عرصہ تک قسطنطنیہ مین اور قیام کرنے کا ارادہ رکھتی ہون مگر کلاڈسا آپ سے یہ التجا کرتی ہے کہ اُسکو آپ کے ہمراہ جار جیا تک جانے کی اجازت دیجائے"

لیلی نے یہ امر خوشی سے منظور کیا اور تعجب سے دیکھکر کہا "تو کلاڈسا فی الواقع تمہاری لونڈی نہین ہے۔

نقلہ "نہین شہزادی مجکو لونڈی کی کیا ضرورت ہے۔ کلاڈسا میری دوست ہے اُس پر مجکو پورا بھروسا ہے اسلیے اس مہم کے انجام دینے کے لیے مین نے اس کو مامور کیا تھا جسمین خوش قسمتی سے پوری کامیابی ہوئی وہ طفلس کی رہنے والی ہے اور وہین واپس جایا چاہتی ہے"

لیلی "تمہارے پاس ضرور کچھ اثاثہ ہوگا جو تمنے میرے واسطے صرف کر دیا اگر تم میرے ساتھ چلو تو اپنے وطن مالوف مین پہونچکر تمکو مالا مال کر دونگی"

نقلہ "حضور مجکو معاف کیجیگا مجکو یہ منظور نہین مجھسے روپیہ کا نام ہرگز نہ لیجیے بلکہ مجھے اُس کام کی ہدایت کیجیے جس سے مین کچھ نیکی کر سکون"

کچھ عرصہ تک ادھر اُدھر کی بات چیت کر کے نقلہ تھوڑی دیر کے لیے ستارہ منگر بلیا سے رخصت ہوئی اور الہ دین

پھر اسکے پاس گیا تب اسنے الہ دین سے
سب خیالات بیان کیے کہ ہمارے چلنے کے
واسطے یہ انتظامات ہوے ہین ہمارے
ہیرو سنے ان سب سے فوراً اتفاق کیا اور
شام ہونے تک وقت بہت جلد
گذر گیا ۔"

شام کی توپ افطار کے وقت چلی
اور اس کے بعد ایک گاڑی تابوت گر کے
دروازہ کیطرف گھڑگھڑاتی ہوئی آئی
لیلی اور کلاڈسا دوشالہ اوڑھ اور
سوتی نقاب ڈالکر گاڑی مین بیٹھین اور
گاڑی چلی ۔ الہ دین ۔ ابراہیم اور حافظ
بھی اسی وقت اپنے گھوڑون پر سوار
ہوئے اور تابوت گر کے مکان کی پشت
پر ایک صحن سے نکلکر اس راستے اور
سمت کو چلے جدھر گاڑی گئی تھی ۔ گاڑی
ساحل باسفورس کے سب سے قریب گھاٹ
کو گئی وہان ایک کشتی جو تقلا نے پہلے ہی
کرایہ کر رکھی تھی تیار تھی لیلی اور کلاڈسا
کشتی مین سوار ہوئین اور کشتی سطح آب پر روان
ہوئی اور تھوڑی دیر مین سقوطری پہونچ
گئی ۔ اسیوقت ایک بجرا جسکو آٹھ مضبوط
مانجھی کھے رہے تھے الہ دین اور اُسکے
رفقا اور تین گھوڑے اسمین سوار تھے
اسی مقام پر پہونچا جہان چھوٹی کشتی
لنگر انداز ہوئی تھی یہانتک کل کاروائی
کامیابی کے ساتھ ہوئی مگر یہان پر ہمکو
سلسلہ داستان تھوڑی دیر کے واسطے
قطع کرنا مناسب ہے تاکہ کچھ توضیحات
مزید کیے جاوین جن کی یہان پر
ضرورت ہے ۔"

بردہ فروش ایک روز بیشتر رات کو
سقوطری مین اُترا تھا اور اُسکو یہ حکم
تھا کہ وہان سے کوچ کر کے بلا توقف
ایشیاے کوچک کے اندرونی ممالک
مین چلا جاے لیکن سقوطری مین ایک
دوست تھا جو بردہ فروشی کرتا تھا اُسکے
مابین یعقوب بردہ فروش رہتا جہان
اُسنے پناہ پائی اسنے اپنے ہم پیشہ سے
صلاح کی کہ اپنی جائداد کو ضبطی سے بچانے
کیلیے کیا تدبیر کرنا چاہیے اسنے راے
دی کہ وزیر اعظم کو عرضی دینا چاہیے
پس قبل طلوع آفتاب کے بردہ فروش کا
دوست اپنا ے مجبور کر کے قسطنطنیہ کو گیا
کہ اُسکی درخواست وزیر اعظم کے سکرٹری
کے روبرو پیش کرے سکرٹری نے جواب
دیا کہ بہتر ہوگا کہ تم آج قسطنطنیہ مین رہو
اور شام کے وقت وزیر اعظم کے
حضور مین حاضر ہو تاکہ تمکو اس درخواست
کا جواب ملجاے اُس نے اس تجویز

کو پسند کیا اس اثنا مین یعقوب سقوطری مین ٹھہرا رہا اور یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آج شام کو اسکی تقدیر کا فیصلہ ہے شام کی توپ دغنے کے بعد اسکو ایسی الجھن ہوئی کہ وہ قریب کے گھاٹ کو چلا تا کہ اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیے تیار رہے جون ہی اسکا دوست ساحل پر اترے یعقوب بھی گھاٹ پر پہونچے کچھ دیر ہوئی تھی کہ اُسنے ایک پردہ پڑا ہوا عرابہ مین جسمین دو گھوڑے جتے تھے فاصلہ پر کھڑے ہوئے دیکھا چند ساعت مین اُسنے یہ بھی دیکھا کہ ایک چھوٹی کشتی کنارہ کی طرف آ رہی ہے اور جونہی کشتی گھاٹ پر لگی ایک بجرا جسپر گھوڑے اور کئی آدمی تھے اُسیطرف آتا ہوا دکھائی دیا وہ ایک چٹان کی آڑ مین ہوگیا کہ مبادا اُسکو کوئی شخص ساحل پر دیکھ نہ لیوے پس اُسنے کشتی اور بجرا سے لوگون کو اُترتے ہوئے دیکھا دو عورتین نقاب پوش اُترین اور تین شخص ترکی پوشاک زیب کیے ہوتے بجرے سے برآمد ہوے اور تین گھوڑے بھی تختہ رکھ کر اُتار لیے گئے اب دونون عورتین عرابہ مین سوار کی گئین اور تینون آدمی گھوڑون پر سوار ہوئے لیلی نے عرابہ کا پردہ ہٹا دیا اور اپنی نقاب بھی تار ڈالی جس سے وہ اطمینان کر لیوے کہ

کہ سب کارروائی بلا مزاحمت ہو رہی ہے چاند کی شفاف روشنی لیلی کے چہرہ پر پڑی اسوقت بردہ فروش پر جو کیفیت طاری ہوئی اسکا بیان حیطۂ امکان سے باہر ہے۔

وہ اپنی جگہ پر ایسا گڑ گیا گویا پتھر کا ہے۔ عرابہ آگے کو بڑھا اور تینون شخص گھوڑون پر چل نکلے جب گاڑی کی گھڑ گھڑاہٹ اور گھوڑون کی ٹاپ کی آواز بوجہ فاصلے کے بالکل زائل ہوگئی یعقوب کو کچھ ہوش آیا اُسنے اپنی چھاتی پیٹ کر کہا "قسم خدا کی اس معاملہ مین ضرور کچھ دغابازی ہوئی ہے"

باب بست و ششم

فرار کا حال کھل گیا

بردہ فروش اپنے دل مین اس معاملہ کی بابت سوچ ہی رہا تھا کہ ایک کشتی پر سے ڈانڈ چلانے اور پانی کی سورش کی آواز اُسکے کان مین پہونچی اُسنے آبنائے باسفورس کی طرف نظر اٹھائی اور ایک کشتی کو گھاٹ کیطرف آتے ہوئے دیکھا چند ساعت کے بعد اسکا دوست کنارہ پر اُترا اور بردہ فروش نے گھبرائی ہوئی آواز سے کہا کہ ذرا کشتی کو

ابھی رو کے رہنا اسکے دوست نے اسے
علیحدہ لیجا کر کہا "یہ سب بیفائدہ ہے تمہاری
عرضی پر کچھہ لحاظ نہین ہوا وزیر اعظم نے
ایسے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل نہین سُنا
جو قاضی عسکر نے حسب ایما سلطانہ
والدہ کے صادر کیا ہے پس
تمہارا قسطنطنیہ کو جانا محض خبط
ہے"۔

بردہ فروش نے اپنے دوست سے
وہ جملہ مراتب بیان کیے جو اسکی نگاہ سے
گذرے تھے مگر اس کے دوست کو
اس قصہ پر یقین نہ آیا تھا مصطفےٰ ابن یعقوب
نے اپنی گفتگو پر اصرار کیا اور
بہت تصریح اور تفصیل کے ساتھ
جو کچھہ دیکھا تھا بیان کرنے لگا اور ہر ایک
امر کا ایسے قرینہ سے اعادہ کیا کہ آخر کار
اسکے دوست نے یہ خیال کیا کہ اس قصہ
کی اصلیت کچھہ ضرور ہے مگر باسفورس
کے اس پار بردہ فروش کے ساتھ جانے
سے انکار کیا لیکن خرچ کی مدد کی بردہ
فروش نے اپنے دوست سے مصافحہ
کیا اور کشتی مین جا بیٹھا اور کشتی پایہ تخت
سلطانی کی طرف تیزی کے ساتھ
روانہ ہوئی۔

یہان پر یہ کہدینا ضروری ہے کہ نقلہ
لیلی کے ساتھ گئی تھی۔ وہ بڑی زیرک
تھی دنیا کے معاملات مین اسکو کامل تجربہ
تھا وہ اس تمام معاملہ پر خاک ڈالنے کی
فکر مین تھی وہ اپنی معمولی پوشاک زیب بر
کیے نقاب ڈالے اور دوا اور عطریات کا
صندوقچہ ہاتھ مین لیے محل کے آس
پاس پھر رہی تھی کہ دفعتہً اسکی نظر ایک
شخص پر پڑی جو کسی قدر گھبراہٹ کی
حالت مین نکلا چلا آتا تھا۔ اُسنے فوراً بردہ
فروش پہچان لیا جو حکم اُسکی نسبت صادر
ہوا تھا اور سزا اسکو دی گئی تھی اُسکی
قسطنطنیہ مین عام طور پر شہرت ہو گئی تھی
پس جب نقلہ نے باوجود صدور حکم جلا
وطنی کے اُسکو شہر مین دیکھا اور یہ
بھی دیکھا کہ وہ محل کی طرف جھپٹا چلا
جاتا ہے اسکا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور کچھہ
دال مین کالا ہے وہ ذرا ٹھہر گئی کہ اگر ممکن
ہو تو اس عقدہ کو حل کرلے۔

ایک سپاہی نے جو پھاٹک پر ٹانگ
پھیلائے پڑا تھا کہا کہ قسم ہے دیکھو یہ وہی
حرامزادہ ہے جسنے سلطانہ والدہ کے
ہاتھ زہر خوردہ لونڈی بیچی تھی۔

دوسرا بولا کیا یہ ہماری آنکھہ مین خاک جھونکنے
آیا ہے اب کی مرتبہ صرف بید ہی نہ لگائی جاوینگی
بلکہ جلاد کی انگلیان اُس کی گردن پر

اپنا کام کر گئی ۔"

بردہ فروش " مین تمہاری آنکھ مین خاک ڈالنے نہین آیا ہون بلکہ ثابت کرنے آیا ہون کہ ہم سب کی آنکھ مین خاک ڈالی گئی عجب حلیہ دیا گیا ہے مین تو برباد ہی ہو گیا مگر لیلی زندہ ہے مین نے اپنی آنکھ سے اُس کو دیکھا وہ ایک عورت کے ساتھ عرابہ مین بھاگ گئی تین ترک اُسکے محافظ تھے ۔"

ایک سپاہی نے منجملہ بہت سی سپاہیون کے جو بردہ فروش کے گرد جمع ہو گئے تھے کہا۔ واقعی یہ معاملہ سنگین معلوم ہوتا ہے چلو اس کو قصر آغا کے پاس لے چلین ۔"

نقلہ زیادہ سننے کے لیے نہ ٹھہری وہ فوراً تابوت گر کے مکان کی طرف لوٹی اور وہان پہونچکر تابوت گر کو اطلاع دی کہ وہ سخت آفت مین گرفتار ہونے والا ہے وہ بیچارہ رونے لگا اور اپنی بربادی پر فریاد و فغان کرنے لگا کیونکہ جو رشوت اسکو دی گئی تھی اسکی مقدار اسقدر نہ تھی کہ اوسکے مکان اثاثہ اور مال کے بالکل ترک کرنے کے معاوضہ کے لیے کافی ہو سکتی مگر نقلہ نے جلدی سے اوسکی تسلی و تشفی کی اُسنے اپنے بکس ادویہ کا ایک خانہ اُٹھاکر ایک کھٹکے کو دبایا جس سے نیچے کا حصہ بکس کا کھل گیا اور اُس کے اندر بہت بیش قیمت جواہرات نظر آئے اُنمین سے بہت تابوت گر کو دیے جو باعتبار اُسکے نقصان مال کے سہ چند مالیت رکھتے تھے بعد ازان اُس کے بھاگ جانے کی تدبیر کی گئی ۔ تابوت گر کو اور اُسکے خاندان کے لوگ مختلف قسم کا بھیس بدلکر جداگانہ راستون سے روانہ ہوئے یہانتک پوری کامیابی سے بھاگنے کی کارروائی کی گئی اور جب نقلہ نے دیکھا کہ سب سے پچھلا شخص اُسکے خاندان کا روانہ ہو گیا اس نے بھی بھاگنے کی تیاری کی مگر جون ہی وہ مکان سے نکل رہی تھی محلسرای شاہی کے بہت سے حبشی غلام سڑک پر نمودار ہوئے انھون نے نقلہ کو پکڑ لیا اور ہر چند وہ چلاتی رہی مگر انھون نے ایک نہ سنی ۔ تابوت گر کے مکان کی تلاشی لی گئی مگر وہ خود اور اوسکے گھر والے پہلے ہی چلدیے تھے اور جو لوگ انکے پیچھے دوڑائے گئے انکو پتہ ذرا نہ لگا۔

حالت گرفتاری مین حبشی غلامون نے

تقلیہ کے ساتھ ایسی بدسلوکی سے برتاؤ کیا کہ اسکی نقاب گر پڑی اور ایک غلام نے اسکو فوراً پہچان لیا۔ اسکو فی الجملہ اس کارروائی سے اطمینان تھا کہ ہمنے اقل مرتبہ ایک مجرم کو جو اس سازش مین شریک تھا گرفتار کر لیا۔ پس وہ اسکو فوراً محلسرا کو لے گئے۔

اب مصطفےٰ یعقوب کا حال سنیئے جسکو ہمنے اسوقت چھوڑا تھا جب لوگ قصر آغا کے پاس لیے جاتے تھے جن سپاہیون نے پردہ فروش کو پکڑا تھا انھون نے اُسکو ان حبشی غلامون کے حوالہ کردیا تھا جو حرم سرا مین مامور تھے اور یہ اُسکو قصر آغا کے پاس لے گئے غرضکہ قصر آغا سے اُسکا مقصد کہا گیا پہلے تو اُسنے اس معاملہ پر بالکل اعتبار نہین کیا اور یہ سمجھا کہ مصطفےٰ یعقوب نے اپنی برأت کے لیے یہ شگوفہ چھوڑا ہے مگر پردہ فروش نے اپنی گفتگو ایسے شدومد سے کی اور اپنے واقعہ کو ایسی شرح سے بیان کیا کہ قصر آغا نے تامل کیا اور دفعتہً کوئی بات اُسکو یاد آئی جس سے اس تعجب خیز قصہ کی تصدیق ہوتی تھی پس اُسنے گارد کے افسر کو بلایا اور

لیلی اور اُسکے ہمراہیون کا فوراً تعاقب کرنے کا حکم دیا اور اپنے چند خاص آدمی مسلح تابوت گر کے مکان پر چھوڑدیے کہ جس شخص کو وہان پائین فوراً گرفتار کرلین۔ یہ انتظام کرکے اور پردہ فروش کو غلامون کی حفاظت مین چھوڑ کر قصر آغا سلطانہ والدہ کی محلسرا کو لوٹا۔ سلطان کی مادر عالی مرتبت کو ایک سکتہ کا عالم ہوگیا۔ جب اُسنے قصر آغا کی زبانی یہ سب حال سنا اسکو کسی طرح یقین نہ آتا تھا یہانتک کہ حبشی نے اُسکو یقین دلایا کہ وہ اس معاملہ کے سچ سمجھنے مین چند وجوہ رکھتا ہون اُسنے اپنے دلائل بیان کیے جس سے سلطانہ والدہ نے اس قصہ پر کچھ اعتبار کرنا شروع کیا یہ کیونکر ہوا کہ لیلی بالکل مردہ سی ہوگئی تھی کہ اطبا کے علم و ہنر نے بھی کچھ کام نہ دیا یہ عقدہ ابتک حل ہونے کو باقی تھا۔

جو غلام تابوت گر کے مکان کو بھیجے گئے تھے وہ ایک شخص کو جو تابوت برداروں مین سے تھا گرفتار کرکے لائے باقی سب بھاگ گئے تھے اس خانہ تلاشی مین جو غلام عمل مین لائے تھے ایک صندوقچہ جسمین بہت سی دوائین تھین پایا گیا اور اُسکو بھی لوگ شاہی محل مین لے گئے

یہ وہ صندوقچہ تھا کہ جسکو نقلہ اپنے بھاگنے کے وقت چھوڑ گئی تھی۔ جب یہ سب واقعات سلطانہ والدہ سے بیان کیے گئے تو اُسنے اطباے سلطانی کے حاضر ہونیکا حکم کیا۔ جب اطباے سلطانی حاضر ہوئے انھیں صندوقچہ دکھا کر اُنسے کہا گیا کہ ہر ایک دوا کی ماہیت بیان کریں۔ اُنھون نے بہت سی دواؤن کو پہچان کر اُنکی کیفیت بیان کی مگر بعض ایسی تھیں جنکی نسبت بلا تجربہ کیے وہ اپنی راے ظاہر نہ کر سکے سلطانہ نے حکم دیا کہ بلا توقف انکا تجربہ کیا جاوے۔ پس حکیم اس کام کے لیے رخصت ہوے اور دو گھنٹے کے بعد سلطانہ والدہ کے پاس واپس آئے اور عرض کیا کہ ان دواؤن میں کچھہ نباتات کے مرکبات ہیں جو مختلف امراض خصوصاً عصبی کے کام میں آتی ہیں مگر کوئی دوا نیند لانیوالی نہیں ہے جیسے ہی کہ سلطانہ نے اطبا کی رپورٹ پائی اُسنے نقلہ کے اظہار لینے کا ارادہ کیا۔ نقلہ بہت استقلال اور ادب کے ساتھہ سلطانہ کی طرف بڑھی اور جھک کر سلام کیا۔

سلطانہ: اے عورت اپنی بے عنوانیون کا اقرار کر کیونکہ اب تو دیکھتی ہے کہ کل معاملہ طشت از بام ہو گیا۔

نقلہ: "اگر سب کچھہ معلوم ہو گیا ہے تو میں کس بات کے اظہار کا اقرار کرون سواے اسکے کچھہ باقی نہیں ہے کہ میں سزا کو برداشت کرون جسکا حضور میرے نسبت حکم فرماویں۔"

سلطانہ: "تم تو اقرار تو کرلو کہ تو نے تحفہ رمضان کے بھگا دینے میں شرکت کی"

نقلہ: "ایسی بات سے انکار کرنا فضول ہے کہ میں ابتدا سے جانتی تھی کہ اس کام میں بڑے بڑے خطرات ہیں لہذا اب میں اسکی نتائج سے نہیں ڈرتی۔"

سلطانہ: "اے عورت یہ بتا کہ کس طرح تحفہ رمضان مردہ کی سی حالت میں کر دی گئی"

نقلہ: "اگر حضور محض اشتیاق سے پوچھتی ہیں تو بہتر ہے کہ یہ اشتیاق پورا نکیا جاوے مگر اگر حضور کو یہ منظور ہے کہ اس سلطنت عظمیٰ کے عقلا کے علم و ہنر کو ترقی ہو تو میں اپنا راز ظاہر کرتی ہون۔"

سلطانہ: "مجکو تمہارا راز دریافت کرنیسے سواے اسکے اور کچھہ منظور نہیں ہے کہ علم طب کو فائدہ پہونچیگا"

نقلہ: "حضور نے سنا ہوگا کہ تیس برس ہوئے قسطنطنیہ میں جب وبا پھیلی تھی ایک

مشہور حکیم احمد ارسلان نے بڑے صبر کے علاج کیے تھے مین اُسی کی بیٹی ہون"

سلطانہ "پھر تمنے اپنے عجیب و غریب علاج سے جو تمکو تمہارے متوفی باپ سے پہونچا کیون فائدہ حاصل نہ کیا غالباً روپیہ کے لالچ تمنے اپنے کمال کو لیلی کے بارہ مین فروخت کیا"

عاقلہ "یہ بیان کرنا فضول ہے کہ کس غرض سے مین نے لیلی کی مدد کی مگر اس سے آپ اطمینان رکھین کہ روپیہ کے لالچ مین مینے ایسا نہین کیا"

سلطانہ "اب تم علم کے فائدہ کے واسطے اپنے راز کو ظاہر کر دو تاکہ اُس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچے"

عاقلہ "ایک شرط پر مین اپنا راز ظاہر کر سکتی ہون"

سلطانہ "اگر تم جان بخشی اور آزادی کی شرط کرو گی تو اس سنگین جرم کے بعد منظور نہین ہو سکتی ہے۔

عاقلہ "تو میرا راز میرے ساتھ قبر مین جائے گا"

سلطانہ "اگر مین تمہاری جان بخشی کرون تو تمکو اپنی بقیہ عمر کیلیے آزادی سے محروم ہونے پر مجبور ہونا پڑیگا"

عاقلہ "زندگی بلا آزادی کے دو کوڑی کی ہے"

سلطانہ "اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر مین تمہاری درخواست منظور کر دون اور اسیوقت ہوشیار اطبا کو بلاؤن تو تم کیا ثبوت دو گی کہ تم ایمانداری اور سچائی سے اپنے راز کی تفصیل بیان کر رہی ہو"

عاقلہ "ایسا ثبوت دینا ناممکن ہے بجز اسکے کہ امتحان کر لیا جاوے"

سلطانہ "کیا تم اپنی زندگی اور آزادی اسی نتیجہ پر چھوڑنے کیلیے راضی ہو اچھا امتحان کیا جائیگا اگر امتحان پورا ہوا تو تم آزاد اور زندہ رہو گی بلکہ مالا مال کر دیجاؤ گی اور اگر تم ناکامیاب ہوئین تو یا [illegible] کے سمندر مین ڈبو دیا جائیگا یا تمہاری قید [illegible] ہوگا"

عاقلہ "مجکو یہ شرائط منظور ہین"

سلطانہ "اچھا یون ہی سہی"

پھر سلطانہ والدہ نے قصر آغا اور دونون حبشی غلامون کو اشارہ کیا اور وہ عاقلہ کو وہان سے لے گئے اور جب پھر واپس آیا سلطانہ نے اُسکو بردہ فروش کی بابت ہدایت مناسب کی چنانچہ حبشی نے اُسکو آزادی کی خبر سنائی اور یہ حکم کہ جلا وطنی اور ضبطی جائداد منسوخ کیا گیا اور اُسکو اطلاع دی گئی کہ وہ بامن وعافیت

اپنے مکان کو جاوے اور وہان پر ہنسی خوشی رہے۔ پردہ فروش اس خوشی مین آکر اپنے تازیانہ کو بھول گیا جو اسکو دی گئی تھی۔ اور وہان سے اُٹھکر چلدیا۔

اختتام ماہ صیام پر دوسری صورت بطور سیاحت رمضان کے تجویز کی گئی۔

باب بست ہفتم

شگاف ارضی

اب ہم مسافرین کیطرف لوٹتے ہین جنکو ہمنے اُسوقت چھوڑا ہے جب وہ سقوطری سے روانہ ہورہے تھے ایک خوبصورت رات تھی تارے آسمان پر چھٹکے ہوئے تھے عرابہ کو چالاک مضبوط گھوڑے کھینچ رہے تھے جس سڑک پر یہ سب لوگ چل رہے تھے وہ سیدھی سڑک سرحد گرجستان کی تھی مگر فاصلہ سات سو میل سے کم نہ تھا۔

رات بھر عرابہ اور سوار چلتے رہے بعد طلوع آفتاب وہ ایک قریہ مین پہونچے جہان یہ تجویز کی گئی کہ کچھ آرام کر لینا چاہئے زیادہ تر گھوڑون کی تھکاوٹ کے لحاظ سے نہ مسافرون کی خستگی سے کیونکہ لیلی اور نکلاؤ سا کچھ زیادہ خستگی محسوس نہ ہوئی اور بلا توقف پھر سفر کرنے کی خواہشمند تھین غرضکہ ذرا دیر ٹھہر کر بیچارے مسافرون نے منہ ہاتھ دھویا اور کھانا کھا کر دم راست کیا اور پھر چل کھڑے ہوئے لیکن الہ دین پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا تھا کہ کوئی تعاقب کرتا تو نہین آتا ہے کچھ عرصہ تک اس قسم کا اندیشہ نہین ہوا مگر دفعتاً الہ دین نے اپنے شانون کی جنبش سے ابراہیم اور حافظ کو دکھایا کہ کچھ وسوسہ ہے جس سے اُس کے رفقا چونک پڑے۔

الہ دین نے ہمارے پیچھے لوگ آتے ہین دیکھو دو چیزین متحرک معلوم ہوتی ہین انتہائے نگاہ پر سوار دکھائی دیتے ہین۔"

ابراہیم "ٹھیک ہے دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ کتنے ہین۔ اگر اتنے ہون کہ ایک کے مقابل ہم دو ٹھہرین تو دیکھئے کیسی آؤ بھگت کرتے ہین۔

اب الہ دین نے گاڑیبان کو اشارہ کیا کہ گھوڑون کو تیز کرے اور خود افق کی طرف دیکھکر کہا۔ سوار تو غائب

ہو گئے غالباً ان کا خیال یہی تھا کہ تعاقب
شاید دو نشیب کی وجہ سے جھاڑیوں کی آڑ
سے آڑ میں آ گئے ہیں لیکن وہ پھر نظر آ گئے
ہیں مگر واللہ یہ لوٹ آ کر وہ سوچتے
حافظ نے یہ توجہ کر سواروں کا معلوم ہوتا ہے کہ
جنکی ڈیوٹی سلطان کے محل پر ہے اب
فرمائیے کیا کیجئے گا"

الہ دین نے ان سے پوچھا کہ میں سمجھتا ہوں
پس ان سے مقابلہ کرنا سخت خطرناک ہے
بہتر ہوگا کہ عرابہ چھوڑ دیا جائے میں لیلی کو
لیے لیتا ہوں حافظ تم کلاڈس کو لیکر
اپنے گھوڑوں کی تیزی اور قوت پر اور
اللہ کے رحم پر سب کو چھوڑ دینا چاہئے

الہ دین نے اپنے رفقا کی نظر دیکھ کر معلوم
ہوا کہ وہ بھی اس رائے کو پسند کرتے ہیں
پس عرابہ کے ٹھہرانے کا فوراً حکم دیا گیا اور
گاڑیبان کے ہاتھ پر ایک تھیلی روپیوں
سے بھری ہوئی رکھدی گئی اور کہا گیا کہ
تمہاری ضرورت نہیں ہے پھر الہ دین نے ہاتھ
بڑھا کر لیلی کو اپنی کاٹھی پر بٹھا لیا اور
حافظ نے کلاڈس کا ساتھ ہی کیا اور گھوڑوں
کو تیز کیا۔ رہوار کو معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ
اب اسپر دو بوجھ ہیں۔ گاڑی والا چند
لمحے تک ہکا بکا دیکھتا رہا اور گھوڑے
اسکی نظروں سے غائب ہو گئے پاؤ گھنٹہ
سے کچھ زیادہ اس طرح فرار و تعاقب رہا
الہ دین مڑ مڑ کر پیچھے دیکھتا جاتا تھا
الہ دین سے آدھ میل پیچھے سب سے
آگے والے متعاقب تھے الہ دین کا گھوڑا
ایک نشیب میں جانے لگا اب یہ بلندی
سے پرے وہ ابھی تھا اسکے اور پیچھے والوں
کے درمیان مدنظر ہو گئی۔

ایک جنگل کا سواد تھوڑے فاصلہ
پر تھا اس طرف الہ دین نے اپنے گھوڑے
کو موڑا جنگل کے کنارے کنارے گھوڑا
بے تحاشا بڑھا جاتا تھا آخر کار جنگل کے
ایک گوشہ میں پہنچا الہ دین نے پیچھے پھر کر
دیکھا وہ اسکے ساتھی تعاقب کرنے والے
دکھائی دیتے تھے غرضکہ وہ
اور چند لمحہ میں ایک راستہ دروازہ
پر نظر آیا اسکے اندر چلا اچھا ان سرد
بڑا تالاب اپنے گھوڑے کو دوڑا لے گیا
جسکے اندر ہی اندر چلا جاتا تھا دس منٹ
میں دوسرا سرا جنگل کا آ گیا اور پھر ایک
مرتبہ کھلے ہوئے میدان میں منظر میں
پہونچے۔ الہ دین نے سر اٹھا کر دور تک
دیکھا اور یہ معلوم کیا کہ اگر میں ان پہاڑوں
میں پہنچ جاؤں جو سامنے ہیں تو
غالباً تعاقب دشوار ہو جائیگا اور
مجکو دم لینے کا موقع ملیگا پس وہ

آگے بڑھتا چلا گیا۔
چند لمحہ میں وہ ایک غار کے کنارہ پر
پہونچا۔ یہ عجیب قسم کا شگاف زمین میں تھا
اُسکی ابتدا اور انتہا ا گہرائی ندیھی تھی وہ
اپنے گھوڑے پر ایک میل تک اُسکے کنارے
کنارے چلا گیا تاہم اسکی وہی کیفیت تھی
جہانتک نظر پہونچتی تھی زمین پھٹی ہوئی
معلوم ہوتی تھی۔
دفعتاً کچھ آواز اُسکے کان میں آئی
جس سے اُسنے اپنی آنکھیں ایک خاص طرف
پھیریں اور اُسنے دیکھا کہ چار ترکی سوار
کچھ فاصلہ پر پوری دوڑاتے ہوئے چلے
آتے ہیں اس مرتبہ دفعتاً چونک پڑا
یہانتک کہ لیلی نے پوچھا کیا تعاقب
کرنے والے پہونچ گئے۔
الہ دین نے "ہان پہونچ گئے مگر تمہارے
واسطے تم جرأت کو کام فرماؤ میں تادم
آخر تمکو بچاؤنگا"
الہ دین نے اُسکے نازک جسم کو اپنے
بائیں بازو پر سنبھال کر اپنا برچھا نکالا اور
داہنے ہاتھ میں لیکر گھمایا اور مقابلہ کے
واسطے اپنے تئیں مضبوط کیا کیونکہ اب
اسکو یقین تھا کہ بمقتضائے حالات
یہی ہوسکتا ہے۔
وہ اب قریب آگئے اور دفعتاً ایک
پستول چھوڑنے کی آواز آئی گولی سنسناتی
ہوئی الہ دین کی ٹانگ کے پاس سے نکل
گئی اُسکے پیچھا کرنے والوں کو جو اس امر
سے لاعلم تھے کہ شگاف زمین اسکا سد راہ
ہے یہ اندیشہ ہوا کہ غالبا وہ پھر بھاگ جائیگا
وہ گولی چلا رہے تھے مگر بندوق نیچی کرکے
اس سبب سے کہ گھوڑے کے گولی لگے
اور الہ دین کو گرفتار کرلینا آسان
ہوجاوے۔
الہ دین نے لیلی سے کہا مجھسے خوب
لپٹ جاؤ اور دیکھو ہم بچے جاتے ہیں
یہ کہکر اُس نے اپنے گھوڑے کو کاوا
دیا اور اپنے تئیں خدا کے حوالہ کیا۔
درز سے ایک کافی فاصلہ پر آیا اور
ایک مرتبہ اپنے چابک کا ہاتھ پھیر کر
اُس کے پہلو میں ہمیز سے ایڑ لگائی
اور ایک مقام پر جو تنگ تھا اُس نے
اپنے گھوڑے کو دبایا پیچھا کرنے والے
اب بالکل قریب پہونچ گئے تھے وہ
سمجھے کہ الہ دین مقابلہ کے واسطے مڑتا ہے
اُنھوں نے دوسرا پستول چلایا اور اس
مرتبہ اسی پر نشانہ لگایا مگر گولی اسکے
کان کے پاس سے نکل گئی اُسیوقت
چشم زدن میں گھوڑا کشادہ دہن
غار کے پار ہوگیا۔

متعاقبین کے واسطے یہ اچھا ہوا کہ
انھوں نے اُسکے گھوڑے کی جست کو
دیکھ لیا تھا ورنہ خود غار مین سر کے
بھل گرتے۔

انھوں نے فوراً باگ کھینچ لی اور
کاٹھیون سے بغل بیٹھے اور اس خطرہ کو
دیکھکر اُسکے غار کی دوسری جانب
اب پہنچا فاصلہ پر الہ دین مع لیلی کے نادر
گھوڑا اڑاتا ہوا چلا جاتا تھا اور یہ چار ولن
سوار نادر کے برابر چلے اس امید پر کہ
اُسکے سر پر پہنچین یا ایسے مقام پر جہان
شگاف اس قدر تنگ ہو کہ بلاخوف کود
جانا ممکن ہو اس مین انکا ایک گھنٹہ
صرف ہو گیا اور یہ ایک گھنٹہ الہ دین
اور لیلی کے واسطے عین نجات تھا۔
ایک قریہ مین جو اُس موقع سے تقریباً
بیس میل تھا جہان ہمارے ہیرون نے
یہ ہولناک بہادری کا کام کیا تھا
حافظ کلاڈسا اور ابراہیم بھی الہ دین
اور لیلی سے آملے یہ ضرور نہین ہے
کہ ہم اپنے قصہ مین ان وسائل کو
بیان کرین جن سے یہ لوگ یعنے حافظ
وغیرہ پیچھا کرنے والون سے بال بال
بچے صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ ہمارے
سب مفرورین پیچھا کرنے والون
سے بچ گئے اور یہ بہت خوشی کا وقت
تھا کہ وہ سب اس قریہ مین پھر جمع ہو
گئے تھے۔

جب گھوڑے دم لے چکے انھون نے
پھر وہان سے اپنا راستہ لیا اور سرحد
گرجستان پر پہونچے اب لیلی محفوظ تھی۔
ہمارے مسافرون نے اب پورے دو
روز تک ایک گرجی قصبہ مین آرام کیا
بعدازان طفلس کی طرف راہی ہوئے لیلی
اپنے وعدہ کو نہ بھولی تھی جو اس نے
ترجانہ کے ساتھ کیا تھا اس واسطے
سیدھا راستہ چھوڑ کر کسیقدر بغیر اختیار
کیا گیا تاکہ گرجی بیوہ اور اُسکی لڑکیون
کے کھلیان کو ایک مرتبہ لیلی اور حاسکے
لیلی اور اُسکے ہمراہیون کی وہان خوب
مہمان نوازی ہوئی اور لیلی نے گرجی بیوہ
سے اپنی اور اُسکی لڑکی عائشہ کی ملاقات
کا حال بیان کیا جو اب سلطانہ ترجانہ
کے نام سے مشہور تھی۔ وہ نیک
عورت آنکھون مین آنسو بھر لائی اور
کہنے لگی یہ مشیت ایزدی تھی مجھکو سوائے
صبر کے کیا چارہ ہے بہرحال میرے
ترددات اپنی عائشہ کے بابت
رفع ہو گئے۔

بعدازان پھر دارالسلطنت گرجستان

کی طرف سفر شروع ہوا آفتاب کوہ قاف
کے پہاڑون مین غروب ہو رہا تھا جب
ہمارا گروہ مسافران طلقلس کے سامنے
پہونچا ایک پہاڑ کی چوٹی سے اس مرتبہ
انھون نے پہلے جھلک شہر کی دیکھی جہان
سے لیلی ایسی بے رحمی کے ساتھ لے بھاگی
تھی وہ آگے بڑھے اور قریب اُس قلعہ
کے پہونچے جو بطور جیلخانہ کے کام مین لایا
جاتا تھا دفعتاً ایک عجیب بات نظر آئی
الہ دین چلا اٹھا۔ قسم خدا کی دیکھو کیا
جرأت کی ہے۔ دیکھو وہ قیدی بھاگا
جاتا ہے۔

سب نے یہ واقعہ جو انکے پیش نظر تھا
دیکھکر تعجب سے اپنے گھوڑون کی باگ
کھینچی۔ اسکا حال ہم آیندہ باب مین
بیان کرین گے۔

باب بست و ہشتم

واقعات پر واقعات

آخر شعاعین غروب ہوتے ہوئے آفتاب
کی کوہ قاف کی پہاڑیون پر جھلملا رہی
تھین جب ہمارے مسافرون کو
تھوڑے فاصلہ پر وہ منظر نظر آیا
جسکا ذکر پچھلے باب مین کیا گیا ہے
چونکہ یہ لوگ بلندی پر سے سواد شہر دیکھ
رہے تھے ہر چیز بخوبی دکھائی دیتی تھی
ایک شخص جو لمبا دبلا آدمی تھا ایک مینار
کی کھڑکی سے جو محبس کے پہلو مین تھی رسی
کے ذریعہ سے اترتا ہوا معلوم ہوا۔

الہ دین "دیکھو وہ رسی کے پورے طول
تک پہنچ [illegible] آگے [illegible] اترے
علیحدہ ہو گئی [illegible] اور وہ زمین پر گرا اسکے
بعد تھوڑی مدت تک سکوت رہا [illegible]
[illegible] قدرت کی آنکھ اس مجوس پر تھی
[illegible] سے مفرور قیدی تھا غائب
ہو گیا تھا۔ پھر الہ دین چلایا "نہین نہین وہ
گر [illegible] ان [illegible] کی [illegible] پر
گھٹنون کے بل پہاڑ [illegible] ممکن ہے کہ یہ
ٹوٹ [illegible] بھاگتا ہوا قیدی لمبا اور دبلا ہے
قسم خدا کی یہ ضرور وہی ہے"

الہ دین نے اپنی دوربین [illegible] نظر سے
دیکھا [illegible] اسکے چھدرے سرخ بال ہین۔

الہ دین کے ہمراہی فرط تعجب سے
چلا اٹھے اور ابراہیم کہنے لگا" تاموس منصور
کا قاتل پنجۂ انصاف سے بھاگنے
نہ پائے۔

الہ دین "تم جاؤ فوراً پھاٹک کیطرف
دوڑو گارد کو اس حال سے مطلع کرو
اور ہم اس مجرم کو روکتے ہین"
حافظ۔ ڈھالو سڑک پر جسقدر جلد ممکن ہوا

اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا اور دیگر مسافر
اُسی بلندی پر ٹھیرے رہے تاکہ الہ دین اور
ابراہیم جہانتک نظر پہونچے اُس قلعہ کے
گرد وپیش دیکھتے رہیں۔
ٹونر اپنے دل میں خوش تھا کہ ابھی تک
سب معاملہ ٹھیک ہے اُسنے اپنی دوربین
نگاہ سے دیکھ لیا تھا کہ ایک گروہ مردوں
اور عورتوں کا تھوڑے فاصلہ سے پہاڑ
پر کھڑا ہے مگر اُسنے اُنمیں سے کسی کو نہیں
پہچانا اور گو وہ اُنکے غیر متحرک ہونے سے
یہ سمجھا کہ میرے فرار کی کارروائی دیکھ
رہے ہیں مگر چونکہ اُنھوں نے کچھ دست اندازی
کی طرف میلان نہیں کیا اس سے اُس کا
وسوسہ جاتا رہا۔ ٹونر اُسی وقت مکان کی
چھت سے بذریعہ رسی کے اُترا تھا
جسوقت حافظ الہ دین کے کہنے سے
پھاٹک کی طرف گیا تھا لہذا ٹونر نے اُسکو
جاتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ صحن میں
اُترتے ہی یہ گروہ مسافروں کا اُسکی نظر
سے اوجھل ہوگیا تھا اب وہ خندق میں
کودنے والا ہی تھا کہ آخر حصہ اپنی مہم کا
پورا کرے کہ دفعتًا کسی شخص کے غصہ
کی آواز اُسکے کان میں پہونچی یہ شخص
نایک گارد کے سپاہیوں کا تھا جو ٹونر
کے ہمراز سپاہیوں کو حکم دے رہا تھا کہ
فلاں طرف اچھی طرح پھر آؤ یہ آواز سنکر
ٹونر ایک لمحہ کے لئے گھبرا گیا کہ کیا کرنا
چاہیے بہرحال اُس نے اپنا ارادہ دل
میں پکا کر لیا تھا کہ کیا کرنا چاہیے ایک
جست کرکے خندق میں کود پڑا اور وہی
نایک چلا اُٹھا "قسم سینٹ نکلس کی کوئی
بھاگا جاتا ہے" اور اسنے بندوق ٹونر کی
طرف کرکے فورًا گولی چلائی۔ اس بندوق
کے فیر سے دونوں سنتریوں نے بندوقیں
داغیں۔ مگر اسطرح پر کہ مفرور ٹونر کے
گولی نہ لگی اور یہ بھی تھا ڈر کہا کہ اسکے بھاگنے
میں انکی سازش کا بھی شبہ ہو۔
نایک چلایا "اسکا پیچھا کرو" یہ کہکر خود
خندق میں کودا اور دونوں سنتریوں
نے بھی اسکی پیروی کی۔
ٹونر جلد دوسرے کنارہ پر پہونچ گیا مگر
وہ دُھس کی طرف دوڑا جاتا تھا کیونکہ
وہی دُھس اب اُسکے اور اُسکے درمیان باقی
رہ گیا تھا۔ روسی افسر گولی چلا چکا تھا اُسکی
بندوق خالی تھی۔ مگر وہ سنگین چڑھائے
ہوئے ٹونر کے پیچھے دوڑا اب نوجوان بالکل
معرض خطر میں تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ اب
جانبازی ہی سے جان بچ سکتی ہے اُسنے
سنگین دونوں ہاتھ سے پکڑ لی اور نہایت
قوت سے اُسکو پیچھے ہٹایا کیونکہ سنگین

کی نوک ٹونر کے سینہ سے ایک انچ کے فاصلہ پر
تھی اور پھر نہایت نڈر کر کے اُسنے بندوق
روسی افسر کے ہاتھ سے چھین لی پھر زور سے
ایک ضرب لگائی کہ بیچارہ روسی افسر
دھڑام سے خندق میں گرا اور ٹونر باہر کے
دُھس کی طرف بھاگا - ایک دو گولیاں
اسکے کان کے پاس سے نکل گئیں مگر اسکو
کچھ نقصان نہیں پہونچا وہ ایک چھوٹے
درختوں کے کنج میں گھس گیا جہاں دو
شخص اپنے گھوڑے پر سوار کھڑے تھے
اور تیسرا گھوڑا جس پر کوئی سوار نہ تھا
اُسکو ان میں سے ایک شخص پکڑے ہوئے
تھا یہ دونوں شخص قری قراماں اور جمشید
تھے - ٹونر خالی گھوڑے پر اچک کر سوار
ہوا اور قری قراماں اور جمشید کے
ساتھ راہی ہوا -

الہ دین ابراہیم - لیلی اور کلاڈسا
اس عجیب غریب اور پرجوش ہم کو دیکھ رہے
تھے انھوں نے بھی آواز بندوق کی سنی
وہ بھی سمجھتے تھے کہ خیر نہیں ہے یا تو ٹونر
گرفتار ہوا یا مارا گیا مگر پھر ٹونر انکو آندھی
کی طرح باہر کے دُھس سے درختوں کے
کنج کی طرف بھاگتا ہوا نظر آیا تب الہ دین اور
ابراہیم نے لیلی اور کلاڈسا کو بلندی پر
چھوڑ کر اپنے گھوڑوں کو خبر کیا تاکہ
ٹونر کو بھاگنے سے روکیں لیکن اس موقع
پر ایک بڑی کھدان تھی اسواسطے اُن کو
مجبوراً قلعہ سے دور ایک بڑا چکر کرنا پڑا
اس توقف کی وجہ سے ٹونر کنج میں پہنچگیا
اور وہاں سے مع اپنے رفقا کے گھوڑا
دوڑاتا ہوا نکلا جیسا کہ اوپر بیان کیا
گیا ہے -

ان تینوں کو کنج سے روانہ ہوئے کچھ
دیر نہ ہوئی تھی کہ انھوں نے دو سواروں کو
اپنی طرف تیز آتے ہوئے دیکھا قری قراماں
اور جمشید نے پہلے کبھی الہ دین اور ابراہیم
کو نہ دیکھا تھا مگر ٹونر کے چلا اٹھنے سے انکو
معلوم ہو گیا کہ دونوں سوار کون ہیں -

قزاق "اب وہ وقت آگیا ہے کہ
میں اُس ترک سے اپنے آدمیوں کی شکست
کا بدلہ لوں جو اصل باعث میری مصیبتوں کا
ہے جمشید اپنے ہتھیار کو چمکاؤ اور خوب
شست باندھکر فیر کرو"

یہ کہتے ہوئے قزاق نے جلدی سے اپنا
رائفل نکالا اور الہ دین کیطرف نشانہ باندھا
مگر الہ دین نے یہ سب کارروائی دیکھ لی
اُسنے بھی فوراً سے پستول نکال کر اپنے
ہاتھ میں تیار کر لیا اور ایک فیر کیا جس سے
قری قراماں کا گھوڑا زمین پر گر کر
ڈھیر ہو گیا - قزاق جیسے ہی اپنے

ر نقل کو چلانے والا تھا کہ زمین پر آ رہا ابراہیم نے تعشید پر ایک پستول سر کیا مگر وہ خالی گیا گھوڑا برابر بھاگا لیے ہوئے چلا جاتا تھا اسکو اس موقع پر بھاگتے سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی کیونکہ اسکے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا اور وہ اپنے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکتا تھا تعشید فوراً اپنے آقا کی رفاقت میں ٹھہر گیا مگر گھوڑا اسکے اختیار سے باہر ہو گیا اور بھاگتا تھا اسی طرف دوڑا جدھر گھوڑا گیا تھا الہ دین اور ابراہیم دوسرے لمحہ میں سرگرم تعاقب تھے کیونکہ جب انہوں نے دیکھا کہ گھوڑا چلا جاتا ہے انہوں نے اس شخص کی پروا نہ کی جو گرا تھا اور ان کو گمان بھی نہ تھا کہ وہ قیدی قمرالنساء ہے جو دھوکہ دہی کی غلطی میں تھے جسکو وہ ... جانتے تھے اسی کا انہوں نے پیچھا کیا۔

لیلی کا دل ڈر سے خوف کے دھڑک رہا تھا یہ خیال کر کے کہ اگر اسکے پیارے الہ دین وفادار ابراہیم میں اور ان تینوں جانبازوں میں لڑائی ہوئی تو کیا نتیجہ ہوگا اور جب چند لمحہ میں بندوقوں کی آواز اسکے کان میں پہونچی کلاڈسا نے دیکھا کہ لیلی مثل مردہ کے زرد ہو گئی بندوقوں کے فیر کے دھوئیں کی وجہ سے اصلی حال لڑائی کا لیلی اور کلاڈسا کی نظر سے چھپا رہا اور جب دھوان صاف ہو گیا انہوں نے دیکھا کہ چار سوار نہایت تیزی سے گھوڑے دوڑائے چلے جاتے ہیں۔

ایک لمحہ میں وہ لوگ شام کی بڑھتی ہوئی تاریکی میں غائب ہو گئے۔ پس ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک مارا گیا اور یہ ایک کون ہوگا۔ ہائے

لیلی کا دل طرح طرح کے اندیشوں سے حیران تھا اس نے کہا چلو موقع واردات پر چلیں۔

چند منٹ میں وہ اس جگہ پر پہونچ گئیں جہاں ایک شخص جو گرا ہوا پڑا تھا اسکی داہنی ران گھوڑے کے نیچے دبی ہوئی تھی جو خود مثل اپنے آقا کے بے حس و حرکت تھا وہ شخص یا مر گیا تھا یا بیہوش تھا مگر لیلی کا وسوسہ ایک لمحہ میں رفع ہو گیا کہ یہ شخص اسکا پیارا الہ دین نہیں تھا مگر کلاڈسا دفعتہً چلا اٹھی کہ یہ تو قیدی قمرزمان ہے

باب بست و نہم

موقع واردات متصل کھنڈر

کلاڈسا نے پیاری شہزادی خدا اسکو گھوڑے کے نیچے سے جس سے اس کا ایک عضو دبا ہوا ہے نکالنے میں

مدد دو۔

چنانچہ لیلی اور کلاڈسا نے اس گرے ہوئے قزاق کے عضو کو جو بوجھ سے دبا ہوا تھا نکالا تب وہ بڑے زور سے کراہا اب تک اسکو ہوش نہ تھا کہ اسکے گرد کیا ہو رہا ہے اور اسکی آنکھیں بند تھیں مگر کلاڈسا نے اُسکے عضو ٹٹولنے سے یقین کر لیا کہ کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی ہے۔

اتنے میں حافظ بھی اس مقام پر پہونچ گیا اور یہ خیال کر کے کہ بہادر گرا ہوا شخص اُسکا پیارا آقا یا ابراہیم ہے وہ اپنے گھوڑے سے اوترا مگر جب اُسنے دیکھا کہ وہ کوئی اور شخص ہے جسکو وہ نہیں جانتا ہے اُسنے پوچھا "حضور یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے"

کلاڈسا "تمہارا آقا اور ابراہیم ٹوبر کے پیچھے گئے ہیں ٹوبر کے ساتھ اور لوگ ہیں وہ سب جان پر کھیلے ہوئے ہیں شاید کوئی لڑائی ہوئی ہو"

حافظ نے ہاتھ سے گھوڑے کی ایال پکڑ کر اور کاٹھی پر کودنے کی تیاری کر کے کہا "ہاں اگر میری خدمت کی یہاں ضرورت نہیں ہے تو میں وہاں جاتا ہوں جہاں میری ضرورت ہے"

لیلی "ہاں حافظ وہاں جاؤ شاید تمہارے آقا کو تمہاری مدد کی ضرورت ہو۔"

حافظ ایک جست کر کے کاٹھی پر پہونچ گیا۔ لیلی نے اشارہ سے بتایا کہ اسطرف جاؤ اور یہ وفادار ترک جسقدر جلد اسکا گھوڑا لے جا سکا اسطرف روانہ ہوا۔

جب حافظ گیا۔ کلاڈسا نے کہا "اگر حافظ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ کون ہے تو وہ اسکے ساتھ بیدردی کا برتاؤ کرتا لیکن میں مرحم سے واقف تھی جس نے عنفوان شباب میں وفات پائی میں اس شخص کو بچاؤنگی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اسکو اسکے ساتھ بے انتہا الفت تھی"

لیلی نے مرحم کو یاد کر کے غمگینی سے "میں انہیں وجوہ سے قری قرامان کو نقصان پہونچانے ہی سے باز نہ رہونگی بلکہ اسکے بچانے کی کوشش کرونگی مگر اب کیا کرنا چاہیئے۔ یہ اب تک بیہوش پڑا ہے"

کلاڈسا "بیچارے قری قرامان میں کوئی علامت پھر ہوش میں آنیکی معلوم نہیں ہوتی اور یہاں ہمارے پاس کوئی ذریعہ اسکے پھر ہوش میں لانے کا نہیں ہے پیاری شہزادی تم قریب کی چلکی کو جاؤ اور وہاں سے شراب یا جو چیز مل سکے لاؤ"

لیلی اس کام کے انجام دینے پر
مستعدی ظاہر کرکے اپنے گھوڑے
پر سوار ہوئی اور جلدی چلتے وقت کہہ
گئی کہ میں ابھی ابھی آتی ہوں۔ وہ جلد
بادی تک پہونچ گئی اور اسکا دروازہ
کھٹکھٹایا۔ ایک پیر مرد برآمد ہوا لیلی نے
جلدی سے اپنا مطلب بیان کیا وہ
مکان میں جاکر جلد ایک نشتر لے آیا
اور لیلی کے ہاتھ میں رکھ دیا لیلی نے اسے
ایک روپیہ دیکر بڈھے کو رخصت کیا اور
اس مقام پر پہنچ آئی جہاں اسنے کلاڈسا
اور قیدی قزاق کو چھوڑا تھا وہاں ایک
گھوڑا کھڑا تھا ایک نظر ڈالتے ہی
اسکو معلوم ہوگیا کہ کلاڈسا کا گھوڑا
نہیں ہے۔ کلاڈسا کو غائب دیکھ کر
اسکا تعجب اور خوف اور زیادہ ہوا
مگر زمین پر ایک شخص گرا پڑا تھا دیکھئے
ویسا ہی غیر متحرک تھا جیسا قیدی قزاق
اللہ اللہ ایسا ہو کیا میری آنکھیں
خطا کرتی ہیں۔ نہیں نہیں۔ جو کچھ میں
قیاس کرتی ہوں وہی درست ہے اور
جو کچھ میں دیکھتی ہوں وہ فی الواقع ہے
کلاڈسا اور قزاق غائب تھے اور اس
مقام پر اسکا پیارا چچازاد بھائی البردین
بے حس و حرکت پڑا تھا شاید مر گیا یا
غالبًا مقتول ہوا۔

باب سی دوم

چشمے کے پاس

ان اسرار کی توضیح کے لیے جو پچھلے
باب کے آخر میں بیان ہوئے ہمیں پہلے
کلاڈسا کی چند کاروائیوں کا ذکر کرنا
ضرور ہے۔ جیسے ہی کہ لیلی اسکی نظروں
سے غائب ہوئی۔ کلاڈسا نے نہایت
قوت سے بیہوش قیدی قزاق کو کھینچ کر
اپنے گھوڑے پر بٹھایا اور خود بیٹھکر اس
مقام سے چلدی۔ تھوڑی ہی مسافت طے
کرکے وہ ایک چھوٹی گھاٹی میں پہونچی جہاں ایک
چھوٹا سا چشمہ جاری تھا وہاں
وہ ایک سبزہ زار مقام پر اپنے گھوڑے
سے اتر پڑی اور اُسنے قزاق کے جسم کو اتارا
اور گھاس پر لٹا دیا اور [illegible] پانی
[illegible] قزاق [illegible]
چھڑکا۔

آخر کار قزاق نے اپنی آنکھیں آہستہ
آہستہ کھولیں اسکے بدن میں آثار تشنج کے
نمایاں تھے۔ اسکی حلق سے کچھ الفاظ
نکلے مگر وہ الفاظ ایسے بے ترتیب تھے
کہ کلاڈسا انکا مطلب کچھ نہ سمجھ سکی رفتہ
رفتہ انکے معنے کچھ سمجھ میں آنے لگے

قیری قراماں "یہ ٹوٹز نہ تھا گر وہ سچ نہ بولے گا۔ اسنے وہ کام نہیں کیا وہ تھا افسوس بیچارہ پیر مرد۔ میرا یہ مطلب نہ تھا نہیں نہیں۔ میری یہ غرض نہ تھی کہ اسکا خون کرایا جائے۔ اسکی روح میرے ذہن میں بسی ہوئی ہے تاہم میرے ہاتھ سے ضرب نہیں پہونچی۔ میرا ہاتھ نہ تھا وہ جمشید تھا جمشید نے یہ کیا میں نے نہیں کیا نہ ٹوٹز نے۔ بیچارہ بوڑھا آدمی کیوں اسطرح آ گیا۔ شاید لیلی کے بچانے کے واسطے آیا ہو جب ہم اسکو لے چلے ٹوٹز نے بیوقوفی کی کہ باغ میں توقف کیا اور اپنے تئیں قید کرا دیا۔ اوہ میرے دماغ کو چکر آتا ہے۔ میرا سر درد کرتا ہے میرے خیالات پریشان ہیں۔ آہ یہ کیا ہوا۔ [illegible] میرے ہاتھ [illegible] ہیں"

کلاڈسا (آہستہ سے) کہا "نہیں تم آزاد ہو"

قیری قراماں "این یہ کون بولتا ہے کیا یہ مرحہ کی آواز تھی"

کلاڈسا "نہیں تم جانتے ہو کہ مرحہ اس دنیا سے چلی گئی اور تم پھر اسکو کبھی نہ دیکھو گے!"

قیری قراماں "ہاں وہ چلی گئی۔ میری زندگی کی حور چلی گئی اب میں اسکو کبھی نہ دیکھوں گا"

اسکے بعد دیر تک خاموشی رہی جسمیں قزاق کی جسمی قوت پھر آئی اور دماغی قوت مجتمع ہوئی معلوم ہوئی آخرکار وہ اٹھ بیٹھا اور یوں ہمکلام ہوا۔

قیری قراماں "بہر حال مجھکو تمہاری صورت اچھی طرح دیکھنا چاہیے کیونکہ تم میرے ساتھ اسقدر احسان کر رہی ہو تاکہ اگر تمکو مدد کی ضرورت ہو اور میں اتفاق سے قریب ہوں تو میں تمہارے بچاؤ میں ہتھیار اٹھا کر اپنی شکرگذاری ثابت کر سکوں"

کلاڈسا اٹھ کھڑی ہوئی اور قیری قراماں بھی اور گو چند منٹ تک وہ لڑکھڑایا اور سیدھا نہ کھڑا ہو سکا مگر اسنے معمول کے موافق اپنے تئیں سنبھالا۔

کلاڈسا "ہاں دیکھو تم مجھکو نہیں پہچانتے ہو"

قیری قراماں چند لمحہ تک اسکے چہرہ پر غور کرتا رہا پھر دفعتا اس نے کلاڈسا کا ہاتھ پکڑ لیا اور آگے کی طرف کھینچا اس طرح پر کہ ماہتاب کی روشنی اسکے چہرہ پر خوب پڑنے لگی۔ قزاق کے چہرہ پر دفعتا ایک عجیب کیفیت نمودار ہوئی جس کا بیان کرنا مشکل ہے اور وہ زور سے

چلا اوٹھا"

مگر پھر یہ معلوم ہوا کہ ایک لمحہ مین وہ مشکلات جو اسکو پیدا ہوا تھا دفعتہً دور ہو گیا کیونکہ کلاڈسا اوس کے پاس سے بھاگتے ہوئے بہوت کیطرح جلدی۔ قیری قرامان کی آنکھین ایک لمحہ تک اسکے پیچھے لگی رہین اور وہ درختون مین غائب ہو گئی۔ قیری قرامان وہان پہ کھڑا رہ گیا اسکو اتنی قوت نہ تھی کہ کلاڈسا کے پیچھے جاتا۔ وہ اوس موقع پر گیا جہان گھوڑا چر رہا تھا اور اسپر سوار ہوا اور اس امید پر ہر طرف گھوڑا دوڑانے لگا کہ شاید کلاڈسا مل جائے مگر سب بیسود تھا۔

اب ہم قیری قرامان کو یہان چھوڑ کر اوس مقام کیطرف لوٹتے ہین جہان ہمنے لیلی کو اسوقت چھوڑا تھا جب اسنے کلاڈسا اور قزاق کو غائب اور الہ دین کو زمین پر بیہوش پڑا ہوا پایا تھا۔ شہزادی نے گھوڑے سے اوترکر وہ شیشہ شراب کا جو چکلی والے سے خرید کیا تھا اسکے منہ سے لگا دیا۔ شیشہ کا لگانا تھا کہ پھر اسکی جان مین جان آگئی اوسنے لیلی کے گلے مین باہین ڈالدین اور محبت سے اوسکو چمٹا لیا۔ اب لیلی نے دیکھا کہ وہ گھوڑا جو اسکے چکلی سے واپس آنے کے وقت وہان کھڑا تھا الہ دین کا تھا کلاڈسا نہ تھا۔ ہمارے نوجوان ہیرو نے اپنا حال جلدی سے بیان کیا اسنے اور ابراہیم نے ڈونز کا پیچھا کیا اور اسکو گرفتار کر لیا۔

جب الہ دین اور ابراہیم ڈونز کو گرفتار کر کے طفلس کیطرف لیے جاتے تھے حافظ بھی اونسے آملا۔ ڈونز کو حافظ اور ابراہیم کی حفاظت مین چھوڑ کر الہ دین شہزادی اور کلاڈسا کے پاس دوڑ گیا مگر اس موقع کے قریب پہونچکر اندھیرا یا وہ سمجھا کہ شاید یہ مقام نہین ہے غالباً اس سے آگے ہے دفعتاً اوسکا گھوڑا ادا دراست سے جھکا اور کسی سیاہ چیز کو جو زمین پر پڑی تھی دیکھکر بھڑکا اگرچہ الہ دین شہسواری مین طاق تھا لیکن سنبھل نہ سکا اور زین سے بہت زور کے ساتھ زمین پر دھم سے گرا جس چیز کو دیکھکر اسکا گھوڑا بھڑکا تھا وہ قیری قرامان کا گھوڑا تھا جو زمین پر مردہ پڑا تھا الہ دین کو گرنے کے باعث غش آگیا مگر بجز چوٹ لگنے کے الہ دین کو کوئی نقصان نہین پہونچا اور ہوش آنے کے چند منٹ بعد اسنے وہان سے رہائی ہونے کا ارادہ کیا۔

اسنے کلاڈسا کا حال پوچھا لیلی نے سب حال بیان کیا الہ دین کلاڈسا کے

تھا جسکو [illegible] ہوا [illegible] شاسف ہوا
لیلی کو جب اسے یہ خبر سنائی کہ فقیری قرامان
تھا اُسکو زیادہ رنج ہوا اور کہنے لگی۔
"افسوس بیچاری کلاڈسا اس قزاق کے
ہاتھ میں پھنس گئی"
مگر اب کیا ہو سکتا تھا سوائے اسکے کچھ
چارہ نہ تھا کہ کلاڈسا کو سپرد خدا کر کے اُسکی
تقدیر پر چھوڑ دیا جاوے اور وہ گھوڑون
پر سوار ہو کر قفلس کی طرف کو راہی ہوئے
خوش قسمتی سے اُس مکان پر پہونچے جو بدنصیب
[illegible] کا تھا اسکے نوکر اور چاکر دونون [illegible]
جو ابھی تک اس مکان میں موجود تھے لیلی اور
الہ دین کو نہایت آؤ بھگت سے لیا۔
ضعیفہ مکان دار نے سب سے پہلے
انکا خیر مقدم کیا اور پھر چند منٹ میں
لیلی اپنی وفادار اور مسرور [illegible]
دیدہ اور آنسو سے بغلگیر ہوئی۔ یہ
ملاقات بھی دردانگیز تھی۔
لیلی نے اپنی پیش خدمتون سے
مختصر طور سے پہلے اپنی کیفیت بیان کی
اور بعد ازان [illegible] مفصل حال
کہہ سنایا۔
ضعیفہ نے از راہ وفور عنایت جلد
کھانا چنا۔ الہ دین اور لیلی کھانا کھانے
بیٹھے مگر انکو کچھ لطف نہ آیا کیونکہ انکو
کلاڈسا کے باعث بہت تردد تھا۔ لیکن
تھوڑے عرصہ کے [illegible] ایک ملازم نے آکر
اطلاع دی کہ ابراہیم اور حافظ الہی پہونچے
ہیں اور نوکر کو پھر مجلس میں داخل
کرتے ہیں جہان سے وہ بھاگا تھا۔ پھر
تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا اور
کلاڈسا نمودار ہوئی"

باب سی ویکم

کلاڈسا کی واپسی

لیلی اور الہ دین نے جب کلاڈسا کو اسے
گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا جہان
وہ بیٹھے ہوئے تھے تو وہ نہایت خوش
ہوئے اور دونون نے اسکا حال پوچھنا
شروع کیا۔ کلاڈسا میز کے پاس بیٹھ گئی اور
کچھ کھانے پینے کے بعد جسکی اسکو سخت ضرورت
تھی اپنا مصنوعی قصہ اس طرح بیان
کرنے لگی"
"پیاری شہزادی جب تم بادی بھگی کو چلی
گئیں تو تھوڑے عرصہ کے بعد ایک گروہ
چار سوارونکا دوسری طرف سے آکر
قریب ہوا تھا وہ مجکو فقیری قرامان کی پہچان
جسم پر جھکا ہوا دیکھ کے ٹھہر گیا انہون نے
فوراً معلوم کر لیا کہ یہ فقیری قرامان ہے
پس انہون نے اسکو اٹھا کر ایک شخص

کے گھوڑے پر بٹھا لا اور مجکو اپنے ساتھ
لیجانے پر مجبور کیا یہ سب کام چند منٹ مین
ہو گیا اور جب مین تیزی سے چلی جا رہی تھی
مجکو اس خیال سے سخت رنج ہوا کہ جب تم
واپس آؤ گی تو مجھکو اسطرح بلا سبب
غائب پا کر کیسا گھبراؤ گی اور پریشان ہوگی
سوار لوگ کچھ دیر تک برابر چلے گئے آخرکار
ایک دریا کے کنارہ پر سب ٹھہرے اور
قیری قرامان کو ہوش مین لائے اُسنے بہت
سے ٹوٹے پھوٹے فقرے کہے جنکا یہ منشا تھا
کہ لوئز منصور کا قاتل نہین ہے اصل قاتل
اس سوداگر کا جمشید ہے۔

الہ دین۔ این لوئز بیگناہ ہے۔

کلاڈو سا۔ ہان وہ بیگناہ ہے۔

الہ دین۔ اور پھر بھی وہ نوجوان جسپر جھوٹا الزام
لگا ہے حراست مین ہے۔

کلاڈو سا۔ تو اب ہمکو چاہیے کہ اسکو جلد
اس الزام سے بری کرانے کی فکر کرین اور
اسکے ساتھ انصاف کرین۔

الہ دین۔ بیشک ایسا ضرور ہوگا مگر
تم نے یہ سب حال قیری قرامان کی زبان
سے سُنا ہے۔

کلاڈو سا۔ ہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیری قرامان
اور جمشید دو آدمی تھے جو منصور کے گھر
گھس کر پیاری شہزادی تمکو اٹھا لیگئے تھے
اور اپنے تئین تمہارا ایلچی ظاہر کر کے
کمینہ پن سے تمکو بردہ فروش کے ہاتھ
فروخت کر دیا تھا۔

الہ دین۔ پھر لوئز نے یہ سب مراتب کیون
نہین بیان کیے۔

کلاڈو سا۔ اگر وہ سچ سچ بیان کر دیتا تو
ضرور اسکی تائید مین اسکو وہ سب حالات
بیان کرنا پڑتے جن سے ظاہر ہوتا کہ وہ
شہزادی کے زبردستی بھگا لے جانے کی
سازش مین شریک رہا ہے اس شرکت
جرم کی سزا بموجب قانون جارجیا پھانسی
ہی تھی اسی لیے لوئز نے اپنی حالت نہین
بدلی اور اسکو ضرور یہ امید رہی ہوگی
کہ قیری قرامان اسکو قید سے مفرور ہونے
مین مدد دیگا اگر وہ خاموش رہے۔

الہ دین۔ یہ دلائل تو ضرور قطعی ہین اچھا
کلاڈو سا اپنا حال تو کہو جس مین ہم نے وقتاً
فوقتاً خلل اندازی کی ہے۔

کلاڈو سا۔ ہان تو جب قیری قرامان
بزبان کہہ رہا تھا دو چار ان آدمی اُسکو
گھیرے ہوئے تھے اور پھر بیہوش ہو گیا [illegible] کی
[illegible] ش کر رہے تھے ایک [illegible] پر
معلوم ہوا کہ انکو میرے موجود ہونے کا
خیال نہین مگر جب وہ کامیاب ہوئے
انھون نے دفعتاً مجکو دیکھا اور میرے

مار ڈالنے کا مصمم ارادہ کر لیا جب مین ہر طرح کا وعدہ کرنے پر تیار ہو گئی کہ جو کچھ مین نے سنا ہے جیتے جی میری زبان سے نہ نکلیگا۔ تب مجکو صحیح وسالم چلے آنے کی اجازت ملی اور میرا گھوڑا واپس دیا گیا مین فوراً وہان سے واپس چلدی بہت دور نہ آئی تھی کہ میرا تھکا ہوا گھوڑا گر پڑا اور پھر نہ اُٹھا تب مین پیادہ پا ایک قریب کے مکان کو گئی اور وہان ایک جانور کرایہ کیا کہ طفلس کو آؤن۔"

اسطرح پر کلاڈسا نے اپنا قصہ بیان کیا کہ جسکی صداقت پر نہ الہ دین کو شبہ ہوا اور نہ لیلی کو اسکو الہ دین اور لیلی نے ایسے بدمعاشون کے ہاتھ سے بچ جانے پر از سر نو مبارکباد دی پھر اُن تینون نے صلاح کرنا شروع کیا کہ ٹوٹز کے بابت کیا کرنا چاہیئے۔

بعد کسیقدر صلاح و مشورہ کی شہزادی الہ دین اور کلاڈسا آرام کرنے کیلئے رخصت ہوے اور نازک اندام لیلی نے ایکمرتبہ پھر اُس کمرہ مین آرام کیا جہان سے ایک مہینہ ہوا وہ زبردستی سے بھگائی گئی تھی تاکہ بطور کنیز کے فروخت کیجاے اور تحفہ رمضان بنائی جاے۔

الہ دین نے قبل آرام کرنے کے داروغہ مکان سے دریافت کیا کہ آیا کچھ بیچ سکے کا تعدات اُسکے اور لیلی خاتون کے نام اسکے متوفی آقا کے اثاثہ مین پائے گئے یا نہین؟ داروغہ نے اسبارہ مین محض اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ اسکی نسبت وصیا سے دریافت کیجئے ہمارے ہیرو کو یہ بتلایا گیا کہ اصل وصی ایک نامی اور معزز مقنن ہے۔ دوسرے روز الہ دین نے اُسکے مکان کی راہ لی۔ اُس شخص قانون پیشہ نے الہ دین کو ہاتھون ہاتھ لیا ہمارے ہیرو نے جو سوال اس سے پہلے پوچھا اُسنے اسکا جواب نفی مین دیا۔ جس سے الہ دین کو مجبور ہو کر یہ سمجھنا پڑا کہ جنت ارضی کا بھید منصور مقتول کے ساتھ ہمنا یچ ہو گیا تاہم جہانتک ممکن ہوا الہ دین نے اپنا ملال ظاہر نہین کیا۔

بعد ازان الہ دین نے اُس مقنن سے دریافت کیا کہ ٹوٹز کے بابت کیا کرنا چاہیے۔ اُسنے سب کیفیت مقنن سے کہہ سنائی وکیل نے بہت توجہ سے سب حال سُنا مگر جو کارروائی کیگئی اور جو کچھ نتیجہ ہوا اُس کا حال ہم آئندہ باب مین بیان کرینگے۔

باب سی و دوم

اظہار

وکیل معہ الہ دین کے گرجی مجسٹریٹ

کے مکان کو گیا۔ مگر اس افسر نے نئے واقعات کو جو اب ظاہر ہوئے تھے معلوم کرکے ارادہ کیا کہ کل معاملہ روسی جج کے سپرد کریں چنانچہ مفتش اور الدین روسی جج کے مکان پر گئے اور اسنے سب حال سنا اور حکم دیا کہ مین آج سب مقدمہ کی سماعت ایک بجے کرونگا۔

اس عرصہ مین کلاڈسا متوفی تاجر کے گھر سے نکلی اور محبس کی طرف راہی ہوئی وہان پہونچکر اُسنے دریافت کیا کہ ٹوبز سے چند منٹ کے لیے ملاقات کرنا ممکن ہے یا نہین اور ساتھ ہی اسنے ایک اشرفی اُس روسی سپاہی کے ہاتھ مین رکھدی جس سے وہ ہمکلام ہوئی تھی۔ سپاہی نے فوراً جیلر کو بُلایا اور اسکے کان مین کہا کہ اس عورت نے بہت فیاضی کی ہے اور تمہاری تکلیف کے معاوضہ مین تمکو بھی بہت کچھ دیگی چنانچہ جیلر کنجیان لیکر کلاڈسا کو ایک کوٹھری مین لیگیا اور ایک اندرونی دروازہ کھول کر کلاڈسا سے کہا کہ اسکے اندر چلی جاؤ مین اسکو بند کرونگا تم کو اختیار ہے جب چاہنا باہر نکل آنا۔

کلاڈسا ٹوبز کے پاس پہونچکر یون ہمکلام ہوئی "مین تمہارے لیے خوشخبری لائی ہون تم کو اپنی جان بچانے کی امید کرنا چاہیئے۔ بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل کرو"

جوان "بتاؤ مین کیا کرون مین تمہارے کہنے کی پوری تعمیل کرونگا تم کون ہو جو مجھ سے امید کا ذکر کرنے آئی ہو"

کلاڈسا "اس سے کچھ بحث نہین ہے کہ مین کون ہون مگر مین اسقدر جانتی ہون کہ تمہارے ہاتھ سے منشور کو ضرب مہلک نہین پہونچی اس کا قاتل جمشید ہے"

ٹوبز "ہان یہ درست ہے مگر اس امر کے ظاہر کرنے سے مجکو کیا فائدہ پہونچیگا"

کلاڈسا "مین جانتی ہون کہ تم کسوجہ سے مہر خاموشی اپنے لب پر لگائی ہے تم شہزادی لیلی کے زبردستی لے بھاگنے مین شریک تھے"

ٹوبز "بلا شبہ یہ سچ ہے"

کلاڈسا "تم مجھے ایک بات سچ سچ بتادو کیونکہ تمہارے بچنے کی یہی سبیل ہے کہ تمہارے مقدمہ کے حالات سے مجکو پوری آگاہی ہوجاوے"

ٹوبز "اچھا تم پوچھو"

کلاڈسا "قزلی قزاق اور شہزادی لیلی کے لے بھاگنے مین کیون شریک ہوا اس نے روپیہ کے واسطے ہرگز ایسا نہ کیا ہوگا

کیونکہ قیری قراماں صاحب ثروت ہے
اُس کے پہاڑی قلعوں میں خزانے
موجود ہیں۔"
ٹونر۔" اُس کے پاس کسی وقت میں دولت
تھی مگر اب سب خالی رہی۔ پس اُس نے
روپیہ کے واسطے یہ فعل کیا۔
کلاڈسا۔" ان سب دولت جاتی رہی!!
مگر یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ سردار ایک
گروہ کا تھا۔"
ٹونر۔" بلاشبہ وہ سردار ایک گروہ کا تھا
مگر ایک مہینہ سے زائد ہوا کہ وہ سردار باقی
نہیں رہا اب تم اُسکا ذکر اسطرح کر رہی ہو
کہ گویا وہ زندہ ہے حالانکہ وہ کل شام
کو فوت ہو گیا۔
کلاڈسا۔" نہیں وہ زندہ اور آزاد ہے
مگر یہ کیسے ہوا کہ وہ اب سردار باقی
نہیں رہا۔
ٹونر۔" اُسکا نائب غازی اُس سے باغی
ہو گیا اور اُسکے گروہ کے اشخاص نے
باغی کو اپنا سردار مقرر کیا اور دفعتاً قیری
قراماں کی سرداری اور دولت سب جاتی رہی
فقط ایک رفیق اُسکا خیرخواہ رہا وہ
جمشید تھا۔"
کلاڈسا۔" اہا۔ تو یہ ہوا۔ اچھا سنو یہ تصفیہ
ہوگئی ہو کہ بابت قتل منصور کے تمہاری
بیگناہی ظاہر کیجاوے تو تم ہی یہیں کسی
حاکم عدالت کے روبرو تمہارا اظہار لیا
جاویگا تمکو شہزادی کے بھاگنے کے
جرم میں شرکت کا اقرار کرنا پڑیگا تم اُسکو
شہزادی کے لقب سے نہ پکارنا بلکہ محض
لیلی خاتون۔"
ٹونر۔" پھر مجھکو کیا فائدہ ہوگا کہ میں ایک
جرم سے اپنی بیگناہی ثابت کرادوں اور
دوسرے جرم کا اقرار کروں جس کی
پاداش میں بھی سزاے موت منصور ہے۔"
کلاڈسا۔" ان سب مراتب پر غور کر لیا
گیا ہے شہزادی لیلی تمہاری
شفاعت کریگی۔"
ٹونر۔" کیا وہ قسطنطنیہ میں نہیں ہے؟"
کلاڈسا۔" نہیں وہ بیداغ لوٹ آئی اور
طفلس میں موجود ہے۔"
ٹونر۔" تو بلاشبہ کچھ امید ہی مگر تم جسکی بدولت
میری جان بچتی ہے۔"
کلاڈسا۔" مجھ سے اور کچھ بات نہ پوچھو
جو کچھ میں کہوں سن لو تم اقرار واثق کرو
کہ آج سے کبھی نیک نہاد شہزادی کو ذرا بھی
نقصان نہ پہونچاؤ گے۔
ٹونر۔" میں اقرار کرتا ہوں کہ شہزادی کو آج سے
ذرا بھی نقصان نہ پہونچاؤں گا۔"
کلاڈسا۔" میں تمہاری زبان سے ایک اور

اقرار کرانا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ پھر
تم کسی طرح پر تیری قراماں کے شریک نہ ہو گے
اور آج سے پھر کبھی کسی طرح کی آمد و رفت
یا پیام و سلام اُسکے ساتھ نہ رکھو گے اس
خطرہ خیز شورش میں شریک ہوا یہ بدی
کی تھی پھر اسکو سمجھاؤ اور علیٰ ہذا القیاس
تو نے ان سب باتوں کے نہ کرنے کا
بھی اقرار کیا اور کلاڈوسا نے سمجھا دیا تھا

کلاڈوسا "میں پہلے بیان کر چکی ہوں کہ
غالباً تھوڑے عرصہ میں ایک جج کے روبرو
تمہارا اظہار ہو گا تم تیری قراماں کا نام
نہ لینا جمشید کا نام لینا اور کوئی شخص
نام اُس کے پھر [illegible] کا جو اس وقت تھا
بیان کر دینا"

ٹونزیدے "میں سر مو تمہارے ارشاد سے تجاوز
نہ کروں گا"

کلاڈوسا "اسی ارادہ کے موافق عمل
کرو اسی میں تمہارے لیے بہتری ہے"

بعد ازاں کوٹھری سے وہ باہر آئی
ٹونزیا بالکل نہ سمجھا کہ یہ کون ہے۔ جیلر نے
پھر اس مضبوط دروازہ کو بند کر دیا اور
کلاڈوسا کو قلعہ کے پھاٹک تک پہونچا آیا
وہاں اُسنے بہت فیاضی سے جیلر کو
انعام دیا اور جلدی سے رخصت ہو کر
تاجر متوفی کے مکان کی طرف چلی۔

اُسی روز ٹھیک ایک بجے دوپہر کے بعد
ایک روسی سپاہیوں کا گارڈ ٹونزیدے کو عدالت
میں لے گیا جہاں بڑے روسی کا اجلاس
تھا اور عدالت میں علاوہ جج کے چند
منشی و متصدی تھے اور وہ وکیل بھی تھا
جسکو الیہوں نے اس کے لیے مقرر کیا
تھا۔ ٹونزیدے کو کٹہرہ انتظار میں لے گئے مگر
گارڈ وہ سپاہیوں کا دروازہ کے باہر رہا
جبکہ اس کا مقدمہ اظہار ہونیوالا تھا صاحب
ٹونزیدے مجرموں کے کٹہرہ میں کھڑا تھا جج
نے کہا "ٹونزیدی کیا تم جانتے ہو کہ دربارہ
اُس جرم کے جو تم پر لگایا گیا ہے یعنی اپنے
معزز آقا کے قتل کے بابت کچھ بیان کرو"

ٹونزیدے "حضور میں اس جرم سے بالکل
بیگناہ ہوں"

جج "مگر جہانتک مجھکو دریافت ہوا ہے
تم نے اقرار کا پھر اعادہ نہیں کیا گو ایک مہینہ
کی حالت قید میں تمہارے پاس گورنر
قلعہ اور پادری محبس کئی مرتبہ گئے"

ٹونزیدے "اسوقت کی حالت خوف و ہراس
میں میں نے اولاً اس الزام کو دفع کیا
جس سے میں بیگناہ تھا اور سچ سچ بیان
کر دیا مگر جب محبس کی تنہائی میں مجھکو غور
کرنے کی فرصت ملی میں نے یہ سمجھا کہ ان

بیانات کا اعادہ کرنا فضول ہے جنکی بابت کے
لیے بہت سی توضیحات کی ضرورت ہوگی
اور ان توضیحات سے خواہ مخواہ اُس
فعل کا اقرار کرنا ہوگا جس کے پاداش
مین وہی سزا مقرر ہے جو جرم قتل کے
واسطے ہے"

جج "تم کس فعل کا ذکر کرتے ہو کیا تمکو اسوقت
وہ توضیحات کرنا منظور ہین"

تونرہ "جی ہان مین حضور سے سب حال
بیان کرون گا"

جج "اچھا کہو"

تونرہ "منصور کے مکان پر ایک خاتون
جسکا نام لیلی تھا مقیم تھی۔ ایک بردہ فروش
کے ہاتھ مین نے اسکے فروخت کرنیکا معاملہ
کیا۔ اس فعل مین میرے دو شریک تھے
ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا گرگیو اس
تھا۔ یہ صلاح قرار پائی تھی کہ یہ دونون شخص
رات کے وقت منصور کے مکان سے لیلی کو
اٹھا لیجائین۔ چنانچہ وقت مقررہ پر مین
انکو داخل کرنے کیواسطے پائین باغ مین اترا
جب لوگ اسکو لیے جاتے تھے مین نتیجہ کا منتظر
درختون مین چھپا بیٹھا رہا اتفاقاً منصور بھی
اُسی وقت باغ مین ٹہلنے کو آیا اور وہ
جمشید اور گرگیو اس سے جب وہ لیلی کو لیے
جاتے تھے دوچار ہوا منصور نے غل مچایا
لیکن اسکے بالکل خاموش ہوگئی مین اس
مقام پر گیا جہان منصور نے ان لوگون کو
دیکھا تھا اور وہان اپنے آقا کو خون مین تڑپتے
دیکھا۔ وفور غم سے مین اس سے لپٹ گیا
اسی وجہ سے میرے کپڑون پر خون کے
دھبے تھے بعد ازان مین گرفتار ہوگیا اب
مین نے حضور سے سب حال کہدیا"

جج "اچھا قیدی کو لیجاؤ"

ایک محرر نے سپاہیون کے گارد کو
بلایا اور وہ تونرہ کو ایک کمرے مین لیگئے
پھر محرر نے کلاڈسا کو اپنے ساتھ آنے کا
اشارہ کیا اور اسکو عدالت انصاف
مین لے گیا۔

اُس وکیل نے جسکو الہ دین نے مقرر کیا
تھا کہا "تم حضور سے جو کچھ حالات اس
معاملے مین جو پیش ہے کہنا چاہتی ہو
بیان کرو"

کلاڈسا "کل شام کو مین ایک لمبے سفر
سے معہ اپنے چند دوستون کے طفلس کو
واپس آتی تھی کہ مین نے ایک عجیب
غریب کیفیت قلعہ کے مجلس پر دیکھی
کوئی شخص رسی کے ذریعے اتر رہا تھا
چنانچہ ایک شخص ہمارے گروہ کا مجلس
کے پھاٹک پر خبر دینے کو بھیجا گیا مگر
قیدی بھاگنے مین کامیاب ہوا۔

وہ جنگل میں پہونچا اور وہاں سے مجھے اُسے ایک تیز گھوڑے پر سوار دوڑتے ہوئے دن کے نکلتے ہوئے دیکھا۔ ہمارے گروہ کے باقیماندہ دو شخصوں نے اُسکا پیچھا کیا اُن میں مقابلہ ہوا اور ایک ہمراہی مقرر ٹونر کا دھم سے زمین پر گر پڑا میں ایک اور خاتون جو میرے ساتھ تھی اُس مقام کی طرف بڑھی ہمنے دیکھا کہ اُس شخص میں ہنوز جان باقی ہے صرف اُسکے ہوش و حواس جاتے رہے تھے چنانچہ ہم نے اُسے ہوش میں لانیکی تدبیر کی وہ خاتون جو میری ہمراہی تھی سوار ہوکر کچھ اور پہ تھوڑی ایک قریب کے مکان سے شہد پہونچانے کے لیے چلی گئی۔ تھوڑی دیر میں گرے ہوئے شخص کے بہت سے ساتھی اُس مقام پر آگئے وہ اُسکو اور مجھکو اپنے ساتھ لے گئے پھر وہ شخص ہوش میں آنے لگا اُس نے ہذیان میں اہم واقعات بیان اُسنے کہا کہ ٹونر منصور کا قاتل نہیں ہے منصور کا قاتل جمشید ہے پھر وہ لوگ جو مجھکو اُس مسلوب الحواس ہمراہی کے ساتھ لے گئے تھے جب اُن کو معلوم ہوا کہ میں نے اُس شخص کی تمام بڑ کو سن لیا ہے تو وہ میرے قتل کرنے پر مستعد ہوئے مگر وہ شخص ہوش میں آگیا اور اُن کو میرے قتل سے باز رکھا میں نے اُسے بتایا کہ میں وہاں کسطرح پہونچی ہوں اور اُسنے مجھے رخصت کر دیا۔"

جج نے کہا "بس اسقدر بس ہے" اور تپاک سے گلاڈوسا کو رخصت کیا۔

اب لیلی عدالت میں آئی اور وکیل الہدین کے سوال کرنے پر لیلی نے بیان کیا کہ مجھکو وہ شخص منصور کے مکان سے اٹھا لے گئے اور ٹونر اُس قتل میں اُنکا شریک تھا اُسے ٹھیک وقت بھی بتایا جب وہ اُسکو لے بھاگے تھے جس سے ثابت ہوا کہ یہ واقعہ اسی شب کو ہوا جس رات کو منصور مقتول ہوا تھا اُسنے گرتے ہوئے سوار کے ساتھ گلاڈوسا کی تیمارداری وغیرہ جہانتک اُس سے ہوا گلاڈوسا کے بیان کی تائید کی پھر وہ عدالت سے رخصت ہوئی۔ اور الہدین طلب کیا گیا اور اُس سے ٹھیک حالات اُس یادگار رات کو منصور کے باغ میں ٹونر کے گرفتار ہونے کے دریافت کیے گئے اور جب الہدین بھی رخصت ہوا جج نے حکم دیا کہ ٹونر پھر عدالت میں لایا جائے۔ جوان پھر کٹہرہ میں کھڑا ہوا اور جج نے اُسکی طرف نہایت سنجیدگی سے خطاب کرکے یوں گفتگو شروع کی تمہارے مقدمہ کے تمام حالات بہت احتیاط سے تحقیق کیے گئے اور خاتون

حضرت سید ... کی شفاعت سے تم رہا کیے گئے
گو ابھی ایک اور سنگین جرم بلکہ مجموعہ جرائم
باقی ہے جسکی بابت مجھکو تجویز کرنا ہے۔
تمنے بیچ الفانسو کے گریز کرنے کی کوشش
کی اور نجلی نوبت سے بھاگے اور اس فرار میں
ایک سپاہی کو جو بادشاہ عثمانی مقام نذار
جملہ ممالک روسیہ کی وردی پہنے تھا اُسکو
ضرر شدید پہونچایا اس لیے اسکا جرم سے
درگذر نہیں ہو سکتا اور عدالت کو کوئی معقول
سزا اس بدکردار کی تجویز کرنا ضرور ہوگی
لیکن میرا امید کرتا ہوں کہ جہان اور
قصوروں میں معافی ملی حضور بابت اُس
بدسلوکی کے جو میں نے روسی سپاہ عساکر کی رحم
فرمائنگے میری ایک اور بھی عرض ہے۔ وہ یہ ہے کہ
میں نے بعقائد مسیحی تعلیم پائی ہے۔ کل
رات کو میں نے منت مانی ہے کہ اگر میں اس
ملامت سے بچ گیا جو اسوقت ضرور میرے
عائد حال ہوتی اگر وہ سپاہی میری ضرب
سے مر جاتا تو میں کلیساے روس و
یونان میں جسقدر جلد ممکن ہو داخل
ہو جاؤنگا۔"

ڈنز یوا مکار تھا وہ خوب جانتا تھا
کہ یہ تجویز جسکی اسکو اپنے دل میں ذرا
بھی پروا نہ تھی جج کو بہت پسند آوے گی
اور جو کچھ سزا اس اعلی حاکم کو دینی تھی اُسکو
بموجب میری شفاعت کے بابت اُسکو دینا منظور ہوگا
اُسمیں بہت کچھ تخفیف ہو جائیگی گو بالکل
بحال رکھو۔

جج۔ میں اس بات سے بہت خوش ہوں
تم اس کلیسا میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے
تقدس مآب پادریوں کی دعا لو تو تم بالکل
معاف کر دیے جاؤ گے۔

جج نے اُسکی بیڑیاں اور ہتھکڑی کاٹ
دینے کا حکم دیا۔ بعد ازان حاکم نے سب
گواہوں کو بلایا کہ انکو جملہ احکام سنائے
سپاہیوں کا گارد ڈنز کی زنجیریں کاٹنے
کیواسطے کمرہ ... میں داخل ہوا اور نیز اسلیے
کہ اُسکو اسوقت تک حراست میں رکھے
جب تک کہ اسکا اصطباغ بموجب رسوم
کلیساے روس و یونان کے نہ ہو جاوے
الہ دین اور لیلی معہ کلاڈسا اور اپنے رفقا
کے عدالت میں لائے گئے۔ منشی عدالت
نے فوراً وہ احکام سنائے جو صادر ہوئے
تھے اور جج نے لیلی اور کلاڈسا کی طرف
خطاب کر کے نہایت تپاک سے کہا "خوش ہو کہ
تمہاری وساطت سے اس جوان کی بیگناہی
ثابت ہوئی ہے میں امید کرتا ہوں کہ
تمہاری نیکی پہ کچھ یاد رہوگا اگر یہ
سمجھوں کہ تم لوگ اُس جوان کے
مسیحی کلیسا میں داخل ہونے کی

تقریب مین شریک ہو چند وجوہ ہین
جنکے لحاظ سے مین الہ دین سے یہ نہین
کہہ سکتا۔"

یہانتک کہکر جج ٹھہر گیا کیونکہ ہمارا
نوجوان ہیرو ظاہرا عدالت سے کچھ کہنے
کے واسطے کھڑا ہو گیا۔

الہ دین ۔ اگر حضور کی اجازت ہو تو مین
اس تقریب مین شریک ہون نہ محض بطور
گواہ کے بلکہ بطور ایک ایسے شخص کے
جو اس رسم کو اپنے اوپر عمل کرانا چاہتا
ہی تھوڑے عرصے مین اپنے دل
مین عقیدہ مسیحی رکھتا ہون اور اسی دین
پر پیدا ہوا تھا یہ قصہ طول طویل ہے کہ
کس طرح میری پرورش مسلمانون نے
کی اور مذہب اسلام مجھکو سکھایا مگر در
اصل ایسا ہی ہوا اور اب مین علانیہ
اور با قرار صحیح اپنے آبا و اجداد کے دین
کیطرف لوٹتا ہون۔

جج اور نیز دیگر اشخاص موجودہ بھی
الہ دین کی اس گفتگو سے اولاً متعجب
ہوئے اور جج نے ہمارے جوان ہیرو
کے اس طریقہ پر جو وہ اختیار کرنے والا
تھا بہت تعجب اور خوشی ظاہر کی اور
حکم دیا کہ مذہبی رسوم فوراً عمل مین آئین
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ٹوئنز کے لیے
رسم اصطباغ بموجب عقائد کلیسائے روس
ویونانی عمل مین آئی۔

جب یہ رسم ختم ہو چکی ٹوئنز گرجا کے پیچھے
کے حصہ مین چلا گیا اور الہ دین بلایا گیا
وہ قربانگاہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر
کھڑا ہو گیا اور بڑے پادری نے بعد دعا
پڑھنے کے اپنے نائب کے ہاتھ سے پیالہ
لیا اور بآواز بلند پوچھا "کس نام سے
تمکو اصطباغ دیا جائے؟"

الہ دین نے استقلال اور جوش عقیدت
سے دانیال کا نام زبان سے ادا کیا
پھر مقدس پانی اسکے اوپر چھڑکا گیا اور
چند لمحہ کے بعد وہ نصرانی ہو کر قربانگاہ
کے سامنے سے اٹھا اسوقت سے اسکا
نام الہ دین نہین رہا بلکہ دانیال کے نام
سے مشہور ہوا۔

باب سی وسوم

چچازاد بھائی بہن کا ڈسا

رسم اصطباغ کے بعد یہ سب لوگ اپنے
مکان کو واپس گئے اور اسی روز شام
کو شہزادہ دانیال اور شہزادی لیلی نے
مشورہ کیا کہ اب کیا کارروائی کرنا
چاہیے۔

دانیال ۔ مجکو اپنے تئین شاہی خاندان

منگریلیا کا شہزادہ ابھی ظاہر نکرنا چاہیئے۔
لیلی "کہا میرے سامنے منصور نے اسکا اقرار نہین کیا؟ اور کہا منگریلیا کے لوگ میرے کہنے پر اعتماد نکرینگے"
دانیال "پیاری بہن یہ سچ ہے مگر رد سیون کو خاندان شاہی سے کسی شخص کے دفعتًا ظاہر ہونے پر حسد ہوگا اور مجھکو اندیشہ ہے کہ میرے دعوی شہزادگی کو وہ قبول نکرینگے جب تک مستحکم طور سے اسکی تائید نہو"
شہزادی لیلی نے اس رائے سے بالکل اتفاق کیا۔
اتنے مین دروازہ کھلا اور کلاڈسا اُسیوقت اُس کمرہ مین داخل ہوئی اُس سے دانیال اور لیلی نے اگلے روز طفلس سے روانہ ہونیکا ارادہ ظاہر کیا انھون نے یہ بھی پوچھا کہ اب تم کیا کروگی اور کہا کہ ہم تمہارے اغراض مین اپنے مقدور بھر مدد دینے کے واسطے تیار ہین کلاڈسا نے اسکا شکریہ ادا کیا اور کہا کوئی بات ایسی نہین ہے جسمین مجھکو تمہاری مدد کی ضرورت ہو اُسنے فی الحال طفلس مین رہنے کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کچھ عرصہ بعد کٹائیس جاونگی اور تمہارے سلام کو حاضر ہونگی کیونکہ تم مین میرا دل لگا رہیگا

شہزادی لیلی نے اپنی سالونی دوست سے کہا اگر مجھکو اپنے محل کٹائیس مین تمہاری مہمان نوازی کرنیکا موقع ملا تو مین بہت خوش ہونگی۔
دوسرے روز دانیال اور لیلی کلاڈسا سے رخصت ہوے اور معہ ابراہیم وحافظ اور زبیدہ اور آمنہ کے طفلس سے روانہ ہوے اور شام کو گرجی بیوہ کے مکان پر پہونچے جہان بڑی آؤبھگت سے لیے گئے اب ہم انکو گرجی بیوہ کے مکان پر چھوڑتے ہین اور ناظرین کو شہر طفلس کی طرف متوجہ کرتے ہین۔
جب دانیال اور لیلی معہ اپنے رفقا کے اس مکان سے رخصت ہوئے کلاڈسا نے ضعیفہ مکان دار سے کہا "مین خیال کرتی ہون کہ اب مجھکو بھی تم سے رخصت ہونا چاہیئے۔
ضعیفہ "اسکی کچھ ضرورت نہین ہے اگر تم اس مکان مین تھوڑے دنون تک اور رہنا چاہتی ہو مین ہر طرح پر تمہاری خاطر اور مدارات کرونگی کیونکہ مین بالفعل اس مکان کی مالک ہون۔
کلاڈسا "ہان مین چاہتی ہون کہ تھوڑے روز اس مکان مین رہون"

ضعیفہ۔ جب تک مجھکو اس مکان میں
اختیار حاصل ہے تم اس گھر کو اپنا ہی
مکان سمجھو"

کلاڈ سا نے اسکی مہربانی کا شکریہ ادا
کیا اور تمام دن کمرہ کمرہ کوٹھری کوٹھری
میں پھرتی رہی اور چونکہ کوئی شخص اُسکے
ساتھ نہ تھا لہذا اپنی مرضی کے موافق
جسطرح اسکو چاہا دیکھتی رہی۔ یہ دیکھ
بھال صرف روز روشن ہی تک نہیں
کیگئی بلکہ جب ملازم اس مکان کے
سو رہے اُسنے پھر تلاش شروع کی مگر
اس احتیاط سے کہ وہاں کے کسی شخص کی
آسایش میں خلل نہ واقع ہو۔

جب سپیدۂ صبح آئینہ دار کھڑکیوں سے
نمودار ہوا اسوقت تک وہ دیکھ بھال
میں مصروف تھی مگر اُسنے مجبور ہو کر
تلاش موقوف کی اور اپنے کمرہ میں چلی
گئی اس اندیشے سے کہ شاید کوئی
علی الصباح اُٹھنے والا مجھکو اس حالت
میں نہ دیکھ لیوے۔

چند گھنٹے سو کر کلاڈ سا پھر اُٹھی اور صبح
کا کھانا کھا کر شہر طفلس کو چلی اور مختلف
دوکانوں سے بہت سی کنجیاں خریدیں
اور پھر تاجر متوفی کے مکان کو لوٹی
اور جب رات ہوئی سب ملازم اُس
مکان کے سو رہے کلاڈ سا نے پھر اس
مکان میں پھرنا شروع کیا۔ وہ اُن
کنجیوں کو کام میں لائی۔ جہاں کوئی میز
دراز دار یا الماری نما ملی اسنے اُس کو
کھولا۔ جہاں کہیں لکڑی کے سامان
آرایش یا دیوار یا فرش زمین میں کوئی
سوراخ نظر آیا جسکے اندر چھپا ہوا قفل
ہونا ممکن تھا اسنے کنجیاں لگائیں مگر
سب بے سود ہوا۔ ہیرے اور جواہرات
بہت سے اسکو نظر آئے مگر اُسنے کسی کو
ہاتھ نہیں لگایا اور جب صبح کی روشنی
کھڑکیوں میں نمودار ہوئی وہ رات
بھر کی ناکام اور بے فائدہ تلاش کے بعد
اپنے کمرہ میں چلی گئی۔

چند گھنٹے سونے کے بعد کلاڈ سا نے
کچھ کھانا کھایا اور وہ اپنے کمرہ سے اُتر کر
باغ میں ٹہلنے کے لیے جاتی تھی کہ اُسنے
ایک ڈیوڑھی میں ضعیفہ کو ایک لمبے جوان
حبشی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے دیکھا
جسوقت کلاڈ سا پہونچی ضعیفہ یہ کہہ رہی تھی
"اچھا تمھارے استاد اچھے ہیں اگر تم شام کو
آؤ تو میں نتیجہ سے تمکو اطلاع دونگی"

جوان سیہ فام نے نہایت ادب سے سلام
کیا اور فوراً ڈیوڑھی سے نکل کر سڑک
کی طرف راہی ہوا۔

کلاڈسا: ضعیفہ کو معمولی سلام کر کے کہ کیا تم نیا ملازم اپنے شاگرد پیشہ میں بھرتی کرنا چاہتی ہو۔

ضعیفہ: ہاں اسکے مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی ہے کیونکہ بدمعاش چوری سے داخل ہو کر پھلی خاتون کو اٹھالے گئے یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ پہرہ قائم کیا جاوے۔

کلاڈسا: بیشک اس سے زیادہ اور کیا عقل کی بات ہوگی۔

ضعیفہ: جو ضعیف معاملات پر بھی گپ شپ کرنے کی شوقین تھی کہنے لگی - اب تک بوڑھا مالی چوکیدار کا بھی کام کرتا تھا مگر میں نے دیکھا کہ جب وہ رات بھر جاگتا ہے تو دن کا کام نہیں کرتا اور باغ برباد نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ برین اسکا سن بھی زیادہ ہوگیا ہے جیسا تم نے بھی دیکھا ہوگا بس وہ کام کرنے کے لائق نہیں ہے کل اسنے مجھ سے شکایت کی کہ مجھ سے دو کام نہیں ہوتے لہذا میں نے چند تاجروں سے کہا کہ اگر وہ کسی معتبر شخص کو جو چوکیداری کے کام کے لائق ہو جانتے ہوں تو اسکو یہاں بھیجدین نتیجہ یہ ہوا کہ جوان حبشی نے جس کو تم نے ابھی دیکھا ہے درخواست دی ہے وہ کہتا ہے کہ میں رودنیل کے آبشاروں سے بھی آگے کا رہنے والا ہوں چند سال ایشیائے کوچک میں پھرا ہوں اور اب جارجیا میں وارد ہوا ہوں۔

کلاڈسا: تو تم نے اسے نوکر رکھنے کا اقرار کر لیا ہے!

ضعیفہ: میں اس کا حال دریافت کرنیکا ارادہ رکھتی ہوں اگر اسکا حال قابل اطمینان ہوا تو آج رات سے اپنا کام کرے گا۔

کلاڈسا: درست ہے میں کہتی ہوں کہ تم بہت ہوشیاری سے انتظام کرتی ہو۔

یہاں پر گفتگو ختم ہوئی اور غروب آفتاب کے وقت سیہ فام امیدوار ضعیفہ مکاندارہ کا حکم سننے کے لیے حاضر آیا۔ مکاندار نے جوان سے کہا کہ تمہارا حال قابل اطمینان دریافت کرنے سے معلوم ہوا اب تم اپنا کام انجام دینا شروع کرو مگر یہ یاد رہے کہ تم کو رات بھر باغ میں پہرا دینا ہوگا تو یہ پستول ہیں ان کو اپنے پاس رکھو۔

جوان سیہ فام نے سر تسلیم خم کیا اور وہ پستول لے لیے اور انہیں بھر کر اپنی جیب میں رکھ لیا بعدازاں وہ باغ میں گیا اور ضعیفہ کچھ کام کرنے کیلئے مکان کے دوسرے حصہ میں چلی گئی۔

کلاڈسا چپکے سے ڈیوڑھی سے نکلی اور
باغ مین چپ چاپ چھپ رہی۔
تھوڑی دیر مین اُسنے دیکھا کہ بنا چوکیدار
اُسی روش پر سامنے سے آ رہا ہے جسکے قریب وہ
چھپی ہوئی تھی اور اُسنے دیکھنا شروع
کیا کہ وہ کہان جاتا ہے۔ روش کے سرے
پر پہونچکر جوان سیہ فام ٹھیرا اور ہوشیاری
سے بار بار ادہر ادہر دیکھنے لگا کہ وہان کوئی
ہی تو نہین مطمئن ہو کر وہ قریب کے گل خانہ
مین گیا اور وہان سے ایک اوزار اٹھا لایا
اور ادہر اودہر دیکھکر آگے بڑھا اور کلاڈسا
کے قریب ہو گیا۔ کلاڈسا نے نہایت آہستگی
سے ایک خنجر نیام سے نکالا۔
جوان سیہ فام درختون اور جھاڑیون
مین جہان کلاڈسا چھپی ہوئی تھی گھسا اور
ایک خاص موقع پر ٹھیرا اور زمین کھودنے
لگا تھوڑی دیر مین وہ چیز جسکی ظاہر اُسکو
تلاش تھی نکلی جب وہ جھک کر وہ چیز
نکالنے لگا کلاڈسا معاً اُسکے پاس ہو پہنچی
اور کہا "خبردار کوئی لفظ منہ سے نہ نکالنا
ورنہ تیری جان جائے گی" اُسنے ایک کندھے
سے جوان کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
خنجر مارنے کے لیے اٹھایا۔
جوان سیہ فام کے منہ سے بارے خوف
کے کچھ بات نہ نکلی وہ بطور خوشامد کے گھٹنے
ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔
کلاڈسا "جب مین تجھکو جانتی ہون تو
ڈونر ہے۔"

باب سی و چہارم

مخفی نوشتہ جات

ڈونر کی زبان بند ہو گئی اور دیگر اعضا
نے بھی جواب دیا۔ کلاڈسا دہلی کے طور
پر ایک ہاتھ مین خنجر لیے ہوئے تھی اور
دوسرے ہاتھ سے اُسنے ڈونر کا لباس
پھاڑ ڈالا اور پستول نکال لیے یہ سب
کام چند منٹ کا تھا۔
ڈونر نے جو غار کھودا تھا وہ قریب
دو فٹ کے گہرا تھا۔ کلاڈسا نے اپنی
آنکھون سے دیکھ لیا کہ جو چیز ڈونر اس
گڑھے سے نکالنے والا تھا وہ اس مین
ٹین ہی ہے ایک پلندہ کاغذ کا تھا جو ایک
تاگے سے بندھا ہوا تھا۔
جب وہ بزدل جوان کے ہتھیار چھین
چکی اُسنے حکومت کی آواز سے کہا "یہ
کاغذات مجھکو اٹھا دے" ڈونر نے
کلاڈسا کی تعمیل ارشاد مین ذرا بھی تامل
نہین کیا۔ جب کلاڈسا کاغذ لینے لگی ڈونر
کو معلوم ہوا کہ اُسکی جان نکلی جاتی ہے
اور تمام امیدین جو بیشتر عمدہ

صورتین رکھتی ہین پیکر خیالی کیطرح اُس سے دور ہوتی جاتی ہین۔

کلاڈسا نے جب کاغدات اپنے کپڑون مین رکھ لیے اُسنے ڈونز سے کہا "اُٹھ جیسا مین کہون ویسا کر" کلاڈسا نے کہا اُس گڈھے کو بند کر دے "اُسنے فوراً گڈھا بند کرنا شروع کیا اور جب بند کر چکا وہ پھر کلاڈسا کے حکم کا منتظر کھڑا ہو گیا۔

کلاڈسا "اسی وقت گھوڑا اصطبل سے لو اور بلا توقف طفلس سے دور نکل جاؤ"

جوان نے دیکھا کہ یہ اپنی آواز، نظر اور طریقہ سے ہر امر مین اپنی رائے پوری کرنے پر آمادہ ہے لہذا اُسنے کہا "بہت اچھا خاتون مین ایسا ہی کرونگا"

کلاڈسا "میرے آگے چلو اور اصطبل کا راستہ بتاؤ۔ یاد رہے کہ اگر تم نے بھاگنے کا قصد کیا تو انہین پستولون سے تمھارا فرار بالکل رک جائیگا۔

ان ہولناک دھمکیون سے ڈونز تھرتھرانے لگا اور مشکل سے وہ راستہ طے کیا اور اصطبل مین پہونچکر کلاڈسا نے ایک گھوڑے کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اسکو لو"

ڈونز نے کوئی کلمہ اپنی زبان سے نہین نکالا اور اس گھوڑے پر جو اُسکے متوفی آقا کا تھا زین کسنے اور لگام چڑھانے کے لیے بڑھا۔

غرضکہ دونون باغ کی پشت کے دروازہ پر پہونچے۔ ڈونز کے پاس کنجی تھی اُس نے فوراً دروازہ کھولا اور گھوڑے پر سوار ہوکر کلاڈسا کی نظر سے غائب ہو گیا۔

کلاڈسا پھاٹک بند کرکے اپنے کمرہ مین داخل ہوئی اور دروازہ کمرہ کا بند کرکے اُسنے چراغ جلایا اور اس کاغدات کو میز پر پھیلا کر پڑھنے کے لیے بیٹھی۔

اُسنے تاجر متوفی کے کاغدات مین ایسے مضامین پڑھے جس سے اُس کو یقین ہو گیا کہ کوہ قاف کے درمیان جو راستہ ہین اُسمین طرح طرح کے خطرات ہین اور اُس راستہ مین قزاق بھی کثرت سے رہتے ہین۔ وہ مقام جہان کھانے کا رنگ برنگ جواہرات بیش بہا میوہ جات خوش ذائقہ اور معدنیات بیش قیمت کا انبار ہے جہان ہمیشہ موسم بہار رہتا ہے اور دنیا کے پریشان طوفان کا اثر نہین پہونچتا نہ انسانی خطرہ نہین ہے اس رات کو کلاڈسا نے صرف تھوڑی دیر تک آرام کیا کیونکہ اُسکو ایسی خوشی تھی کہ رات بھر نیند نہ آئی۔ جب وہ صبح کو اُٹھی ضعیفہ اُسکے کمرہ مین آئی اور کہنے لگی کہ آخر یقی چوکیدار بڑا حرامزادہ نکلا منصور

منفور کا منظور نظر گھوڑا ایکرات کو بھاگ گیا۔ کلاڈسا نے یہ سب گفتگو مصنوعی تعجب اور نفرت سے سُنی۔

صبح کا کھانا کھا کر کلاڈسا نے ضعیفہ سے اطلاع کی کہ اب میرا کام پورا ہو گیا ہے جسکے واسطے مین طفلس مین ٹھہری تھی اور بہت گرمجوشی سے اُسکی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرکے اور ضعیفہ اور دیگر ملازمون کو اپنی شکرگذاری کا ثبوت از قسم تحفہ و انعام دیکر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رخصت ہوئی۔

باب سی و پنجم

خرمن

کلاڈسا شام کو گرجی بیوہ کے مکان پر پہونچی اور فوراً لیلی سے لپٹ گئی شہزادہ دانیال نے بھی تہ دل سے اُسکا خیر مقدم کیا اور دونون نے پوچھا کہ تم دفعتاً یہان کیسے آگئین۔ تمہارے آنے کی تو کچھ امید نہ تھی کلاڈسا نے کہا یہ سب مراتب مین پیچھے سے عرض کرونگی۔ مگر میرے آنے کو فال نیک تصور کرو۔ اب کلاڈسا صاحب خانہ اور اُسکی دونون چھوکریون سے ملائی گئی اور انہون نے اُسکے آنے پر خوشنودی ظاہر کی۔ گرجی بیوہ نے قرینہ سے سمجھا کہ کلاڈسا کے اُسکے مکان مین آنے سے کوئی غرض ہے وہ چاہتی ہے کہ لیلی اور الدین کے ساتھ تنہا ہووے اس خیال سے وہ شام کو معہ اپنی لڑکیون کے سویرے سے چلی گئی اور ان تینون کو نشست کے کمرہ مین تنہا چھوڑ گئی۔

تب کلاڈسا نے خوشی سے اپنے عجیب واقعات بیان کرنا شروع کیے اُس نے کہا کہ وہ کاغذات مجکو ملے ہین جو متعلق تم دونون کے ہین اور انمین کوہ قاف کی جنت کا راز بھی مندرج ہے۔ ٹونر کے بابت ایک لفظ بھی نہین کہا۔ اُسنے کاغذات پانے کی بابت اُسی طرح ایک قصہ گڑھ دیا جیسا چندروز قبل چشمہ کے کنارہ پر اپنے اور قیری قرامان کے ملاقی ہونے کا مصنوعی قصہ بیان کیا تھا۔

دانیال اور لیلی کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ راز عظمیٰ بالکل مفقود نہین ہوا ہے تو اُنکو نہایت خوشی ہوئی کلاڈسا نے کاغذ پیش کیے لیلی نے جوش محبت سے اُسے گلے لگا لیا اور دانیال نے نہایت شکرگذاری سے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیا اور انہون نے اُس کی بہت تحسین کی۔

کلاڈسا مذہب مسیحی رکھتی تھی اور چونکہ گھاٹی گلستان کا راز ہمیشہ تین شخصون

کے تحفظ میں رہنا چاہیے تھا پس لیلی اور
دانیال نے سمجھا کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ
کلاڈسا بھی ان اشخاص ثلاثہ میں سے
ایک نہو بلکہ بلحاظ جملہ حالات کے یہ ظاہر
تھا کہ اسکو ہر طرح استحقاق حاصل ہے
علاوہ ازیں اب یہ راز بھی اسکو معلوم ہو گیا
تھا نتیجہ یہ صلاح ٹھہری کہ [illegible]
کو بلا توقف اس جنت ارضی کے دیکھنے
کے واسطے چلنا چاہیے۔ چنانچہ یہ قرار دیا
گیا کہ علی الصباح سفر شروع ہو اور جب
لیلی اور دانیال مناسب سمجھیں کوہ قاف
سے منگریلیا کو چلے جائیں اور کلاڈسا
کھائی گلستان میں پہونچکر جیسا اسکا جی
چاہے عمل کرے۔

اس روز شام کو سونے سے قبل لیلی نے
زبیدہ اور آمنہ سے کہا کہ ایک بہت ضروری
امر کی وجہ سے جو کسی طرح ناپسندیدہ نہیں
ہے میں صبحکو تم سے جدا ہونگی تم ابراہی
ابراہیم اور حافظ کے منگریلیا کو واپس جاؤ
شہزادہ دانیال نے بھی اپنے دونوں رفقا
سے ایسا ہی کہا ہے۔

اب ہم لوٹز کا حال بیان کرتے ہیں
وہ پہلے اپنے مکان کو گیا اور چند منٹ کے
لیے اپنا گھوڑا ایک لونڈے کو پکڑا
دیا اور اپنے کمرہ میں جاکر سیاہ رنگ
اپنے بال اور منھ سے دھویا اور اپنے معمولی
کپڑے پہن بعد ازاں اپنے گھوڑے پر
سوار ہوا۔ اسکو معلوم نہ تھا کہ کہاں جانا
ہے نہ ابتک اسنے کوئی رائے قرار دی
تھی اسنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کردی تھی
اور جدھر گھوڑے کا جی چاہے چلنے دیا
گھوڑا بدستور اپنی راہ چلا اور لوٹز نہایت
خیالات میں غرق ہو گیا ماہتاب بہت
صفائی سے چمک رہا تھا کوہ قاف کے پہاڑ
مثل عظیم الشان سپاہیوں کے افق میں کھڑے
سامنے نظر آتے تھے اسیطرف گھوڑا لوٹز کو
لیے جاتا تھا۔ لوٹز نے موڑ پر پہونچکر جہاں سے
ایک پگڈنڈی لگی ہوئی تھی گھوڑے کی باگ
کھینچی اور گھوڑے کو پگڈنڈی کیطرف کردیا
گھوڑا جھجکا اور پہلے راستہ پر پھر چلنے لگا لوٹز
نے کوڑا مارا جانور تھوڑی دیر کیلیے ساکت
ہو گیا اور پھر پہلے راستہ کی طرف چل نکلا
لوٹز نے یہ خیال کرکے کہ بعض اوقات جانورو
کی سمجھ انسانوں کی عقل سے بہتر ہوتی ہے
گھوڑے پر ہاتھ پھیرا اور گھوڑا خوشی سے
پہلے راستہ پر تیز گام ہوا مگر جوں جوں وہ
کوہ قاف کے درون اور پہاڑی راستوں کے قریب
ہوتا جاتا تھا اسکا خوف زیادہ ہوتا جاتا تھا کیونکہ
وہاں طرح طرح کے خطرات ہونگے اسلیے اسنے
گھوڑے کو ایک پگڈنڈی کیطرف پھر موڑا مگر گھوڑے

نے ایک قدم آگے نہ رکھا اور اس نے
پہلے ہی راستہ پر چلنے کی کوشش کی۔
ٹونر سوچنے لگا کہ گھوڑے نے دونون
مرتبہ جب مین نے دوسرے راستہ پر پھیرنا
چاہا کچھ آثار خوف کے ظاہر نہ کیے بلکہ
اپنی مرضی پر چلنا چاہا اس امر سے
وہ پریشان ہوا اور سمجھا کہ ضرور
اس مین کچھ راز ہے اسکے دلمین
کچھ خفیف سا شبہ پیدا ہوا۔ چودہ برس
سے یہ گھوڑا منصور کے پاس ہے مگر
منصور نے سوائے اُن اوقات کے
جب اُسے یہ خفیہ سفر پیش تھے جنکی نسبت
ٹونر کو پہلے خیال تھا کہ وہ کوہ قاف
کی جنت کو جاتا تھا اُسے اور کبھی کوئی
سواری نہین کی۔ کیا یہ نہین ہوسکتا کہ
وہ اس راستہ پر چلتا ہو جسکو وہ اپنی عقل
حیوانی کے ذریعہ سے خوب جانتا ہے۔
ان خیالات نے ٹونر کے دل مین جگہ
پکڑنا شروع کی اسکے دل مین امیدین
پیدا ہونے لگین اور اُن چیزون کی خواب
و خیال نظر آنے لگے جنکو وہ سمجھتا تھا کہ
ہمیشہ کے لیے اس سے جاتے رہے اسکو
یقین ہوگیا کہ اسکا گھوڑا کسی خاص غرض
سے اس طرف جا رہا ہے گویا وہ انسان
ذی عقل ہے۔ ٹونر مارے شرم کے
چیخ اُٹھا۔
"واللہ گھاٹی گلستان کی خوش وقتی اور
دولت ہنوز میری ہے"
اُسکی اس آواز سے بیشمار پہاڑیون
مین صدا ویسی ہی آنے لگی۔

باب سی و ششم

کوہ قاف مین سفر

ٹونر نے دیکھا کہ وہ منظر جسکے درمیان
وہ چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ عظیم الشان ہوتا
جاتا ہے یہانتک کہ بجائے پیشتر کے
خوبصورت مرغزار و دلکش گھاٹیان بڑھکر
ویرانے ہوگئے ہین اور پہاڑیان بہت
دشوار گزار ہین تاہم گھوڑے کے جانے
کیواسطے پیرون کے نشان کا ایک راستہ
بن گیا تھا۔ اور سمجھدار گھوڑا اس راستہ سے
ایسا واقف معلوم ہوتا تھا جیسا کوئی
شخص اپنے وطن کے گلی کوچے سے آگاہ ہو۔
چند گھنٹے اسیطرح گذر گئے اور جوان مہتاب
اور ستارون کی روشنی مین برابر چلتا رہا
دفعتاً گھوڑا ازخود ایک چھوٹی سطح زمین کے
قطعہ مین جسپر نرم گھاس لگی تھی اور جابجا
درخت استادہ تھے کھڑا ہوگیا۔ ٹونر گھوڑے
سے اترا اور سمجھدار گھوڑے کو بہت محبت
اور پیار سے تھپتھپایا جانور بھی اس پیار

کو سمجھکر خوش معلوم ہوتا تھا۔ گھوڑے نے
چشمہ سے خوب پانی پیکر مرغزار پر چرنا شروع
کیا اور ٹونر نے بھی چشمہ سے منہ ہاتھ دھو کر
جنگلی میوے جن سے چند درخت لدے ہوئے
تھے توڑنا شروع کیا اس طرح کھا پی کر
وہ آرام کرنیکے لیے سبزہ پر لیٹ گیا اور
تھوڑی دیر آرام کرکے اٹھ کھڑا ہوا اور
گھوڑے پر سوار ہوا اور جدہر گھوڑا چلا
اسی طرف چلنے دیا۔ گھوڑا چشمہ کے کنارہ
کنارہ قریب آدھ میل کے چلا یہانتک
کہ ایک درخت کے پاس پہونچا جسپر بجلی
گری تھی اُس مقام پر گھوڑا پایاب چشمہ
سے عبور کرنے لگا چند لمحہ مین دوسرے
کنارہ پر پہونچگیا اور پھر ایک بلند چکردار
راستہ سے دامن کوہ مین پہونچا یہ نہایت
دشوار گذار اور پرخطر حصہ اس سفر کا تھا جو
ٹونر نے ابتک کیا تھا اور اسکو یقین تھا
کہ بمقابلہ اُن خطرات کے جو آگے سے
مقامات مین پیش آئینگے یہ خطرات
کچھہ نہین ہین۔

جب آفتاب بہت روشنی کے ساتھہ
نکل آیا عقلمند گھوڑا اُس راستہ سے دفعتاً
پھر اور ایک تنگ راستہ کیطرف روانہ ہوا
جو سنگ خارا کے درمیان مین تراشا ہوا
معلوم ہوتا تھا اور اس قدر تنگی بعض
مقام پر تھی کہ ٹونر کے گھٹنے ناہموار چٹانون سے
رگڑتے جاتے تھے یہ تنگ راستہ قریب
سو گز کے رہا بعدازان جب یہ راستہ ختم
ہوا ایک چھوٹی کشادہ جگہ دکھائی دی
جسکے سرے پر معلق چٹانین نظر آتی ہین
ان چٹانون کے سامنے ایک غار کا دہانہ
تھا گھوڑا اُس دہانے تک پہونچکر ٹھہر
گیا۔ ٹونر فوراً سمجھہ گیا کہ یہ دوسرا مقام ٹھہرنے
کا ہے اور اسکے دل مین یہ امید پیدا ہوئی کہ
شاید یہ راستہ جنت ارضی موسومہ بہ گلستان
کا ہے۔ وہ گھوڑے سے اُترا اور رہوار غار
کے اندر داخل ہوا ٹونر بھی پیچھے پیچھے چلا
مگر چارون طرف تاریکی تھی اور وہ تھوڑی
دور پہاڑ کے جوف مین چلکر ٹھہر گیا اور
گھوڑا بھی ساکت ہوا ٹونر کو ایک چشمہ کے
پانی کی گھڑگھڑاہٹ معلوم ہوئی اور
ایسی آواز سنائی دی جیسے گھوڑا پانی
پینے کے وقت کرتا ہے پھر گھوڑا غار سے
نکل آیا اور سبزہ پر جو باہر کشادہ میدان
مین لگا تھا چرنے لگا ٹونر بھی پیاسا تھا
وہ غار کی تاریکی مین چشمہ کی طرف راستہ
ٹٹولنے لگا چونکہ چشمہ کی گہرائی معلوم
نہ تھی یہ اندیشہ تھا کہ کہین دفعتاً
اُسمین گر نہ پڑے۔ پس ہاتھ پھیلا کر
اُس نے غار کی دیوارون کو ٹٹولنا

شروع کیا اُسکا داہنا ہاتھ ناہموار چٹان پر
لگا بعد ازان کوئی سرد چیز ہاتھ کو محسوس
ہوئی جو کہ چراغ تھا۔ ٹوتز نے اس طاق مین
ایک چقماق بھی ہوئی دیا سلائی بھی پائی اُسنے
بتی روشن کی اور دیکھا کہ ایک چھوٹی ٹین
کی کپی بھی طاق مین رکھی ہے آدھی کپی تیل
سے بھری ہوئی تھی پس غار مین روشنی
قائم رکھنے کا پورا سامان تھا۔

ٹوتز نے چشمہ سے پانی پیا اور ایک جگہ
غار کے فرش پر گھاس پھیلی ہوئی دیکھکر آرام
کرنیکے لیے لیٹ گیا اور سو گیا جاگنے پر
اُسنے آفتاب کی بلندی کو دیکھکر خیال کیا
کہ وہ دو گھنٹے سے زیادہ نہ سویا ہوگا
اُسنے پھر چلنے کا قصد کیا اور گھوڑے
پر سوار ہو کر چل کھڑا ہوا گھوڑا اُس چھوٹی
گلی مین جو دست قدرت سے یا انسان
کے ہاتھ سے پتھر مین کٹی ہوئی تھی کھیر
گذر کر اُس راستہ پر چلا جہان سے وہ گلی
مڑی تھی۔ یہ منظر جسپر ٹوتز تھوڑی دیر
مین داخل ہوا بہت خوبصورت تھا
میوؤن کی نہایت کثرت تھی انہیں کو
کھا کر ٹوتز نے اپنی آتش گرسنگی کو فرو کیا
اور کوہستان کوہ قاف کے اندر
پہونچ گیا۔
شام کو اُسنے پھر ایک مقام پر قیام کیا
جہان پر گھاس بہت کثرت سے تھی اور
درختان مرداس کی جڑین بہتے چشمہ سے
سیراب تھین تھوڑی دور پر ایک ڈھیر
پتھرون کا جو انسان کے ہاتھ کا بنایا ہوا
معلوم ہوتا تھا اور ایسے مقام پر پتھرون
کا ڈھیر دیکھکر معمولی مسافر شاید تعجب کرتا کہ
کسی شخص نے کیون ایسا کام کرنے کی تکلیف
اٹھائی ہے مگر ٹوتز خوب سمجھتا تھا کہ ہر چیز
کی کچھ علت غائی ضرور ہے۔ اور یہ ڈھیر
پتھرون کا جو بظاہر بیقاعدہ ہے غالباً کسی
قسم کا نشان ہے بعد تین گھنٹے کے آرام
کے پھر سفر شروع کیا گیا۔
اب مقامات اور ہوا زیادہ وحشتناک
عظیم الشان اور پرخطر ہونے لگی ان ملک
مین ٹوتز برابر چلا گیا یہانتک کہ شام
ہونے لگی شام کے جھکتے ہوئے اندھیرے
مین اُسنے پہاڑ کے ایک چھوٹے حجرہ مین
ایک صلیب لٹکتی ہوئی دیکھی یہ کلیسا نصرانی
جو بالکل پہاڑون کے اندر واقع تھا چار فٹ
سے زیادہ بلند نہوگا اسکی تعمیر ناہموار
مضبوط پتھرون سے ہوئی تھی اور دروازہ
کے سامنے ایک بڑا پتھر تھا جو ظاہراً گھٹنے
ٹیک کر کھڑے ہونے کی جگہ معلوم ہوتی
تھی تاکہ اگر کوئی مسافر عبادت کرنا
چاہے تو وہان کر سکے۔

اب گھوڑے نے ہنہنانا شروع کیا گویا خوشی کا نعرہ بلند کیا اور کلیل میں آکر کودنے لگا - ٹوٹر کو یقین ہو گیا کہ دوسرا ٹھہرنے کا مقام پہونچ گیا بلکہ یہ بھی خیال گذرا کہ شاید سفر ختم ہو گیا کیونکہ پیشتر کسی قیام گاہ کے پہونچنے پر گھوڑے نے ایسا اطمینان ظاہر نہیں کیا تھا - چند منٹ میں ہمارا مسافر ایک غار کے دروازہ پر پہونچا وہاں گھوڑا از خود ٹھہر گیا ٹوٹر اترا اور گھوڑا ویسی ہی واقفکاری سے اُس جوف میں داخل ہوا جیسا کہ پہلے غار کی بابت اُسنے ظاہر کی تھی ٹوٹر بھی چراغ روشن کرکے غار کے اندر گھس گیا اور گھوڑے کو ایک چشمہ سے جو اُسکے سرے پر پہاڑ سے جاری تھا پانی پیتے دیکھا مگر یہ معلوم نہوتا تھا کہ چشمہ کا پانی کدھر غائب ہو جاتا ہے - ٹوٹر نے بھی چشمہ کا پانی پیکر اپنے حواس درست کیے اور غار کو اندر سے دیکھنا شروع کیا - یہ غار پہلے کی بہ نسبت بڑا تھا اُسکے اندر طاق پر ایک لوہے کا چراغ مثل اُس چراغ کے جو اُسنے پہلے غار سے اٹھا لیا تھا - رکھا تھا اور دیا سلائی اور تیل بھی وہاں موجود تھا غار کے اندر کسی قدر کاٹی ہوئی خشک گھاس بھی موجود تھی - گھوڑے نے اُسے کھانا شروع کیا اور

ٹوٹر نے بھی کچھ کھانا جو وہاں رکھا تھا کھایا اور اس رات کو پھر چلنے کا ارادہ نہ کیا اسواسطے اُسنے گھوڑے کی کاٹھی اور لگام اُتار لی اور آرام کرنے کیلئے غار میں لیٹ رہا -

اُسے فوراً نیند آگئی - دوسرے روزہ صبح کو تڑکے اُٹھا سپیدہ صبح اُفق مشرق میں نمودار ہوا اُسنے گھوڑے پر زین کسا اور لگام دی اور کچھ دیر تک اُسکو چمکارتا اور اسپر ہاتھ پھیرتا رہا - گھوڑا پھر چلنے پر تیار معلوم ہوا مگر فوراً اُسی راستہ پر واپس آنے لگا - ٹوٹر نے قریب ایک میل کے اُسے چلنے دیا اس خیال سے کہ شاید اور کسی راستہ کو مڑے مگر نہیں مڑا گھوڑا اُسی راستہ پر چلا گیا جس سے وہ پچھلی شام کو وہاں پہونچا تھا -

ٹوٹر نے اپنے دل میں کہا "ظاہراً گھوڑا اس غار سے آگے نہیں گیا ہے اور پھر گھوڑے کو پھیر کر اُسی غار پر آیا -

وہاں پہونچکر اُسنے زین اور لگام پھر اُتار لیا اور گھوڑے کو سبزہ زار پر جو غار سے قریب کثرت سے لگا تھا چرنے کو چھوڑ دیا - یہ ظاہر تھا کہ اب گھوڑا جنت ارضی کے راستہ کا کچھ پتا نہ بتا سکتا تھا

ٹوئنر نے سوچا کہ اب مجکو خود فکر کرنا چاہیے کیا عجب ہے کہ اس غار مین دروازہ شہانی گلستان کا ہو چراغ روشن کرکے پھر اُسنے غار کو دیکھنا شروع کیا مگر اُسکو کوئی پوشیدہ دروازہ دکھلائی نہ پڑا اور کوئی راستہ باہر جانے کا نہ ملا بجز اُسی بڑے دہانے کے جدہر سے وہ آیا تھا غرضکہ بہوڑی دیر تک تلاش کرکے ٹوئنر نے چراغ گل کردیا اور غار سے نکلا اُسنے اِدھر اُدھر پھرنا شروع کیا اور تمام مقامات کو غور سے دیکھنے لگا اس امید پر کہ شاید اُس جنت ہمیشہ بہار کے موقع کی نسبت جسکے چارون طرف پہاڑ ہین کچھہ قیاس قائم کرسکے۔

غرضکہ بعد کئی گھنٹے بے فائدہ گردش کے ٹوئنر پھر غار کی طرف نا امید ہوکر لوٹا مگر ہنوز اُسکی امید بالکل ساقط نہ ہوئی تھی وہ مصمم ارادہ کیے ہوے تھا کہ ایک ہفتہ یا مہینہ کیا معنے اگر ایک سال بھی صرف ہو تو بیرا بر تلاش کیے جائیگا۔

اُسنے اپنے گھوڑے پر ساز کسا اور سوار ہوکر آہستہ چلنا شروع کیا۔ اس راستہ پر نہین چلا جدہر سے آیا تھا بلکہ کوہ قاف کے جنگلون مین آگے بڑھا جب وہ تین میل غار سے آگے چلا گیا وہ ایک سبزہ زار پر ٹھہرا جہان ایک چشمہ قریب کے آبشار سے جاری تھا اور میوہ دار درخت کثرت سے تھے یہان قیام کرنے کا اُسنے ارادہ کیا۔

باب سی و ہفتم

غار

جس روز ٹوئنر نے غار کو چھوڑا اُسکے دوسرے دن شام کو شہزادہ دانیال شہزادی لیلی اور کلاڈسا وہان پہونچے۔

دانیال "یہان تو اس طاق مین ایک چراغ رکھا ہے۔"

کلاڈسا "مگر تیل نہین ہے اچھا ہوا کہ منصور نے دونون غار کا حال مفصل لکھا ہے جس سے ہمنے روشنی کا سامان لانا ضروری سمجھا۔"

لیلی "ہان بہت اچھا ہوا کہ ہم نے یہ احتیاط کی کیونکہ گو تاجر مغفور نے اپنے نوشتہ مین لکھا ہے کہ دونون غار مین چراغ اور تیل ملے گا۔ مگر پہلے غار مین کچھہ نہ ملا اور اس غار مین فقط چراغ نظر آیا۔"

دانیال "اب ہم اُس مقام تک پہونچ گئے ہین جہان تک ہمارے گھوڑے ہمکو لا سکتے تھے کل آدھہ گھنٹہ پیدل چلکر ہم اُس جنت ارضی کو پہونچ جائینگے جس کا راز اب بالکل ہمارا ہے۔

یہ کہکر نوجوان شہزادہ نے ایک تھیلہ کھولا اور اس مین سے مختلف اقسام کے کھانے کی چیزین نکالین اور غار کے فرش پر چنین اُسنے اور اسکے ہمراہیون نے کھانا کھانا شروع کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی نوجوان شاہزادہ کچھ گھاس جمع کرنے کے لیے گیا تاکہ لیلی اور کلاڈسا کو غار کے سخت فرش پر نرم بستر میسر آئے غرضکہ انکے بچھونے کے لیے اسنے گھاس پھوس جمع کیا اور اُسپر زین پوش بچھادیا اور انکے آرام کا سامان مہیا کر کے اپنا لبادہ اوڑھکر تھوڑے فاصلہ پر غار کے دہانہ کے قریب لیٹ رہا۔

غرضکہ تینون رات کو بآرام تمام سوگئے اور جب صبح کو اٹھے دانیال گھوڑون کو اس سبزہ زار پر جو ادھر تھا چرنے کے لیے لیگیا۔ بعد ازان منھ ہاتھ دہونے کے واسطے ایک قریب کے چشمہ پر گیا اور شاہزادی اور کلاڈسا کو حوائج ضروری سے فارغ ہونیکے واسطے غار مین چھوڑ گیا اور جب پھر غار کو واپس آیا اُسنے دیکھا کہ شاہزادی لیلی اور کلاڈسا دہانہ غار سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی ہوئی شمال و مغرب کی طرف دیکھ رہی ہین۔

تینون مسافر پھر غار مین داخل ہوے بلکہ کہنا چاہیئے کہ اسکے دہانہ پہ صبح کا کھانا کھانے کو بیٹھے بعد فراغت طعام شاہزادہ دانیال نے سنجیدگی اور جوش سے کہا "اب وقت آگیا ہو کہ ہم اس گلزار پر فضا کی راہ لین۔

چنانچہ وہ چلے اور گھوڑون کو گھاس چرنے کیلئے وہین چھوڑ دیا دانیال رہنما ہوا لیلی اسکے پیچھے تھی اور اسکے بعد کلاڈسا وہ شمال اور مغرب کی طرف بڑھے دس منٹ تک کسی نے کوئی بات نہین کی بعد اسکے دانیال نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ اس راستہ سے حال مین کوئی مسافر گذرا ہے"

لیلی "شاید کوئی مسافر ادھر سے نکلا ہو۔ ظاہر ہے کہ اسکی یہ غرض نہ ہوگی جو ہماری ہے۔

کلاڈسا کچھ نہ بولی مگر ڈونر کی تصویر فوراً اسکے دل مین پھر گئی اور وہ نہایت سوچ مین پڑگئی۔ شاید اُسنے مجکو دھوکا دیا ہو جب یہ کہا تھا کہ مین نوشتہ مضامین سے لاعلم ہون کہین ایسا تو نہین ہوا کہ اسنے اُن کاغذات کو دفن کرنے سے پیشتر پڑھ لیا۔ شاید وہ اسوقت گلستان مین سیر کر رہا ہو۔ اگر ایسا ہوا اور وہ ہمکو اُس باغ پر فضا مین ملا تو

مین بلا رحم و بغیر افسوس کے اُسکے ضرور
خنجر مار دیگی"
چند منٹ مین وہ اُس درہ کے سرے
پر پہونچی جہان پر ایک بلند ڈھالو زمین
جسپر درخت اور جنگلی جھاڑیان لگی تھین
نظر آئی۔
اُنکے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی کہ اس
مقام پر ایک تیز نظر شخص تھوڑے فاصلہ
پر چھپا ہوا انکی کارروائیون کو دیکھ رہا ہے
فی الواقع ایسا ہی تھا اور وہ دیکھنے والا
ٹوبز تھا۔ ایک چٹان کا ابھرا ہوا کونا اُسکو
انکی نظر سے چھپائے ہوئے تھا۔
ٹوبز دھڑکتے ہوئے دل اور سراسیمہ دماغ
کے ساتھ امید و بیم سے بھرا ہوا اُس
امید پر انکیں دیکھ رہا تھا کہ شاید انکے
ذریعہ سے راستہ کا کچھ پتہ لگ جائے
جسکو وہ بیفائدہ تلاش کر رہا تھا۔
شاہزادہ دانیال نے ان جھاڑیون مین
گھسنا شروع کیا جہان جھاڑ بہت گنجان
تھے اور ٹوبز نے یہ خیال کیا کہ وہ دیوانہ وار
ایک بلند چٹان کے کگارہ پر چل رہا ہی
اور نالہ مین گر پڑیگا مگر لیلی اور
کلاڈسا بھی اس کے پیچھے چلین
جھاڑیان جو اُن لوگون کے چلنے سے
اِدھر اودھر ہٹ گئین تھین
پھر برابر ہوگئین اور یہ لوگ ٹوبز کی نظر
سے چھپ گئے۔
اب ٹوبز اپنی پوشیدگی کی جگہ سے نکلا
اور اس جگہ پر جہان دانیال وغیرہ اُسکی
نظر سے غائب ہوگئے تھے اُسنے جھاڑیون
کو ہٹانا اور جھانکنا شروع کیا اسکو یہ دیکھکر
نہایت تعجب ہوا کہ وہان سے ایک ترچھا
ڈھالو راستہ بطور اوتار چڑھاؤ کے اس
طرح کٹا ہے کہ سر کے بھل گرنے کا بالکل
اندیشہ نہین ہے اس راستہ کے جانب
جدھر نالہ تھا بہت گنجان درخت اور
جھاڑیان تھین پس دوران سر والے
شخص کو بھی اس راستہ سے اُترنے مین
زیادہ اندیشہ نہ تھا۔ اس مقام سے تخمینا
پچاس گز کے بعد راستہ کسی قدر پھیرے
ساتھ تھا یعنی جیسی کہ صورت اس چٹان کی
تھی جو پتھر کی دیوار معلوم ہوتی تھی پس
راستہ کے پھیراؤ کی وجہ سے دانیال اور لیلی
اور کلاڈسا ٹوبز کی نظر سے غائب ہوگئے
ٹوبز (اپنے دلمین) اگر مین ہزار برس بھی
تلاش کرتا تو شاید یہ عجیب طرح سے چھپا
ہوا راستہ مجھکو نہ ملتا بھلا اس چٹان پر جسکے
آگے نالہ ہے اور ایک قدم بڑھانے سے
انسان تحت الثری کو سیدھا چلا جائے
پہونچکر کون خیال کر سکتا ہے کہ کوئی

محفوظ اور اچھا راستہ ایسی حرفت سے چھپایا گیا ہوگا لاؤ مین بھی اُن کے پیچھے چلون۔"

چنانچہ اُسنے بھی جھاڑی کو ہٹا کر اُس راستے سے اُترنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد راستے کے پیچ کی وجہ سے ٹونز کو کلاڈسا کے لباس کی ایک جھلک نظر آئی تو وہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر گیا بعد ازان پھر چلنے لگا۔

دانیال لیلی اور کلاڈسا جول سے اُتر گئے تھے پھر ٹونز کی نظر سے غائب ہو گئے۔ نوجوان نے پیچھا کرنے مین کچھ تامل نہین کیا اُسنے بھی ٹیل سے عبور کیا اور ایک چکر دار راستہ جو درختون کے اندر لگا ہوا تھا چلنا شروع کیا۔

ٹونز نے (دلمین) فی الواقع تھاڑی گلستان مین پہونچنے کا راستہ خوب محفوظ رکھا گیا ہے مین ہزارون برس تک تلاش کرتا تو بھی پتہ نہ لگتا۔"

غرضکہ وہ آگے بڑھا پھر کلاڈسا کی پوشاک کی جھلک اُسے دکھائی دی مگر راستہ اسطرح چکر کھاتا ہوا درختون کے اندر اوپر گیا تھا کہ وہ انکے قریب پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا اور کچھ اندیشہ اسکو اس بات کا نہ تھا کہ مجھے کوئی دیکھ لیگا۔ اس طرف نالہ کے جہان اب ہمارے مسافر چلے جا رہے ہین رفتہ رفتہ چڑھائی شروع ہوئی اور دس منٹ مین ایک غار کا دہانہ ملا اس غار مین دانیال و لیلی و کلاڈسا داخل ہوے اور ٹونز ایک ابھری ہوئی چٹان کے کونے مین چھپ رہا اور دیکھنے لگا کہ اب یہ لوگ کیا کرتے ہین۔

باب سی و ششم

غارون کی گہرائی

ٹونز کو ذرا بھی شک نہ تھا کہ اس غار مین دروازہ وادی گلستان کا ہے کیونکہ وہ نالہ جسکے پہلو مین یہ غار نمودار تھا ایک بڑے لٹکے ہوے پہاڑ کے نیچے رواں تھا جسکے بیرونی حصہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُسپر انسان کا گذر محال ہے۔

دس منٹ سے زیادہ تک ٹونز چٹان کے نیچے بے حس و حرکت رہا مگر لوٹتے ہوے آدمیون کے پیرون کی آہٹ سننے کے لیے اُسکے کان کھڑے تھے تاکہ اگر ایسی صورت ہو تو وہ چھپ کر گنجان درختون کے سایہ مین چلا جاے اور ان لوگون کی نظر سے جو اُس کو جاسوس

دشمن تصور کرینگے چھپ جاے۔
مگر بالکل خاموشی رہی۔ اور کوئی آواز
ٹوٹتی ہوئی آدمیونکے پیرون کی نہ سنائی دی
نہ بات چیت کی صدا آئی۔ ٹوڈنر نے چٹان کے
نیچے سے جھانکا اور اُسنے غار کا سیاہ دہانہ
دیکھا مگر اُسکے اندر کی کوئی چیز دکھائی نہ دی
وہ اپنے دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ
یہ لوگ اُس جنت ارضی مین پہونچ گئے غالباً
اسوقت وہ جنت مذکور کا راز اپنے قبضہ
مین رکھنے پر بہت خوش ہونگے۔

ٹوڈنر جرات کو کام مین لایا اور آہستہ
آہستہ غار کی طرف بڑھا اور پہاڑ کی دیوار سنگی
کے برابر غار کے دہانے تک چلا گیا۔ چند
منٹ مین وہ دہانے پر پہونچا اور کان لگایا
کچھ آواز نہ آئی اُسنے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر
غار کے عمق مین دیکھنا شروع کیا
مگر بے فائدہ۔

ٹوڈنر نے اپنے دل مین خیال کیا "اگر
مین اسکے اندر گھسون تو بوجہ غایت
تاریکی کے نہ وہ لوگ مجکو دیکھ سکین گے
نہ مین اُنکو۔ اگر مجکو ذرا بھی آہٹ پیرون کے
چاپ کی یا آواز کی معلوم ہوئی تو مین غار
کی دیوار مین لگ کر کھڑا ہو سکتا ہون مگر
ان تمام ترددات کی کیا ضرورت ہے وہ غار
مین اب نہ ہون گے نہین وہ
مدت کے گلستان مین پہونچ گئے
ہون گے"۔

بالآخر ٹوڈنر غار کے اندر گھسا اور پہاڑ
کے نیچے اندر ہی اندر تقریباً دو سو گز کی راہ
طے کر چکا اسکو داہنے ہاتھ سے ایک طرف
ایک سنگی دیوار اور بائین ہاتھ سے
دوسری طرف دوسری دیوار محسوس
ہوئی جون جون وہ اُسکے اندر بڑھتا
جاتا تھا غار تنگ ہوتا جاتا تھا ٹوڈنر
نے خیال کیا کہ اب اس کا سرا
قریب ہے"

وہ برابر آگے بڑھتا چلا گیا مگر نہایت
احتیاط سے کیونکہ اُسکو اندیشہ تھا کہ
دفعتاً کسی دیوار یا دروازہ سے جو غار
کے سرے پر ہے ٹکرا نہ جاے۔

اس غار مین ایسی سخت تاریکی تھی
کہ اپنا ہاتھ نہین سوجھتا تھا ٹوڈنر نے اپنے
دل مین خیال کیا کہ صرف اس غار کی
انتہا پر پہونچ کر دروازہ کھول دینا ہے
ٹوڈنر دفعتاً چلتے چلتے ٹھہر گیا کیونکہ اُسکا
پیر کسی چیز مین لگا جس کو جھک کر اُسنے
ہاتھ سے ٹٹولا اور وہ ایک زینہ
معلوم ہوا۔ اس زینہ پر کھڑا ہو کر ٹوڈنر
نہایت آہستہ آہستہ بڑھا اور احتیاط سے
راستہ ٹٹولنے لگا کہ دفعتاً اُس کا داہنا

ہاتھ کسی سرد بیلی چیز پر لگا اور وہ خوف سے چیخ اٹھا۔

وہ لوٹا اور حتی الامکان جلدی پیچھے کو ہٹا گا اسکا خون خشک ہو گیا اور سارے جسم پر پسینہ آگیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اسکا ہاتھ ایک بڑے لیٹے ہوئے سانپ پر لگا تھا۔

جب ٹوٹر غار کے باہر روز روشن اور تازہ ہوا مین پہونچا اسکو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کیونکر باہر آیا اور غار کے دہانہ پر پہونچکر وہ خوف کی وجہ سے بدحواس ہوکر گر پڑا۔

بہت دیر تک ٹوٹر پر بدحواسی طاری رہی بعد ازان وہ زمین سے اٹھا اور اس جنگل کو چلا جو نالے کے ایک جانب لگا تھا اور اُس پل پر پہونچا جو پہاڑی ندی پر درخت کے تنہ سے بنایا گیا تھا اور وہان پھر ٹھہر گیا۔

یہان ٹوٹر نے اپنی بزدلی پر سخت ملامت کی مگر اسکو جرأت نہوئی کہ پھر اس غار کی طرف لوٹے۔ اسکو تعجب تھا کہ دانیال و بیلی اور کلاڈسا اوس سانپ سے کیونکر بچ گئے۔

ٹوٹر جھاڑیون سے گذر کر پھر اس مقام پر ٹھہرا جہان اُسنے دانیال وغیرہ کو پہلے دیکھا تھا اور اُسکے دل مین آیا تھا کہ انکے پیچھے جانے سے گلستان کے راستہ کا پتہ لگ جائیگا۔

اب ٹوٹر سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے کیا وادی گلستان مین جانے کا خیال بالکل دور کرنا چاہیے نہیں یہ نہیں ہو سکتا اسکے پاس دشمنی کرنیکا سامان موجود تھا اور سلاح بھی سکھے۔ اس تمام سامان کی مدد سے ممکن ہے کہ مین کسی وقت مناسب پر غار مین داخل ہون اور سانپ کو مار ڈالون مگر یہ وقت مناسب کب آئیگا۔

ٹوٹر اپنے دلمین سوچ بچار کرنے لگا اُن علامتون کیوجہ سے جو اُسنے بنادی تھین یعنے درختونکے نشان اور پتھرون کے ڈھیر اور راستہ پر پھیلی ہوئی گھاس سے وہ پھر پہلے غار کا راستہ پا گیا جو بہت دور نہ تھا وہان اُسنے دیکھا کہ دانیال وغیرہ کے تینون گھوڑے لمبی رسیون سے بندھے ہوئے گھاس پر چر رہے ہین ٹوٹر نے اپنے دلمین کہا "یہ لوگ نہین ٹھہرے جیسا کہ مین نے سوچا تھا اُسنے انکی چیزون کو نہین چھوا اور وہان سے جلد چلا گیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ اُنکے انتظام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وادی گلستان مین صرف تھوڑے

عرصہ تک رہین گے کل یا پرسون وہ ضرور
لوٹ جاینگے یا شاید آج ہی چلے جائین
جب وہ چلے جائین گے تب مین بلا اُنکے
خوف کے جیسا جی چاہیگا کرونگا پھر جب مین
نے اُس سانپ کو مار لیا تو بس سمجھنا چاہیے
کہ وادی گلستان مین پہونچنے کا ذریعہ میرے
ہاتھ آجائیگا۔

ٹونر نے یہ راے قرار دیکر اُس مقام کی
راہ لی جسکو اُسنے اپنا چند روز قیام گاہ قرار
دیا تھا اور وہان پہونچکر اُسنے دیکھا کہ وہ زیرک
گھوڑا جو اُسکو ان جنگلون مین لایا تھا گھاس
پر چر رہا ہے اُسکو چمکار کر ٹونر ایک چھوٹے
کوہستانی جوف مین جو وہان سے قریب تھا
داخل ہوا تھوڑی دیر تک وہ سوچ مین
پڑا رہا یہانتک کہ بھوک نے غلبہ کیا اور کھانے
کی یاد دلائی اُسنے کچھ خشک لکڑیان روشن
کین اور ایک ہرن کے گوشت کے ٹکڑے
لگائے جسکو اُسنے اگلے روز مارا تھا اور
پہاڑی درختون کے میوہ کھاے اور چشمہ
سے پانی پیا۔

چار بجے شام کا وقت تھا جب ٹونر
کھانے سے فارغ ہوا اور وہ چشمہ کے
کنارہ پر بیٹھا ہوا اپنے خیالات مین
مستغرق تھا کہ گھوڑون کے ٹاپون کی
آوازنے اُسکو چونکایا وہ اٹھ کھڑا ہوا
اور ہتھیار ہاتھ مین لیے ہوئے اُسکو دو سوار
دور سے آتے ہوے نظر آئے ٹونر نہایت
حیرت سے چیخ اٹھا جب اُسنے دیکھا کہ وہ
دونون سوار فیری قرامان اور جمشید تھے
انھون نے بھی ٹونر کو پہچان لیا اور اُس
مقام پر آئے جہان انکے آنے سے ٹونر
چوکنا ہو گیا تھا۔

فیری قرامان "آیں تم اور یہان کوہ قاف
کے جنگلون مین"

جمشید "ہمکو یہ معلوم ہوا تھا کہ تم اُن سب
الزامات سے بری ہو گئے جو تم پر لگائے
گئے تھے مگر ہمکو ذرا بھی اُمید نہ تھی کہ تم سے
یہان ملاقات ہوگی"

ٹونر "پھر مین کہان جاؤن اور اپنے
تئین کیونکر چھپاؤن"

فیری قرامان "مگر تم طفلس ہی مین کیون
نہین رہتے مین بھیس بدل کر سواد شہر
مین تمھارے بھاگنے کے دوسرے روز
شام کے وقت گیا تھا اور وہان سُنا تھا
کہ روسی جج نے تمکو بالکل چھوڑ دیا۔"

ٹونر "تو وہان تم نے سنا کہ مین حراست
اور عدالت کی کشاکش سے کسطرح چھوٹا مگر
تمکو ابھی تک یہ نہین معلوم ہوا کہ مجھکو طفلس
کے روسی حکام نے خفیہ طور پر یہ اطلاع
دی کہ جسقدر جلد مین شہر کو چھوڑ دونگا

اور تنہا ہی میرے بچاؤ اور سلامتی کے لیئے
بہتر ہوگا۔"

قیری قرامان "اوے یہ حکم ہوا تو مین
سمجھتا ہون کہ تم نے جو چالاکی کر کے روسی
مذہب اختیار کیا اسپر روسی حکام کو اطمینان
نہین ہوا۔"

ٹوتر "معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر یہ تو بتاؤ
کہ تم کوہ قاف کے اس حصہ مین
کیسے آئے؟"

قیری قرامان "اسکی بابت ہم فرصت کے
وقت گفتگو کرینگے۔ جمشید ذرا گھوڑونکا
ساز تو اُتار لو اور انکو چرنے دو اور تم
کھانے کے لیے کچھ شکار کر لاؤ۔

ٹوتر "کھانے کے بارہ مین کچھ تردد نکرو
کیونکہ اس غار مین میرے شکار کیے
ہوے ہرن کا کچھ گوشت موجود ہے
اور اُسکے پکانے کے لیے آگ بہم
پہونچانے کو لکڑی رکھی ہے مین جاتا
ہون اور تمہارے لیے پکانا شروع
کرتا ہون۔"

قیری قرامان "نہین نہین جمشید یہ
کام کرے گا۔"

غرضکہ ٹوتر نے جمشید کو پتہ بتایا جمشید
اُس غار کی طرف بڑھا اور ٹوتر اور قیری
قرامان تنہا رہ گئے۔

باب سی ونہم

گفتگو مین خلل پڑا

ٹوتر سمجھ گیا کہ قیری قرامان مجھ سے تنہائی
مین بات چیت کرنا چاہتا ہے اور جمشید
قصداً کھانا پکانے کے واسطے بھیجدیا گیا
ہے تاکہ ہماری گفتگو نہ سُنے۔

پس جب قیری قرامان نے اس سے کہا
ہان ٹوتر روسی جج کے سامنے جب تمہارا
مقدمہ ہوا تو کیا کیا اظہار ہوے اُنکا مفصل
حال بیان کرو۔

ٹوتر "کل کارروائی نہایت عجیب غریب
تھی شاید تم نے مسماۃ کلاڈسا کا نام سُنا
ہوگا وہ شاہزادی لیلی کے ساتھ قسطنطنیہ
سے آئی۔

قیری قرامان "ہان مین نے یہ سُنا تھا
طفلس مین اسکا چرچا تھا اچھا پھر
کیا ہوا۔"

ٹوتر "یہ مالونی عورت میرے پھر مقید
ہونے کے دوسرے دن میرے پاس قلعہ
مین آئی اور مجھ سے کہا کہ مین بہت سے راز
جانتی ہون اُسنے تمہارا اور جمشید کا نام لیا
کہ تم لوگ منصور کے مکان سے شہزادی کو
زبردستی اُٹھا لیگئے اور یہ بھی بیان کیا کہ
جمشید کے ہاتھ سے تاجر کو ضرب مہلک پہونچی

قیری قرامان۔ "لیکن اُس نے یہ سب کہا پھر کیا ہوا"

لوئزنر۔ "اُسنے مجھ سے پوچھا کہ قیری قرامان نے کیونکر مصطفٰے یعقوب سے سازش کی"

قیری قرامان۔ "پھر کیا تمنے سچ سچ حال اُس سے کہدیا"

لوئزنر۔ "مین نے سوچا کہ کلاڈسا سے کہدینے مین کچھ ہرج نہین ہے کیونکہ وہ نہایت دلسوز تمہاری ہے علاوہ یہ بھی کہتی تھی کہ مین یہ دریافت کرسکتی ہون کہ تم میری باتون کا ٹھیک جواب دیتے ہو یا نہین"

قیری قرامان۔ "ہان تو تم نے سچ کہدیا کیونکہ تمکو اپنی جان بچانا تھی اور اُسنے تمکو بچانے کا ضرور وعدہ کیا ہوگا"

لوئزنر۔ "ہان مین نے کلاڈسا سے سب کہدیا"

قیری قرامان۔ "پھر اُس نے یہ سُنکر کیا کہا"

لوئزنر۔ "اُسکو بہت تعجب ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ اُسنے اول ہی مرتبہ حال سنا ہے پھر اُسنے میری نسبت بات چیت کرنا شروع کی اور کہا کہ ہنوز امید باقی ہے اُسنے مجھ سے عہد واثق اور پیمان صادق لیے کہ پھر شہزادی لیلی کو کسی طرح کا نقصان نہ پہونچاونگا"

قزاق۔ "اچھا پھر کیا ہوا"

لوئزنر۔ "ہان پھر اُسنے تمہارا ذکر کیا اور مجھ سے قسم لی کہ پھر تم سے کسیطرح کا تعلق نہ رکھونگا"

قزاق۔ "لوئزنر کیا یہ سچ ہے یا اسواسطے تم بات بناتے ہو کہ مین یہان سے چلا جاؤن"

لوئزنر نے بہت راستبازی اور صدق دل سے کہا۔ "مین قسم کھاتا ہون کہ یہ سچ ہے بلکہ وہ کل اقرار اصالح جو اُس نے مجھ سے لیا عجب طرح کا ہے اُسکے الفاظ تک مجکو یاد ہین"

قزاق۔ "ہان کہو تو وہ الفاظ کیا تھے"

لوئزنر۔ "کلاڈسا نے یہ الفاظ کہے تھے تم کبھی کسی طرح قیری قرامان سے اتفاق نہ کروگے مزید بران تم قسم کھاؤ کہ تم بوجہ واقفیت اُسکے حالات کے اُسکو نقصان نہ پہونچاؤگے اور انعام کی طمع مین جو اُسکے سر کے واسطے مقرر ہوا ہے اُسکو حکام کے پنجہ مین نہ پھنساؤگے"

اس عجیب و غریب عورت نے یہ الفاظ بطور حلف کے مجھسے کہلائے اور مین قسم کھاتا ہون کہ مین نے سچ سچ کہدیا ہے"

قیری قرامان۔ "کیا اس کلاڈسا کو تمنے کبھی پہلے دیکھا تھا اور تمکو معلوم ہے کہ

وہ کون ہے؟"

ٹوٹنر "نہیں"

قیری قرامان "اچھا تمہارے اور اُسکے درمیان اور کیا بات چیت ہوئی؟"

ٹوٹنر "ہاں میں یہ کہنا بھول گیا کہ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ جب میں جج کے روبرو جاؤں تو میرے بچاؤ کے لیے یہ ضرور ہے کہ شہزادی لیلی کے اٹھا لیجانے کے معاملہ میں تمہارا نام نہ لوں اور جمشید کو منصور کا قاتل شدومد کے ساتھ بیان کروں اور اُسکے ساتھی کا نام فرضی بتا دوں۔"

قزاق "ہاں طلقس میں افواہ ہے کہ جمشید اور گریگوار کے پتہ لگانے کے واسطے انعام کا اشتہار دیا گیا ہے۔"

اتنا قیری قرامان نے کہا تھا کہ کچھ دیکھکر وہ فوراً چونک پڑا اور کھڑا ہو گیا اور اُسکے مُنھ سے بے اختیار چیخ کی آواز نکل پڑی وجہ یہ تھی کہ تخمیناً ایک درجن مسلح آدمی اُن پہاڑوں میں سے چھپے ہوئے آرہے تھے جیسے چھوٹے کشادہ دامن میں جہاں چشمہ رواں تھا یہ دونوں باتیں کررہے تھے۔ ٹوٹنر بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور جمشید بھی غار سے جو تھوڑے فاصلہ پر تھا نکل آیا ان آدمیوں میں سے جو دفعتاً نمودار ہوے تھے ایک مسلح شخص جمشید کی طرف جھپٹا مگر جمشید نے اپنی پیٹی سے پستول نکال کر اسپر ایک فیر کیا اور وہ مر گیا۔

قزاق "واللہ اب تو حالت نازک معلوم ہوتی ہے۔"

اسنے جو کچھ کیا وہ چند لمحہ کا کام تھا کاٹھی ولگام جو تھوڑی دیر ہوئی اُسکے اور جمشید کے گھوڑے سے اتاری گئی تھی وہیں قریب زمین پر رکھی تھی۔ قزاق نے دونوں گھوڑوں کو آواز دی اور اُس کی آواز سُنکر چشم زدن میں پاس آپہونچے۔

ٹوٹنر نے ایک گھوڑے کا اور قزاق نے دوسرے گھوڑے کا ساز فوراً کس لیا اسی اثنا میں مسلح گروہ نے کئی فیر اُنکی طرف کیے مگر قزاق اور ٹوٹنر اور نیز گھوڑے جن پر ابھی ساز رکھا گیا تھا ایک ڈنڈے درخت کی وجہ سے گولیوں سے محفوظ رہے۔

یہ اجنبی لوگ دو سو گز کے فاصلہ پر پہلے پہل نمودار ہوئے تھے اور اب وہ اُس مقام کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں قیری قرامان اور ٹوٹنر نے گھوڑوں پر ساز کسا تھا جمشید بھی اپنے حملہ آور کو مار کر اور پھر وہ دونوں کی طرف جھپٹا اور

اس کے بھی حسن اتفاق سے کوئی گولی نہین لگی۔"

قیری قرامان (گھوڑے پر اچھلکر) "جمشید جلدی جلدی کر۔"

لوٹنر خیال کرکے کہ قیری قرامان مجھ سے کہہ رہا ہے گھوڑے پر چڑھنے ہی کو تھا کہ جمشید بھی پہونچ گیا اور اُس نے لوٹنر کو دونون ہاتھ سے دھکا دیا اور بائین ہاتھ سے کاٹھی پکڑکر سوار ہوگیا اور دونون قزاق چلتے پھرتے نظر آئے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اڑتے چلے جاتے ہین۔

لوٹنر ہکا بکا وہین کھڑا رہگیا اور چار پانچ آدمیون نے اُس کو گرفتار کرلیا۔

باب چہلم

مسلح گروہ

یہ لوگ قیری قرامان کے بچ جانے پر دانت پیس رہے تھے اور انکی گفتگو سے لوٹنر کو معلوم ہوا کہ انکی اصل غرض دفعتاً اُس جگہ پر حملہ کرنے سے یہی تھی کہ قزاق کو گرفتار کرین۔

لوٹنر نے اب حواس درست کرکے کہا "مجھکو قیری قرامان سے کچھ تعلق نہین۔" اور یہ سوچا کہ شاید یہ کہنے سے رہائی ہوجاے انمین سے ایک نے جو اچھے کپڑے پہنے تھا اور اس چھوٹے گروہ کا سردار معلوم ہوتا تھا کہا "تم نے اچھا راگ نکالا ہے چالاک ہم نے تمکو انکے بدمعاش کے ساتھ بہت گھل مل کر مصاحبت کرتے دیکھا ہے۔"

لوٹنر "مین قسم کھاتا ہون کہ مجھکو ایک گھنٹہ بھی اُس سے مصاحبت کرتے نہ گذرا تھا مین ان جنگلون مین بالکل اکیلا تھا۔"

سردار گروہ "اور تم ان جنگلون مین کیون اکیلے تھے۔"

لوٹنر "مین شہر اور قصبہ مین رہتے رہتے تھک گیا ہون مگر یہ امر کہ قزاق سے مجھکو کچھ تعلق نہین ہے مین آپ سے سچ کہتا ہون کہ مجھکو اب تک یہ نہ معلوم تھا کہ وہ شخص قزاق ہے اب آپ کے کہنے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ قیری قرامان تھا۔"

سردار گروہ "تمہارے اس قصہ کی تکذیب تمہارے حال کے افعال سے ہوتی ہے کیا تم نے ہمارے آنے پر ایک گھوڑے کو زین و لگام سے درست کرنا نہین شروع کیا۔ اگر تمہارے اختیار مین ہوتا تو کیا تم بھاگ نہ جاتے کیا تم گھوڑے پر چڑھنے والے نہ تھے۔ جب اُس قزاق نے جو غار سے نکلا تھا اور جسنے ہمارے ایک

آدمی کو مار ڈالا ہم کو دھکا دے کر
ہٹا دیا۔"

ٹونر "ہم اور تمہارے سپاہی اس طرح پر
نمودار ہوئے کہ میں نے تم کو قزاق اور رہزن
خیال کیا اسی وجہ سے میں بھاگ کر اپنی
جان بچانے کیلئے ایسا کرنے لگا اور وہ
میرا گھوڑا نہ تھا جس پر میں نے ساز لگایا
تھا۔ دیکھو وہ میرا گھوڑا ابتک کھڑا ہے
اور کاٹھی لگام جو میرے جانور کا ہے
وہ اُس غار میں رکھا ہے میں صلح جو شخص
ہوں میرا ہاتھ چھوڑ دو اور مجھکو
نہ دستگیر کرو۔"

سردار گروہ "تمہارے اس قصہ میں
اختلافات ہیں۔ پس میرے نزدیک ابھی
تمہارے مقدمہ کے بابت حکم دینا مناسب
نہیں ہے۔ یہ حکم ایک اور شخص دے گا
جو مجھ سے اقتدار میں بدرجہا زیادہ ہے
اب بات چیت موقوف بس چلے چلو۔"

ایک شخص نے ٹونر کا گھوڑا کسا اور
ٹونر کو گھوڑے پر سوار ہونے کی اجازت
دیگئی مگر اُسکا گھوڑا مسلح آدمیوں کے درمیان
میں تھا۔ غرضکہ یہ سب لوگ آگے بڑھے
اور کوہ قاف کے جنگلوں میں سفر جاری
ہوا۔ آفتاب مغرب کی پہاڑیوں کی طرف
درجہ بدرجہ جھکنے لگا اور بالآخر شعاع
بھی ان بلندیوں پر ٹمٹماتے چراغ کیطرح
گل ہوگئی تاہم یہ لوگ برابر چلے جاتے
تھے تھوڑی دیر میں سردار نے ٹھہرنے
کا حکم دیا وہ سب گھوڑوں سے اُترے
اور کھانا لایا گیا۔ ٹونر کو بھی مثل دیگر اشخاص
کے کھانا دیا گیا مگر اسکی خوب نگرانی
ہو رہی تھی کہ کہیں بھاگ نہ جاوے
بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کے پھر سفر
شروع ہوا اور رات گئے تک وہ برابر
چلتے رہے بعد اسکے پھر تھوڑی دیر کیلئے
ٹھہرے اور پھر چل کھڑے ہوئے حتی کہ
سپیدہ صبح نمودار ہوا آفتاب نکل آیا اور
ایک چشمہ سے جہاں وہ سب ٹھہرے تھے
مسافروں نے منہ ہاتھ دھویا ٹونر کو وہ
سب برابر لیے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ
شام کے تین بجے ایک غار سے نکلکر یہ
سب لوگ ایک کھلے ہوئے کشادہ
میدان میں جس کے چاروں طرف
پہاڑ تھے پہونچے۔

جیسے ہی کہ ٹونر اور اسکے رہنما اس
کشادہ میدان میں پہونچے جسکے چاروں طرف
پہاڑیاں تھیں اور ایک جانب عظیم الشان
قلعہ تھا ایک اور گروہ سواروں کا قلعہ
سے میدان پر آتا ہوا نظر آیا۔

اس گروہ میں پانچ یا چھ جوان تھے

ان میں سے ایک بہ نسبت باقی ماندہ کے
کسیقدر آگے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا
کہ وہ سردار ہے اور اُسکے پیچھے اُسکے
رفقا ہیں آفتاب کی روشنی میں اُسکا جسم
چمکتا ہوا اسطرح نظر آیا کہ گویا وہ زرہ
پہنے ہوے ہے اسکی چال سے عظمت
اور شان ظاہر تھی۔ لٹونر نے خیال کیا کہ
یہ شخص وہی ہے جو میرے معاملہ کا
فیصلہ کریگا۔

جب دونوں گروہ ایکدوسرے سے
قریب ہوکر کے فاصلہ پر آگئے اُس گروہ کے
سردار نے جسمیں لٹونر تھا ایک بولی کہ ان
کی دیکھی اور ہر شخص کا اپنا ہاتھ سلام کے
واسطے ٹوپی تک اٹھا گیا لٹونر نے بھی اُن
سب کے ساتھ [illegible] کے واسطے ہاتھ
اٹھایا اور زرہ پوش سردار نے اپنے سر کو
ذرا سا خم دیکر اُنکے سلام کو قبول کیا۔

سردار گروہ "(لٹونر سے) ہمارے بادشاہ
کی طرف بڑھو اور اب اپنا قصہ سلطان
اسمٰعیل سے جو تمہارے روبرو ہے
بیان کرو"

سلطان اسمٰعیل نے بوڑھے ہی جرگے
کے سردار کی طرف خطاب کرکے کہا
حمید! خوش آمدی کسکو لائے ہو یہ تو اچھا
جوان ہے کیا یہ ہمارے یہاں نوکری
چاہتا ہے یا یہ بطور جاسوس یا قزاق کے
پکڑا گیا ہے؟"

حمید "حضور یہ جوان قیدی ہے اور ایسی
حالت میں پکڑا گیا ہے جس سے گمان
ہوتا ہے کہ قزاق ہے"

اسمٰعیل "ایں۔ قزاق اور ایسا نوعمر
مگر حمید بتاؤ یہ جوان تمہارے ہاتھ
کسطرح آیا"

حمید "کل شام کو ہم لوگ گران روگ کو
آتے ہوئے ایک جگہ پر ٹھہرے جہاں
قیری قرامان تھا وہ بے تحاشا بھاگا اور
جنگل و پہاڑوں میں گھسکر ہماری نظر
سے غائب ہوگیا اور یہ گرفتار ہوا"

اسمٰعیل "یہ نوجوان باوجود بے ریش
و بروت ہونے کے قیری قرامان کا رفیق
اور ہمراز ہے"

لٹونر "(بات کاٹکر) اگر حضور معلی غلام کی
بات سنیں تو عرض کروں۔ اتفاق وقت
نے کل شام کو ایک لمحہ کیلیے مجھے قیری قرامان
کا ساتھی بنادیا مگر حاشا میں اُسکا ساتھی
نہیں ہوں مجکو اُسوقت تک یہ معلوم نہ
تھا کہ یہ شخص کون ہے جب تک کہ حضور
کے سپاہیوں نے مجکو گرفتار نہیں کرلیا
ہے اور بعد گرفتار ہوجانے کے میں نے
کئی مرتبہ اسکا نام سپاہیوں کی زبان پر

آپ نے سُنا"

اسمٰعیل:" کیوں حمید یہ سب سچ ہے"

حمید:" مجکو اس جوان کے بیان پر بہت کم اعتبار ہوا اسی واسطے میں اسکو حضور مین حاضر لایا ہون کہ جیسی مرضی مبارک ہو اسکے ساتھ عمل کیا جائے۔

اسمٰعیل:" یہ ظاہر ہے کہ یہ نوجوان اُس قزاق ناپاک کا ہوا خواہ و شریک جرم ہے"

ٹورنر:" ای بادشاہ عالیجاہ مین آپ کے حضور مین قسم کھاتا ہون کہ"

اسماعیل نے جلال کی نظر سے کہا "چپ رہ" تیرا جرم لائق پاداش سزاے موت کے تھا مگر تیرے عنفوان شباب کے لحاظ سے مین تیری جان بخشی کرتا ہون لیکن تاہم تو مدت العمر محبوس رہیگا حمید اُسکو لیجاؤ اور ڈارولی فرانسیسی جاسوس کی کوٹھری مین مقید کردو"

حمید اور اُسکے ہمراہی اُسکو اُس پہاڑ کی طرف لیچلے جس کے اوپر قلعہ گران روک واقع تھا۔

وہ مقام جہان وہ اور اُسکے محافظ پہونچکر رکے تھے ایک تنگ زینہ کے نیچے تھا جسکی سیڑھیان پہاڑ کاٹ کر بنائی گئی تھین اور اس قدر تنگ تھین کہ دو آدمی ساتھ نہ چڑھ سکتے تھے حمید آگے ہوگیا اُسکے بعد ٹورنر اور اُسکے پیچھے دو سپاہی یہ سب بہت بلندی تک چڑھتے اور جب سیڑھیان ختم ہو گئین ایک سیدھا راستہ پہاڑ مین کٹا ہوا نظر آیا اس راستہ کے اختتام پر ایک بڑی توپ اپنا دہانہ سامنے کیے ہوئے نمودار ہوئی۔

یہ راستہ بھی طے ہوا اور ٹورنر اب اس مقام پر پہونچا جسکو صحن کہنا چاہیے اس صحن مین قطار در قطار مربع مکانات بنے ہوئے تھے اندرونی مربع کے صحن کے بیچ مین ایک عظیم الشان بلند مینار تھا جسکی صورت عمارات کے اکثر ستونون کی چوٹی پر مشتمل تھے اس بلند مینار کی چوٹی پر ایک جھنڈا لگی چھڑی تھی جس پر بوجہ موجود ہونے سلطان اسمٰعیل کے ایک بہت بڑا ریشمی پھریرا اُڑ رہا تھا۔

ٹورنر نے [illegible] کو قلعہ کی مختلف فصیلون پر ٹہلتے دیکھا اور بیس تیس سپاہی ادھر ادھر طواف کر رہے تھے۔ جب حمید اُنکے پاس سے گذرا انھون نے جھک کر سلام کیا اور اُنکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب سمجھ گئے کہ ٹورنر یہان قید کیے جانے کے لیے لایا گیا ہے۔

چنانچہ ٹورنر کو مین گارڈ کے مکان مین لے گئے وہان پہرہ والے نے دروازہ کھولا ایک چکردار تنگ زینہ نظر آیا اور اُسپر چڑھا

اس بجھکر دار زینہ میں بہت سے روشندان
تھے اور جیلر ایک مضبوط دروازہ کھولنے
کیلئے بڑھا جو بیچ میں حائل تھا جب وہ کھل
گیا جیلر ہٹ گیا اور بڈھے (لوٹز) کو آگے جانے
کا حکم دیا اور جب لوٹز اندر داخل ہوگیا دروازہ
بڑے زور سے بند کردیا گیا اور لوٹز حالت
یاس اور ناامیدی میں وہیں رہ گیا۔

باب چہل و یکم

قلعہ گران اورگ

لوٹز نے اپنے تئیں ایک چھوٹے چاندنہ
پر پہنچا پایا جس میں ایک روشندان سے
روشنی آتی تھی۔ اس کے سامنے ایک بند
دروازہ تھا جس میں ایک بہت موٹی زنجیر لگی
ہوئی تھی اور اسکے بائیں جانب ایک چکر کی
سیڑھیاں اوپر جانے کے لئے تھیں۔ اسکے
اندر داخل ہونیکے بعد ایک بڑی سخت قفل
میں پھرنے کی آواز سنائی دی اسکو یہ معلوم ہوا
کہ گویا وہ زندہ درگور کردیا گیا۔

بلا خیال اس امر کے کہ اسکو کدھر جانا چاہئے
وہ فورا غم سے ایک دیوار سے ٹیک کر
رہ گیا اور آنسوؤں کی جھڑی کے باعث
اسکو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا پس اسنے فورا
دروازہ کھلتے ہوئے نہیں دیکھا جب ایک
شخص اسکے سامنے آکر کھڑا ہوگیا
تب اسکو معلوم ہوا کہ میں تنہا نہیں ہوں
یہاں کوئی اور بھی ہے۔

اس شخص نے آتے ہی بات نہیں کی
بلکہ لوٹز کو بنظر تعجب اور شوق اور شبہہ
دیکھنے لگا۔ اور لوٹز بھی خیالات جانکاہ
کے ساتھ اسپر نظر ڈالتا تھا اور سوچتا
تھا مگر دفعتا کچھ بات اسکے ذہن میں
آئی اسے فورا یاد آگیا کہ سلطان اسماعیل
نے مسمی ڈانڈل ایک فرانسیسی
جاسوس کا نام لیا تھا اور یہ کہا
تھا کہ اسکو کوٹھری میں قید کرنا
بس اسکو یقین ہوگیا کہ یہ وہی شخص
ہے اور اسی کے ساتھ مجھکو قید
کیا گیا ہے۔

لوٹز بڈھا (قفل خاموشی آخرکار شکست
کرکے) اے بدبخت چھوکرے میرا یہ سوال کرنا
فضول ہوگا کہ تم بھی قیدی ہو کیونکہ
یہ امر تمہارے یہاں جو تک دیکھے
جانیسے ظاہر ہے۔

لوٹز۔ افسوس یہی بات ہے۔ اور یہ کہکر
وہ غم و الم کے بحر ناپیدا کنار میں غوطے
کھانے لگا۔

بوڑھے قیدی نے لوٹز کو لمحہ تک اسکے رنج
والم میں غرق رہنے دیا شاید اس نے
یہ خیال کیا کہ رونے سے اسکے دل کو کچھ

تسکین ہوجائیگی آخرکار اُس نے کہا کہ
"اے بدنصیب لڑکے یہ فطرتی بات ہے
کہ تم اپنی بدبختی پر آنسو بہاؤ لیکن بلحاظ
ہمجنسی کے تمکو یاد دلاتا ہون کہ اگر تم سمندر
کے سمندر اپنی آنکھون سے بہاؤ گے تب
بھی ان مستحکم دیوارون کا مصالحہ اور
تمہارے قید کرنے والون کا دل نرم نہ
ہوگا"
لوئز "نہایت کوشش سے دل مضبوط کرکے
بیشک سچ کہتے ہو"
بوڑھا "اب اس مکان مین چلو جو آج
سے تمہارا گھر ہوگا تم اس تنہائی مین آئے
ہو جسمین مین پانچ برس سے گرفتار ہون"
لوئز اپنے بوڑھے ہمراہی کے پیچھے اُس
تاریک اندھیرے کمرہ مین گیا جسمین دروازہ
لگا ہوا تھا اور ادھر دیکھنے لگا کہ شاید
فرش پر کہین پیال ہوگا جس پر اُسے
رات کو سونا ہوگا - مگر اسکو کہین پیال
نظر نہ آیا -
بوڑھا قیدی "قبل اسکے کہ ہم تم اپنا اپنا
حال بیان کرین مین تمکو اس برتاؤ کا حال
بتلاتا ہون جو اسجگہ تمہارے ساتھ کیا جاویگا
دیکھو یہ پتھر کی سیج چارپائی کا کام دیگی تمکو
ایک چٹائی اور کمل بھی ملے گا اور جب
یہ چیزین کہنہ اور بوسیدہ ہوجائینگی یا
پھٹ جائینگی تب ہمکو دوسری دیجائینگی ہر برس دو
دو مرتبہ تمہارے کپڑے بھی بدلے جائینگے اور انصاف
کی بات تو یہ ہے کہ گو سلطان اسماعیل اور
اُسکے ملازم سنگدل ہین مگر وہ بے آزار
نہین ہین -"
لوئز "مگر میری تو سزا بالکل بے انصافی
سے ہوئی ہے -"
بوڑھا "اور میری بھی سزا بے انصافی سے
ہوئی ہے - خیر اس بارہ مین پھر گفتگو
کرینگے کیونکہ ہمکو بات چیت کا موقع
بہت ملے گا"
لوئز "یہ تو بتاؤ کہ اس رکی ہوئی ہوا کے
علاوہ جو اس کھڑکی سے آتی ہے کوئی اور
سبیل تازہ ہوا سے فرحت حاصل کرنے
کے لیے ہے یا نہین ہے"
بوڑھا قیدی "اس کمرہ مین اُدھر اُدھر
ٹہلنے کے علاوہ اگر تم اور کچھ تفریح چاہتے
ہو تو اس کمرہ کے دروازہ کے باہر ایک
زینہ لگا ہوا ہے جس سے اس عمارت
کے اوپر چوٹی تک جاسکتے ہو اور وہان
تم بے فراغت تمام رات کو ٹہل
سکتے ہو"
لوئز "پھر کیا جیلر بخوبی احتیاط
نہین کرتے"
بوڑھا "اسکے سوا اور کیا احتیاط کرسکتے

ہیں کہ دروازہ میں جو تمہارے آنے کے بعد
بند کیا جاتا زنجیریں لگا دیں اور قفل ڈالدیے
اب مینار سے بھاگنے کے لیے تو اوترنا
چاہیے۔ مگر چڑھنا اُن [illegible]
کی طرح میں یون تو مینار کی چوٹی پر سے اتر جانا
ممکن ہے"

ٹونرے " تو قرار محال ہے"

بوڑھا " چند مراتب جو میں بیان کرتا ہوں
انکو سنکر خود غور کرلو۔ وہ دروازہ جو زینہ
کے سرے پر ہے بلا زنجیر اور قفل کے
چھوڑا نہیں جاتا بجز اسوقت کے جب
جیلر دن میں دو مرتبہ کھانا لاتا ہے اگر تم
چاہو جب کھانا لائے مار ڈالو تو کیا ہو
آدمی سپاہی ہونے کے بعد تمکو اسکا نائب ملیگا
جو اس جگہ تک اسکے ہمراہ آتا ہے اور اس
نائب کے پاس ہمیشہ بھرے ہوئے پستول
رہتے ہیں وہ فوراً تمہارا سر توڑ دیگا مگر
فرض کرو کہ تمنے اس نائب کو بھی مار ڈالا
یا کسی وجہ سے وہ جیلر کے ہمراہ وہاں تک
نہ آیا تو تم اس دروازہ تک پہونچوگے
جو مینار کی جڑ پر ہے اور وہاں سنتری
سے تم دوچار ہوگا"

ٹونرے " اگر اسکو بھی مار ڈالا"

قیدی سفید ریش " اچھا فرض کرو کہ
تمنے سنتری کو بھی مار ڈالا مگر یہ چپکے چپکے
نہیں ہو سکتا کیونکہ گارد کے مکان قریب
ہیں دس بارہ مسلح سپاہی فوراً نکل
پڑیں گے"

ٹونرے " لیکن اگر یہ کارروائی بلا شور و غل
کے ہو جائے تو کیا ہو"

بوڑھا " تب تم اندرونی صحن میں پہنچ
جاؤ گے جسکے چاروں طرف
مکانات ہیں وہاں سے نکلنے کا صرف
ایک راستہ ہے اور دو گارد میں
ہو کر ہے"

ٹونرے " فرض کرو کہ میں ان مکانات پر
چڑھ جاؤں"

بوڑھا " ایسا کرنے کے لیے تمکو جگہ تلاش
کرنا ہوگی جہاں سنتری نہو۔ مگر ایسی کوئی
جگہ تمکو نہ ملے گی۔ اور فرض کرو کہ تمکو
کوئی جگہ ایسی مل بھی گئی اور تم مکان
پر چڑھ گئے اور دوسرے بیرونی صحن
میں پہونچ گئے پھر وہاں سے
کیونکر نکلوگے۔

اے جوان میں پانچ برس سے اسجگہ
قید ہوں اور ہفتوں اور مہینوں تک
میں انہیں خیالات مفروری کو اپنے
دماغ میں لاتا رہا جو اسوقت میں
تمہارے ذہن میں گذرے۔ پس
اب تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ اوترنے

کے ذریعے سے بھاگنا بالکل ناممکن ہے
لوئیزہ" اور پیرھنے کے ذریعہ سے بھاگنا
اس سے بھی زیادہ ناممکن ہے"

بوڑھے نے کچھ جواب نہین دیا اور
بعد تھوڑی دیر خاموشی کے کہا "مین نے
ابھی تک مفصل حال اُس برتاؤ کا تجھسے
نہین بیان کیا جسکی اس مکان مین تم کو
امید رکھنا چاہیئے۔ موسم سرما مین تاپنے
کے لیے بہت سی لکڑیان بھی ملتی ہین اور
جاڑون کی لمبی راتین کاٹنے کے لیے
چراغ بھی دیا جاتا ہے وغیرہ۔"

لوئیزہ" تم اس ہولناک قید خانہ اور
سلطان اسماعیل کے مزاج سے واقف
ہو بھلا یہ تو بتلاؤ کہ کیا وہ ایسا بے رحم ہے
کہ وہ مجکو ہمیشہ قید مین رکھیگا افسوس
ابھی مین بہت کمسن ہون"

بوڑھا" اسماعیل ایسا رحم دل اور نرم
مزاج کا آدمی ہے کہ سوا جنگ وجدال
کے وقت کے اور وقت خونریزی کرنا پسند
نہین کرتا"

لوئیزہ" واہ کیا نرم مزاجی ہے کہ مجھ ایسے
کمسن کو ہمیشہ کے لیے قید کر رکھا ہے"

اسکے بعد دونون خاموش ہوگئے
بعد ازان بوڑھے نے کہا آؤ ہم تم ایک
دوسرے سے تعارف کرین۔

لوئیزہ" مین پہلے سے جانتا ہون کہ تمہارا
نام ڈوارول ہے اور تم فرانسیسی ہو"

بوڑھا" اچھا اب تم اپنا حال مجھ سے
بیان کرو۔

جوان" میرا نام لوئیزہ ہے اور مین قوم کا
گرجی ہون مین ایک زمانہ سے ایک سوداگر
کے یہان نوکر رہا جب وہ مرگیا اور وہ وقت
آ گیا مجکو پہاڑی مکان مین سفر کرنے کو
مجبور کیا وہان مجھ سے دو مسافرون سے
ملاقات ہوئی جنکو مین نہ جانتا تھا چونکہ
میرے پاس شکار کیا ہوا جانور موجود تھا
مین نے اُسکا تھوڑا گوشت انکو بھی دیا۔
یہ لوگ نامی قزاق تھے جن کی سزا کے
واسطے ممالک کوہ قاف کے فرمانروا
نے انعام کا اشتہار دیا ہے سلطان
اسماعیل کی فوج کا ایک جرگہ دفعتاً
وہان پہونچ گیا قزاق بھاگ گئے
اور مین گرفتار ہوگیا جب لوگ مجکو
سلطان کے پاس لائے اُس نے
قید کا حکم دیدیا۔ یہ وجہ میرے یہان
آنے کی ہے"

اتنے مین جیلر اور اسکا نائب آگیا
اور بات چیت موقوف ہوگئی اور جیلر
اور اسکے نائب نے نئے قیدی کے
لیے چٹائی اور کمبل اور دونون

قیدیون کے لیے شام کا کھانا لاکر
رکھدیا۔"

باب چہل و دوم

دونون قیدی

دونون کھانا کھانے کو بیٹھے لیکن باوجود
اس امر کے کہ کھانا اچھا اور کثرت سے
تھا تو تز کا ہاتھ مشکل سے کھانا کھانے
کو اٹھتا تھا۔ یہ خلاف اسکے ڈاردل بھوکون
کیطرح کھانا کھا رہا تھا اور اسنے اپنی رکابی
کا کھانا جلد ختم کر دیا۔ تو تز نے اس سے
اپنے حصہ کا کھانا بھی کھا لینے کو کہا۔
مگر اُس نے کہا کہ مین سیر ہو گیا ہون۔"

ڈاردل۔ "پہلے میرا حال بھی تمھارا سا تھا
مجھسے کچھ کھایا نہ جاتا تھا۔ آزادی کی
حالت مین مین خوب کھاتا تھا مگر ابتدائے
قید مین کھانے سے نفرت ہو گئی تھی تھوڑے
دنون کے بعد بھوک نے غلبہ کرنا شروع کیا
اور پھر مین بھی خوراک بھر کھانا کھانے
لگا تب سے برابر شکم سیر ہو کر
کھاتا ہون۔"

تو تز۔ "شاید تمکو بھاگنے کی امید باقی ہی
حالانکہ تم کہہ چکے ہو کہ اس مینار سے
نکلنا غیر ممکن ہے۔"

ڈاردل نے کچھ اسکا جواب نہین دیا
اور کہا کہ اب مین پھر اس گفتگو کو چھیڑتا
ہون جو کہ جیلر کے آنے سے موقوف
ہو گئی تھی۔

ڈاردل۔ "ہان تو جب جیلر اور اُسکا نائب
آیا تب مین یہ کہنے کو تھا کہ مجکو تین وجہ سے
یہ یقین ہوتا ہے کہ تم نے سلطان اسماعیل سے
اپنا حال بیان کرنے مین چند باتین دبا
ڈالین ہین یا یہ کہ مجھ سے اُن باتون کو
چھپاتے ہو جو تمھارے اور سلطان موصوف
مین ہوئین۔"

تو تز۔ "سنو مین صاف صاف کہتا ہون
مین نے گرفتار ہوتے وقت سلطان
کے سپاہیون سے اور پیش ہونے کے
وقت سلطان سے یہ بات ظاہر نہین کی
کہ مین کوہ قاف کے اُن جنگلی اور پہاڑی
مقامات مین کیون پھرتا تھا اور اسی وجہ سے
اُنکو زیادہ تر یقین ہوا کہ مین قزاق کا
ہوا خواہ ہون۔"

ڈاردل۔ "پھر تمنے پورا پورا حال
کیون نہین بیان کیا؟" اور اس کا دل
ڈوب گیا۔

تو تز۔ "کیا اسماعیل اور اُسکے سپاہی میری
بات پر یقین کرلیتے اگر مین اُنسے یہ کہتا
کہ مین ایک روسی افسر کو جنگ مفردہ مین مارنے
کی وجہ سے طفلس سے بھاگنے پر مجبور ہوا

اور کوہ قاف کے پہاڑوں میں پناہ لی
اور چونکہ میں راستے سے ناواقف تھا لہذا
جنگلوں میں راہ بھول گیا اور اتفاق وقت
سے فیری قرامان سے دو چار ہوا مگر
ایک بات اور بھی ہے جو میں نے اب تک بیان
نہیں کی اور وہ یہ ہے کہ واسطے باعث
مقرر ہوئی جب سلطان کے سپاہیوں نے
اُس مقام پر حملہ کیا جہاں میں قزاق سے
باتیں کر رہا تھا۔ میں نے اسکو سمجھا اور
قزاق نے خود خواہ بھاگنے کے واسطے
کہا تو اسکے کہنے پر عمل کیا میرے ایسا
کرنے سے سپاہیوں کو اس خیال کو
اور بھی استحکام ہوا کہ میں رفیق اُس
لیے اُصول رہزن کا ہوں اب میں نے
تجھے سب حال کہہ دیا ہے"

ڈاروِل "بیشک اتفاقات تمہارے
خلاف پڑے اور میں تمہارے کہنے پر اعتبار
کرتا ہوں۔ اچھا چلو مینار کی چھت پر چلیں
کیونکہ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی
کرنیں مغربی کوہ قاف میں جھلملا رہی ہیں
اور منظر بہت اچھا ہے"

ٹونز بڈھے کے پیچھے کمرہ سے چلا اور
وہ دونوں اُس چکردار کمرہ پر چڑھنے لگے
جو مینار کی چوٹی پر جانے کو تھا
مینار کی فصیل تخمینا پانچ فیٹ
بلند تھی اور ایک گوشہ میں بڑی لمبے جھنڈے
کی چھڑ کھڑی تھی رسیاں چھڑ میں لگی ہوئی
چھوڑ دی گئی تھیں اور پھریرہ اُتار لیا گیا
تھا ٹونز کی نگاہ رسی پر جمی ہوئی تھی ٹونز نے
رسی سے طول کا تخمینہ کر کے سوراخ کو دیکھا
اور مینار کی بلندی انداز کی۔

ڈاروِل "ٹونز کے دل کی بات سمجھ کر
کیا میں پہلے تم سے نہیں کہہ چکا ہوں کہ
سب خیالات خام ہیں بھاگنا محال ہے"

ٹونز "(ٹھنڈی آہ بھر کر) سچ کہتے ہو۔ اور
اسکا دل ڈوب گیا"

بعد ازاں آسکے اور ڈاروِل نے پچھم
طرف کے سوراخ کو دیکھا جہاں غروب ہوتے
ہوئے آفتاب کی کرنیں اُنچی مغرب کی
پہاڑوں میں جھلملا رہی تھیں پھر دونوں
اُتر کر اپنے کمرہ میں آئے اور ڈاروِل
نے چراغ روشن کیا جو جیلر نے لا کر دیا
تھا دونوں نے اپنے کپڑے اُتارے
اور اپنے اپنے بستر کو چلے چراغ گل
کر دیا گیا اور مینار میں خاموشی ہو گئی
جب وہ صبح کو اٹھے جیلر صبح کا کھانا لایا
اور جب کھانے سے فراغت ہو گئی اُسوقت
ڈاروِل نے ٹونز سے کہا چلو مینار کی چھت
پر چلیں اور وہاں تم سے اپنا حال
بیان کروں"

لوئز تو اسکا حال سننا ہی چاہتا تھا وہ
اٹھا اور بڈھے کے پیچھے اوپر چلا۔ آسمان
بالکل صاف تھا اور خوشگوار ہوا پہاڑ دولت
پر گذر کر آرہی تھی لوئز نے اپنے تپ رسیدہ
دماغ کو ہوا سے فرحت دی اُسکا بڈھا
ساتھی بھی محظوظ تھا تھوڑی دیر کے بعد
اُسنے اپنا حال یون بیان کرنا شروع کیا
"مین اپنے ملک مین کونٹ کے لقب سے
مشہور تھا میرے پاس بہت دولت نہ
تھی اور جو کچھ تھی بھی وہ چند سال مین کم
ہوگئی کیونکہ عنفوان شباب مین مین بڑا
عیاش تھا مین نے شادی نہین کی اور
عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا تھا۔
جب میری عمر [illegible] برس کے
پہنچی مین نے عیاشی [illegible] عیاشی کو چھوڑ
دیا اور تحصیل علم کی طرف توجہ کی اور بہت
سی زبانین سیکھین [illegible] طرح طرح کے
تجربات عمل مین لانے لگا اور جیسا پہلے
فاسق و بدکار تھا دنیا ہی اسنے اُن
اصول اور تجربات مین بھی عامل بےعمل
اور حمق مین گرفتار رہا۔ میری بضاعت
رفتہ رفتہ کم ہونے لگی اور مجکو اُسکی فکر
ہوتی جاتی تھی کہ کوئی ذریعہ ہاتھ آئے
جس سے پھر مین زردار ہو جاؤن
اسیطرح کئی سال گذر گئے اور بجائے
اسکے کہ میری دولت زیادہ ہو روز بروز
کم ہوتی گئی۔ مین نے خیال کیا کہ ابھی
ایک ذریعہ اور باقی ہے جس سے شاید
کسی روز دولت ہاتھ آئے۔ میرا ایک
بڈھا رشتہ دار تھا جسکا سن بہت زیادہ
تھا اور جو صاحب ثروت مشہور تھا فقط
مین ہی اُسکا رشتہ دار تھا اور یہ سمجھتا تھا
کہ اس کے بعد مین اس کا وارث
ہون گا۔

ایک روز جسکو چند برس سے کچھ زیادہ
عرصہ ہوا اُسنے بہت عجلت کے ساتھ
مجکو دیہات پر بلایا کیونکہ وہ پیرس سے
سو میل کے فاصلہ پر رہتا تھا وہ
حالت نزاع مین تھا۔ مین ایسے وقت
مین گانوں پر پہونچا کہ اُسکی آخری باتین
سُنون سکا اور وہ بہت اہم تھین اُسنے مجھ
سے دو باتین کہین اول یہ کہا کہ وہ
دولتمند نہین ہے بلکہ دیوالیہ ہے اور
جو کچھ املاک چھوڑتا ہے وہ مشکل سے
اُسکے قرضخواہون کا مطالبہ پورا کرنے
اور اُسکے بعنوان مناسب تجہیز و تکفین
کرنے کے لیے کافی ہوگی دوسری بات
جو اُسنے کہی وہ ایک اور طرح کا قصہ تھا مگر
اثنائے بیان مین اُسکا دم ٹوٹ گیا
پس اُسکا ذکر کرنا فضول ہے اب ڈاردل

نے تھوڑی دیر تامل کیا اور اُسکے بعد یون
گویا ہوا۔ چنانچہ اپنے رشتہ دار کے
مرنے پر بجائے اُسکے کہ مین دولت مند
ہوجاتا مجکو اس سے ایک کوڑی کا بھی
فائدہ نہوا اور مین ان ممالک کی طرف
چل کھڑا ہوا۔ اب پورے ساڑھے
پانچ برس گذرے ہین جب مین پہلے پہل
اس کوہستانی سلسلے کے پہاڑون اور
جنگل مین داخل ہوا تھا۔

ایکروز راستہ چلتے چلتے مین اُس میدان
مین پہونچا جو اس قلعہ کے نیچے تھا وہان مین
چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اور قلعہ کا نقشہ کھینچنے
لگا جب مین یہ کام کر رہا تھا قلعہ کے
دو تین سپاہی میرے پاس دیکھنے کو
آگئے اور دیکھ بھال کر قلعہ کو لوٹ گئے
اور یہ روداد اور سپاہیون سے
بیان کی وہ بھی نقشہ دیکھنے کے لیے
میدان مین اتر آئے انھون نے مجکو
اچھا کھانا کھلایا اور شراب دی اور
اس کے معاوضہ مین مین نے چند
تصویرین دین۔

غرضکہ ہم آشتی سے ایک دوسرے سے
رخصت ہوئے اور پھر مین جنگلون اور
پہاڑون مین گھومنے لگا مگر تب کو
یہ نہ سوجھا کہ قلعہ گران روگ کے
نقشہ کھینچنے کا کیا نتیجہ ہوگا قلعہ گران روگ
سے چلے جانے کے کئی روز بعد مین جنگلون
اور پہاڑون مین گشت کر رہا تھا کہ دفعتاً
ایک چھوٹا گروہ روسیون کا نمودار ہوا
انھون نے مجھ سے حال پوچھا مینے کہدیا
کہ مین فرانسیسی نقاش ہون اور کوہ قاف
کے قدرتی مقامات کے نقشے کھینچ رہا ہون
اور اپنے ملک مین پہونچکر بڑی رنگین
تصویرین بناؤنگا کمان افسر شریف آدمی
تھا اور فن نقاشی مین بصیرت رکھتا تھا
اسنے میرے مقوی کو الٹ پلٹ کر دیکھا
اور اسکی تصویرون کو دیکھکر خوش ہوا مگر
جب اُسنے قلعہ گران روگ کی تصویر دیکھی
مارے خوشی کے اچھل پڑا۔

افسر مذکور فوجی نقاشی قلعہ بندی اور
فن انجنیری مین کامل تھا اُسنے مجھ سے
کہا کہ اگر اجازت دو تو مین ایک سادہ کاغذ
تمہارے مقوی سے لیکر تمہارے اس نقشہ
سے قلعہ کی شکل اور اسکے دھس کا عکس
اتار لون۔ مین نے بلا سوچے سمجھے اجازت
دیدی چنانچہ روسی افسر نے غور سے
نقشہ کا عکس اتارنا شروع کیا۔ دفعتہً
بہت سے پہاڑیون نے حملہ کیا۔
روسی کھڑے ہوگئے اور ہتھیار لےکر
دوڑے تھوڑی دیر تک سخت لڑائی

ہوئی۔ نصف روسی مارے گئے اور نصف
بھاگ گئے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی
ایک پہاڑی نے مجھکو گرفتار کر لیا اور
جب لڑائی ختم ہوئی انہوں نے میرے
مقوی کو تمام و کمال دیکھا اور اسمیں قلعہ
گران روگ کا نقشہ نکل آیا اور وہ عکس
بھی ملا جو روسی افسر اتار رہا تھا تب تو میرے
ہوش اُڑ گئے میں گران روگ کی طرف
دوڑا جہاں سلطان اسماعیل اسوقت
ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں مجھکو اُن سپاہیوں نے
فوراً پہچان لیا جنہوں نے مجھکو نقشہ
اُتارتے دیکھا تھا اب سب مجھ سے
بہت ہی خفا معلوم ہوتے تھے میں نے
سب کچھ کہا مگر کچھ سماعت نہ ہوئی اور
مجھکو قید کر لیا۔ اب تم سمجھے کہ میں کسطرح
یہاں قید ہوا۔

باب چہل وسوم

کونٹ ڈاردل

یہ واقعہ بڈھے فرانسیسی قیدی
گران روگ کا تھا جسکو ٹونز نے بہت
توجہ سے سنا غرضکہ یونہی چند برس
گذر گئے دونوں قیدیوں کو
ایک دوسرے سے زیادہ محبت
ہوتی تھی۔

یہ بھی یاد رہ کہنا چاہئے کہ وقتاً فوقتاً
کھانے کے ساتھ تھوڑی سی شراب ملا
کرتی تھی یہ شراب بہت تیز ہوتی تھی
ٹونز نے دیکھا کہ پہلی مرتبہ جب یہ شراب
کھانے کے ساتھ ملی تو ڈاردل نے ایک
قطرہ بھی نہیں چھوا ٹونز کو بھی تیز شراب
سے رغبت نہ تھی بلکہ عادتاً شراب نہ
پیتا تھا پس جب اُسنے تیز شراب کو
منہ سے لگایا تو اُسکے پسند نہ آئی اور
اُسنے ارادہ کر لیا کہ پھر کبھی عرق آتشین
کو نہ پیے گا۔

ڈاردل نے ٹونز سے کہا کہ بہت اچھا کیا یہ
عرق زہر سے کم نہیں جو آہستہ آہستہ اثر
کرتا ہے مگر اُس کے ضائع کرنے کی
ضرورت نہیں یہ شراب دو چھوٹی چھوٹی
کی بوتلوں میں لائی گئی تھی ڈاردل
اُنکو طاق پر رکھنے کے لیے اٹھا اور
انکو رکھکر ٹونز سے کہا یہ بہتر ہوگا کہ
ہم جیلر سے اسکا ذکر نہ کریں کیونکہ ہم
بجائے پینے کے شراب کو رکھ چھوڑتے
ہیں ورنہ شاید وہ آئندہ اُس کا دینا
بیقاعدہ سمجھے۔

دوسری مرتبہ جب جیلر شراب لایا تو اسکے
ڈاردل نے کہا۔ مہربانی کرکے

پہلی دونوں بوتلیں حسب معمول واپس کردیں۔

بڈھا ئے بہت خوب میں انکو میز پر رکھنا بھول گیا۔ بعد ازان وہ طاق کی طرف گیا اور دونوں بوتلیں جو چیلے نے مانگی تھیں لے آیا۔

جب چیلہ چلا گیا اور دروازہ بند ہو گیا ٹونر نے اپنے بڈھے رفیق سے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ تم شراب کو وقت ضرورت کے واسطے رکھنا چاہتے تھے۔

ڈارول ہان میں نے اسکو رکھ لیا ہے میں نے صبحکو یہ دونوں بوتلیں خالی کر رکھی تھیں جب تم مینار کی چھت پر تنہا ٹہل رہے تھے میرے پاس ایک اور بوتل بھی ہے جو میں نے ایک روز رکھ لی تھی اور جسکی یاد چیلہ کو نہیں ہے اگر کسی وقت تمہارا جی اُس کے پینے کو چاہے تو وہ حاضر ہے مگر میں تمکو صلاح دیتا ہون کہ کبھی اُسکو نہ چھوؤ۔

ٹونر نے پھر کچھ نہ کہا مگر اُسکے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ ڈارول دراصل بار کا مخمر نہیں ہے جیسا اُسنے ظاہر کیا ہے بلکہ اس غرض سے بناوٹ کی ہے کہ میرا بھی حصہ اُسکو مل جاوے اور وہ سب شراب تنہا اوڑا دے۔ ڈارول نے دونوں بھری ہوئی بوتلیں اٹھا لیں اور انکو اپنے بستر کے پاس والے طاق پر رکھدیا۔

اس روز ٹونر دن بھر اسی سوچ میں رہا مگر اُس نے اس امر کی بابت کوئی بات نہیں کہی اور اپنی نظرون سے بھی ڈارول کو اپنے دل کے شبہ کا حال نہ تاڑنے دیا جب رات ہوئی دونوں معمولی وقت اپنے اپنے بستر پر لیٹ رہے چراغ گل کر دیا گیا اور تہہ خانہ میں خاموشی ہو گئی۔ ٹونر سو رہا مگر اسکو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کتنی دیر تک سویا۔ جب اُسکی آنکھ کھلی اسکو کمرہ میں کچھ روشنی معلوم ہوئی۔ یہ صبح کی ابتدائی روشنی نہ تھی بلکہ مصنوعی روشنی معلوم ہوتی تھی۔ ٹونر کو یقین ہوا کہ ڈارول نے کسی خاص غرض سے چراغ روشن کیا ہے اور یہ غرض خفیہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر بڈھا بیمار ہوتا تو مجھکو جگاتا اور اپنی مدد کے لیے بلاتا۔

شراب کے بابت جو باتیں ہوئی تھیں انکو یاد کر کے ٹونر نے خیال کیا کہ ڈارول اب اکیلا شراب پی رہا ہے اور مجھکو سوتا سمجھتا ہے اور رات کو اس لیے شراب پیتا ہے کہ جس میں مجکو اُس کی صورت سے کچھ نہ معلوم ہو۔ ٹونر کو بہت نفرت ہوئی

مگر اُس نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ اور سوچتے
سوچتے سو گیا۔ جب صبح کو ٹوٹزا اُٹھا اُسے
فرانسیسی سے ویسا ہی دوستانہ برتاؤ
کیا جو تنہائی کے موقع کا منتظر رہا اور جب
وہ تنہا ہوا تو وہ اس طاق کی طرف گیا
جہاں دونوں بوتلیں رکھی تھیں ٹوٹزے نے
انکو ہلا کر دیکھا تو خالی معلوم ہوئیں
اس واقعہ کے بعد چھ ہفتہ تک دوست
اور ٹوٹزکو قلعہ میں مقید ہوئے دو مہینے
گذرے۔ ہر ہفتہ میں جو شراب ملتی
تھی ڈارعلی اس سب کو تصرف کر جاتا مگر
ٹوٹزے نے کبھی آدھی رات کو چراغ جلتا
نہیں دیکھا البتہ شراب ہمیشہ غائب
ہو جاتی تھی۔

ایک روز جب دونوں چھت پر سے
ٹہل کر لوٹے اور اپنے کمرہ میں بیٹھے
ٹوٹزا اپنی قید پر بیتاب ہو کر کہنے لگا۔
"کیا خوب ہوتا کہ خدا ہمکو آزاد کر دیتا اور
ہم اُن پہاڑوں میں ہوا کھاتے وہ ہوا
جسکی تازگی اس محبس میں گذرنے سے
بالکل خراب ہو جاتی ہے"
بڈھا: "اگر تم آزاد ہو جاؤ تو اپنی زندگی
کو کس کام میں لاؤ گے"

ٹوٹزا: "میں ابھی نوجوان ہوں میں آزاد
ہو جاؤں تو میرے آگے تمام دنیا ہے
بجز ذریعہ معاش کا چاہوں اختیار کر لوں
سب [illegible] ہو کر میں اُن سلاطین کے
سپاہ اہل صلیب میں بھرتی ہو جاؤں
جو اب عنقریب حملہ کرنے والے ہیں"
ڈارعلی: "اور مجھکو تم قید ہی میں
چھوڑ دو گے"
ٹوٹزا: "نہیں میں تمکو کبھی نہ چھوڑونگا
اگر ہم دونوں ایک ساتھ آزاد کیے جائیں
یا ہم دونوں بالاشتراک بھاگ جائیں
تو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ مثل تمہارے
بیٹے کے رہونگا"

جب ٹوٹزا باتیں کر رہا تھا ڈارعلی برابر
اُسکا منہ دیکھ رہا تھا اور اب وہ اُٹھا اور
پانچ چھ مرتبہ آہستہ آہستہ کمرہ میں ٹہلا
اور آخرکار ٹھہر گیا اور پھر ٹوٹزکو غور سے
دیکھکر کہنے لگا "میں نے دو مہینے تمہارا مزاج
پہچاننے اور تمہارے چال چلن کے اندازہ
کرنے میں صرف کیے ہیں تم میں جوش و
خروش زیادہ ہے کیونکہ تم کو یاد ہوگا
کہ تم جیلر اور اُس کے نائب اور سنتریوں
کو قتل کرنے عمارت پر چڑھنے اور ہر
قسم کے بیہودہ اور ناممکن افعال کرنے
کی فکر کرتے تھے پس مجھکو تمہاری سمجھ پر
شک تھا۔ کیونکہ جب کوئی شخص ایسے
محفوظ قلعہ میں مقید ہوتا ہے۔ تو

بے احتیاطی و جانبازی سے نہین نکل سکتا
بلکہ اُسکو عقل سے مدد لینا چاہیے"
ٹوٹنر" تو میرے معزز دوست وہ سب
عقل علم اور سمجھداری جسکی ضرورت ہے
تم مین موجود ہے"
ڈاروِل" دیکھو تم کیسے گھبرائے جاتے
ہو اگر وہ سب تدبیر جو میرے دماغ مین
ہے تمہارے دماغ کو منتقل ہو جائے
تو مین جانتا ہون کہ مارے خوشی کے تم
مجنون ہو جاؤ"
ٹوٹنر" اچھا مین اپنے تئین سنبھالتا ہون
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ امید ہے"
ڈاروِل" تم کو یاد ہوگا کہ پہلے ہی
روز جب تم یہان قید کیے گئے تھے شام
کو مین نے تم سے کہا کہ غبارے سے اُتر کر
بھاگنا ناممکن ہے"
ٹوٹنر" ہان مجھکو یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے
جو تمنے کہا تھا کہ چڑھنے کے ذریعہ سے
بھی بھاگنا ناممکن ہے تاوقتیکہ پرندون
کی طرح پرند ہون کہ چوٹی سے اُڑ جانا
ممکن ہے"
ڈاروِل" تو تم یہ قبول کرتے
ہو کہ اگر تمہارے پر ہون تو بھاگنا
ناممکن نہین ہے؟"
ٹوٹنر نے بالکل ہراس حد نا امیدی
سے ڈاروِل کی طرف دیکھا اور اپنے
دل مین سوچا کہ یہ پاگل ہو گیا ہے
اور بوجہ کبر سنی اور مقید ہونے کے
اُس کے دماغ مین فتور ہو گیا ہے اور
کچھ امید نہین ہے"
ڈاروِل" شاید تم میرے کہنے پر اعتبار
نہین کرتے اور یہ نہین جانتے کہ مغربی
یورپ کے ملکون مین ایک علم اس
درجہ کمال کو پہونچا ہے اور ایک آلہ
ایسا ایجاد کیا گیا ہے کہ جس سے ہوا مین
اُڑ سکتے ہین اور بہت دور دراز سفر
ہوا مین ہوتا ہے یہ ایجاد جسکا مین ذکر
کر رہا ہون غبارہ ہے"
یہ کہکے بڈھے نے اپنی جیب سے
ایک پرانا پھٹا ہوا رومال نکالا
جسمین چند قسم کی پنسل اور نقاشی
کے رنگ لپٹے ہوئے تھے بعد ازان
اُسنے ایک غبارہ کا نقشہ دیوار
پر بنایا اور اُسکی نوعیت اور اڑنے
کا طریقہ بیان کیا۔ جب بڈھا اپنی
گفتگو ختم کر چکا تو بے اختیار اُسکے گلے
سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ اس مین
کوئی شک نہین ہے کہ تم بڑے
ذی شعور آدمی ہو اور مین تم
سے بدرجہا کمتر ہون"

پھر ڈارول نے ایک گیلے رومال سے
اُس نقشہ کو جو دیوار پر بنایا تھا مٹا
ڈالا جس سے جیلر کو ذرا بھی وجہ
شبہ کی نہو۔
ڈارول ۔ میرے پیارے چھوکرے
مین تمکو اب وہ بڑی تدبیر بتلانا چاہتا ہون
جو مین نے سوچی ہے (پتھر کی بیچ کیطرف
اشارہ کرکے) یہ جگہ خالی ہے مین نے
اسکو خود خالی کیا ہے پہلے اسمین سوکھی
مٹی اور خشک گارا بھرا ہوا تھا مگر مینے
دن رات اسکو کھودا یہانتک کہ اُس
مین پتھر کی تہ سا جوف ہو گیا رات
کو جب ہوا تیز چلتی مین ملبہ کو مینارہ
کی چوٹی پر لیجاتا اور مٹھی بھر بھر کر نیچے
پھینک دیتا ۔ غرضکہ رفتہ رفتہ وہ
سب ملبہ اس طرح پر غائب ہو گیا
کہ قلعہ کی فوج کو جو نیچے رہتی تھی کچھ
شبہ نہیں ہوا یہ تینوں تختے اُٹھ آسکتے
ہین انہین کے نیچے میرا خزانہ ہے"
لوتھر ۔ خزانہ ؟"
بڈھا ۔ ہان میرا خزانہ ہے اور وہ تم
ابھی دیکھ لوگے ۔ تمکو یاد ہوگا کہ جیلر نے
مجھ سے بڑی ریشمی جھنڈی کے پھریرے
کا ذکر کیا تھا کہ دو سال ہوئے کھو گیا"
لوتھر ۔ ہان ذکر ہوا تھا"

ڈارول ۔ اچھا ہوا کہ جیلر کا یہ خیال ہے
کیونکہ بڑا پھریرا یہان موجود ہے"
یہ کہکے اُسنے سلطان اسمٰعیل کا سبز
پھریرا ایسا اچھی طرح سے تہ کیا ہوا
نکالا"
ڈارول ۔ تو تم قبول کروگے کہ پھریرے
کا چرانا بہت دشوار کام تھا مگر خیر اسمین
کامیابی ہوئی اب وہ بطور غبارہ کے
بنا لیا گیا ہے مین نے اپنے کپڑون کی
درستی کیلئے سوئی مانگی تھی چنانچہ وہ
مجھکو دی گئی اور جھنڈے سے ریشم کے
تاگے نکل آئے جس سے غبارہ کی کلیان
مین نے سی لین مگر اب یہ سوال پوچھوگے
کہ اسمین ہوا کیونکر بھرے گی دیکھو مین
تمکو بتلاتا ہون مگر معلوم رہے کہ جب
سلطان اسمٰعیل کے سپاہیون نے مجھکو
گرفتار کیا میری جیب مین کچھ سامان نقاشی
کا تھا اُسمین بہت سے ٹکڑے ربڑ کے
تھے ۔ ربڑ السی کے تیل مین پگھل جاتا
ہے اور بعد اسکے جب صاف روح
شراب مین ملایا جاتا ہے تو پھول کر
بہت سا ہو جاتا ہے چراغ مین جلانے
کیلئے جو تیل مجھکو ہفتہ وار ملتا ہے اور جو
شراب ہفتہ وار پینے کو ملتی ہے اُس سے
مین نے ربڑ کو پگھلایا اور اسکا حجم زیادہ

کیا اور اسی رقیق ربڑ سے غبارہ کو ڈھانکا
رنگ دیا۔ پس اب نہ اس سے ہوا
نکل سکتی ہے اور نہ پانی اس پہ اثر
کر سکتا ہے۔ غبارہ کا ڈھانچہ بھی بنگیا
ہے اسکو صرف جوڑ دینا باقی ہے
دیکھو یہ دیوارین اور نیچے کا تخت ہے
یہاں پر اس جوف مین وہ ایک دوسرے
پر رکھے ہین اسوجہ سے تھوڑی سی
جگہ مین سما گئے ہین جب ضرورت ہوگی
یہ سب ٹکڑے جوڑ کر ایک گھنٹہ مین ڈھانچہ
طیار ہو جائیگا اور جھنڈے کی ڈوری
سے جوڑ باندھ لیے جائینگے"

ڈارول "یہ موسم سرما مین ناپنے کو لکڑیان
ملتی ہین ان لکڑیون مین سے مین نے
دو شاخین اپنے کام کے لیے نکال لین
جو مضبوط اور لچکدار ہین اور انکو
ایک دوسرے مین پھنسا کر مین نے چھوٹا سا
بنا لیا ہی۔ جب وقت آئیگا ہم جھنڈے کو
رنگ سے زیادہ کام مین لائینگے کچھ ٹکڑے
اسکے ہتھا پکڑ کے باندھنے مین صرف
کیے جاوینگے مگر اسکا بڑا حصہ غبارہ
کی چوٹی مین باندھا جائیگا اور دونون
سرے دونون حلقون مین پرو دیے
جائینگے اور نیچے تک پہونچ جائینگے
تاکہ یہ ڈوریان بوجھ کو سنبھال سکین
پھر ایک ٹکڑا غبارہ کے چارون
طرف مثل کمر بند کے لپیٹا جائے گا اور
دونون طرف کی رسیون مین باندھا
جائیگا اور ہتھاتھون کو کاٹ کر چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے بنائین گے اور یہ ٹکڑے
ڈوری کے حلقہ اور ہتھا کٹھ مین لگائے
جائینگے تاکہ غبارہ بخوبی سنبھلا رہے"

ٹونیز "اوہ یہ سب بڑے تعجب کی
بات ہے"

بڈھا "اب شاید تم مجھ سے یہ پوچھو گے
کہ غبارہ میں ہوا کیونکر بھری جائیگی۔
سو اس کا بھی مین بندوبست کر لیا گیا ہے"
یہ کہکر ڈارول نے پھر تینون تختے
بند کر دیے اور پھر اپنا بچھونا لگا دیا اور
ٹونیز سے کہا "بس سو رہو اب ہوا کھانا مین
کیونکہ آج کا دن تو صحیح حالات کے
واسطے ہے اور پھر تو ابھی تم سے بہت سا
کچھ بیان کرنا ہے"

باب چہل و چہارم

ڈارول اور ٹونیز

غرضکہ دونون چھت پر چڑھے اور
کچھ دیر تک چپ چاپ ہر ایک اپنے
خیالات مین مستغرق ادھر ادھر ٹہلتا رہا
ٹونیز گھاٹی گلستان کا حال کہنے والا

کہا کہ کونٹ ڈارول نے خود گفتگو شروع
کر دی۔

فرانسیسی "اب مین تم سے ایک راز سربستہ
کا حال کہتا ہون یعنے اسقدر جس سے مین
واقف ہون۔

ٹوبر "یہ عجیب بات ہے مین خود تم سے
ایک راز کہنے والا تھا جواب تک مین نے
تم سے مخفی رکھا تھا۔

ڈارول "تمہاری باتون مین کچھ بھید
معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مجھکو تمہارے
کوہ قاف مین پھرنے مین تعجب تھا۔ مگر
خیر بتلاؤ کہ تمہارا راز کیا ہے؟"

ٹوبر "مین نے اپنے متوفی آقا منصور
کے بیچ کے کاغذات مین لکھا ہوا دیکھا پایا
کہ کوئی کوہ قاف کے جنگلون مین ایک
نہایت پرفضا مرغزار ہے جسکو جنت ارضی
کہنا چاہیے اور اسی مین بیشمار جواہرات
اور سونا چاندی علاوہ خوش مزہ میوون
اور خوبصورت پھولون کے ہین مین اسکا
ٹھیک موقع جانتا ہون بلکہ یہ کہنا چاہیے
کہ مین اسکی دہلیز تک پہونچ چکا ہون مگر
ایک اژدہا اس جگہ کا محافظ ہے مین اسکے
خوف سے اپنی جان لیکر بھاگا۔

ڈارول "اور کوہ قاف کی بھول بھلیان
مین تمکو اس جنت ارضی کا راستہ کیسے ملا؟"

ٹوبر "اس وادی پرفضا مین چارون طرف
پہاڑ ہین جنپر انسان کا چڑھنا دشوار ہے
مگر ان مین سے ایک پہاڑ جو سب سے
بلند ہے اسکی چوٹی ایسی معلوم ہوتی ہے
کہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی ہے اور
اسی علامت سے مین اس موقع کو پھر
پہچان لونگا"

ڈارول "یہی علامت ہماری رہنمائی
کریگی جب ہم غبارہ مین بیٹھکر ہوا مین
اڑینگے مگر قبل اسکے کہ ہم زیادہ صراحت
کے ساتھ ان واقعات کا ذکر کرین جو ہمکو
معلوم ہین بہتر ہوگا کہ مجھکو اپنی تقریر ختم
کرنے دو جو تم نے قطع کر دی تھی"

ٹوبر "اچھا تم ہی کہہ چلیے"

بڈھا "آخر سلطنت بادشاہ لوئی شانزدہم
مین شہر پیرس مین ایک مسن شریف آدمی
برگشتگی بخت کا ستایا ہوا ہگنٹ نامے
رہتا تھا اس نے اعلی خیرات اور بھی
بنی نوع انسان کی ہمدردی مین اپنی دولت
تمام صرف کرکے اپنے تئین مفلس کر دیا
اور خاندانی مکان سکونت کا فروخت کرکے
ایک جھونپڑے مین جا کر مقیم ہوا بعد ازان
معلوم ہوا کہ ہگنٹ دفعتہ پیرس سے
غائب ہو گیا دو برس تک وہ مفقود الخبر
رہا اور بعد اس مدت کے واپس آیا

ہو ظاہر اسباب اُسکے پاس بہت دولت معلوم
ہوتی تھی اُس نے اپنا علاقہ دیہات کے
مکانات اور شہر کی مجلسرا سب خرید کر لیے
اور پیشتر سے زیادہ خیرات اور داد دہش
کرنے لگا۔ یہانتک کہ اسکی سخاوت کی
بادشاہ تک اطلاع ہو گئی تھی اور انقلابات
کے بادلون کی گرج دور سے سنائی
دیتی تھی بادشاہ اسکی کوشش کرتا تھا
کہ جہانتک ممکن ہو ہر دل عزیز رہے
اُس نے یہ سوچا کہ ایسے وقت مین نگنٹ
کو جو بہت ہمدرد رعایا کا ہے کوئی
خاص عزت بخشنا چاہیے جو باعث
رضامندی رعایا کا ہو"

پس لوئی شانزدہم نے نگنٹ کو طلب
کرکے اسکو خطاب مارکوئس کا عطا کیا
اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سلطنت
کا انقلاب ہوا اور بادشاہ تخت سے
اُتار دیا گیا اور سلطنت جمہوریہ قائم
ہوئی امرا اور ارا کین سلطنت بھاگ
گئے یا دار پر کھینچے گئے۔ نگنٹ بچ گیا مگر
اس زمانہ مین بہت سے پاجی جاسوس
اور خود غرض مخبر تھے اور اس بدعملی
مین یہ ناممکن تھا کہ بیگناہ اور مجرم ایک
لاٹھی سے نہ ہانکے جاوین خلاصہ یہ کہ
نگنٹ بھی گرفتار ہوا اور مجلس مین
بھیجا گیا۔ اُسکے ذمہ یہ الزام قائم کیا گیا
کہ وہ بھی منجملہ اُمرا کے ہو اور اسکا رعایا سے
مخالف ہونا اس سے بھی ثابت ہی کہ جب
بادشاہ اور رعایا مین جھگڑا ہو رہا تھا
اُسوقت اُسنے بادشاہ سے خطاب مارکوئس
حاصل کیا اور نیز یہ کہ گو وہ بالکل مفلس ہو گیا
تھا اسکو دفعتہً "دولت بیقیاس ہاتھ آگئی
جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہی کہ یہ وہ دولت
ہی جو بادشاہ اور ملکہ نے اس ملک سے بھاگنے
کی تیاری کے لیے جمع کرکے اُسکے پاس
امانتاً رکھوائی تھی غرضکہ نگنٹ عدالت کے
سامنے پیش کیا گیا تو اُسنے یہ جواب دیا کہ
مین رعایا سے مخالف ہو کر ہرگز بادشاہ کا
طرفدار نہین ہوا مگر اتنی بے احتیاطی اس سے
ضرور ہوئی کہ اس نے یہ نہ دیکھا کہ مین دونون
فریق مین سے کسیکا بھی خواہ نہین ہون۔
وکیل سرکار نے اس جملہ پر گرفت کی اور بیان
کیا کہ گو ظاہر اپنی بے تعلقی ظاہر کرتا ہے
مگر دل مین ضرور ہوا خواہ کسی فریق کا ہوگا
جسکی طرف اسکو باعتبار اختصاص کے میلان
ہے اور جو شخص ہوا خواہ رعایا کا نہین ہے
وہ ضرور مخالف رعایا کا ہی جب نگنٹ
سے خطاب حاصل کرنے کی بابت جواب
طلب کیا گیا تو اُسنے بیان کیا کہ اس وقت
انکار کرنا میری طبیعت کے خلاف تھا اور

اپنے بادشاہ کی مرضی پر عمل کرنا مجھپر فرض تھا
یہ بات گمنٹ کی صفائی جرم کی اور بھی خلاف
واقع ہوئی اور اُس سے اور بھی زیادہ
خرابی مقدمہ کی ہوئی کیجب اُس سے اسکی
دولت کا حال دریافت کیا گیا تو وہ خاموش رہا
غرضکہ ان الزامات کے پاداش جو اسپر لگائے گئے
تھے اسکو سزاے موت کا حکم دیا گیا۔
گمنٹ لگزمبرگ کے حبس میں قید
کیا گیا کیجب کی بابت آیگی ڈوار نے کھینچا
دیا تھا۔ جسمیں ناسبرہ قید کیا گیا اُسمیں
ایک جوان پادری بھی مقید تھا جسکا نام
ڈاروَل تھا۔ یہ شخص میرا چچا تھا اس سے
دولت بیتیاس کا راز جو سبب اس کی
مصیبت کا تھا کہدیا تھوڑے عرصہ کے
بعد بدنصیب گمنٹ مع چند اور قیدیوں
کے نکالا گیا اور اُسکو پھانسی دی گئی
اسکے تھوڑے دن بعد پھر چند تبدیلی ہوئی
حبس کے دروازہ کھول دیے گئے اور
میرا چچا رہا ہوگیا اور پھر انقلاب کے بعد
جب خاندان شاہی کے قبضہ میں ملک
آیا میرے چچا کو بڑا عہدہ گرجا میں دیا گیا
اور وہ بشپ ہوگیا اور باوجودیکہ لوگ
اسکی قدر کرتے تھے وہ عیاش نہ تھا
مگر اسکا مزاج دعوت پسند اور مہمان نواز
واقع ہوا تھا۔ وہ خیرات بھی کرتا تھا اسکی

تھوڑی بضاعت جو تھی اسطرح ختم ہوگئی
اور وہ مقروض ہوگیا۔ اُس کی مفلسی
کا حال عام طور پر مشہور تھا اسکو لوگ
دولتمند سمجھتے تھے مگر وہ درحقیقت
دیوالیہ تھا۔"

نوتر :- اب میں سمجھا کہ تم کس کا ذکر کر
رہے ہو تم اپنے رشتہ دار کا ذکر کرتے
ہو جسکا تم اپنے تئیں وارث سمجھتے
اور جنے تم کو چھ برس سے زیادہ ہوا
بوقت نزع تم کو اپنے کانون پر بلایا
تھا۔"

ڈاروَل :- ہاں ہاں وہی میں نے
تم سے کہا ہو کہ اُسنے بوقت نزع مجھکو تم
دو امر اہم کی بابت گفتگو کی اول یہ کہ اُسنے
اپنے سب زر ہونے کی بابت اطلاع
دی اور یہ کہا کہ میرے مرنے پر تم کچھ
پانے کی امید نہ کرنا دوسرے یہ کہ
میں تمکو دولت بیتیاس حاصل کرنے کے
وسائل بتائے دیتا ہوں یہ کہکر اُسنے
اپنا قصہ بیان کیا کہ پچاس برس ہوئے
وہ اور گمنٹ لگزمبرگ کے حبس میں
ایک جگہ قید تھے اور گمنٹ نے اپنی
دولت کا خفیہ ذریعہ اسے بتادیا تھا۔"

نوتر :- وہ ذی حکمت آدمی۔

ڈاروَل :- ہاں معلوم ہوتا ہو کہ گمنٹ کو

بعد مفلس ہو جانے کے یہ راز معلوم ہوا
اور جب وہ دو برس تک پیرس سے
غائب رہا اور بعد اسکے دولت سے مالامال
واپس آیا غالبًا وہ وقت اسنے کوہ قاف
مین صرف کیا تھا۔ بس میرے چچا نے
بوقت نزع اس حال سے مجھکو آگاہ کیا
بعد ختم کرنے بیان گھاٹی کے میرا چچا دیگر
حالات جو گھاٹی کا موقع دریافت کرنے
اور اسمین داخل ہونے کے واسطے
ضروری تھے بیان کرنیوالا تھا کہ دفعتًا
اسکی سانس ٹوٹ گئی"

مین نے امید کو ساقط نکرکے تھوڑے
عرصہ بعد فرانس سے ممالک مشرق کا سفر
کیا اس ارادہ سے کہ کوہ قاف کے
پہاڑون مین پھرون اور جس طرح سے
ممکن ہو وادی گلستان کا پتہ لگاؤن مین
نے منصور کا لباس جو میرے مناسب
حال تھا پہنا اور تلاش مین مصروف تھا
کہ گرفتار ہوکر قلعہ گران روگ مین مقید کر دیا
گیا جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے"

اسطرح پروفیسر ڈارول نے اپنی
داستان ختم کی اور ڈونمز نے نہایت
اشتیاق اور توجہ سے سنا بعد ازان
ڈونمز نے سلسلہ داستان کا قائم رکھا اور
اپنے ساتھی سے ان وسائل کو بیان
کیا جو اسکو وادی گلستان مین جانے کیلئے
معلوم تھے۔ اب دونون قیدی ایکدوسرے
پر پورا اعتماد کرنے لگے اور انکے لیے گفتگو
کرنے کے بہت سے مضمون موجود تھے۔ قبل
اسکے کہ موسم سرما مع اپنی بڑی راتون کے
آئے اور اپنی رہائی کی تدبیر کو پورا کرسکین

باب چہل و پنجم

غبارہ

اسی طرح وقت گذرتا گیا اور قیدیون
کی حالت مین کچھ تغیر نہین ہوا آخرکار یہ معلوم
ہوا کہ وقت معہودہ پہونچ گیا اور ڈارول
نے آخری تیاریان شروع کر دین اسکو
غبارہ سیدھے رکھنے کے لئے لنگر کی
ضرورت تھی اس کام کے واسطے اسنے
اس مقام سے جہان اسکے لیٹنے کی جگہ بنی
ہوئی تھی بہت سے چھوٹے چھوٹے پتھر
اوکھاڑ لیے مگر انکو بانتظار وقت کے اسی
جگہ پر رہنے دیا اسکو آنکڑہ کی بھی ضرورت
تھی اور یہ بھی اسنے بنا لیا اب ایک لمبی
رسی کی ضرورت تھی کہ وقت ضرورت آنکڑہ
مین باندھی جائے بعد تھوڑی دیر غور
کرنے کے ڈارول نے یہ سوچا کہ اسکو اور
ڈونمز کو اپنا اپنا بچھونا اس کام مین لانا چاہیے
پس ہمون نے اپنا تمام وقت چٹائیون

کرتا رہا کیا لئے میں صرف کیا اور اُن سے
رہی تھی۔ یہ کام نہایت احتیاط سے کیا گیا
اور تھوڑے عرصہ میں جب انکو رسی بٹنے
کا تجربہ ہو گیا تو کام تیزی سے چل نکلا
آخرکار ڈاروِل نے ایک روز لوٹز سے
کہا "اغلب ہے کہ کل رات کو ہم اپنی
بڑی مہم کے انجام دینے کی کوشش
کریں گے"

دوسرے روز بہت دیر تک دونون
قیدی خاموش رہے۔ ہر شخص اپنے
اپنے خیالات میں مستغرق تھا۔ لوٹز
کے دل میں طرح طرح کے متناقض خیالات
جوش زن تھے مگر وہ بوڑھے پر ظاہر نہ کرتا
تھا کیونکہ اُسکو یہ اندیشہ تھا کہ اگر بوڑھا
میری جانب سے آثار خوف و ہراس
کے دیکھے گا تو غالباً اپنے عزم سے
باز آئے گا۔ غرضکہ اسی طرح وقت
گذرتا گیا۔ شام ہوئی اور جیلر شام کا
کھانا لایا۔

قیدی کھانا کھانے کو بیٹھے جب کھانا
کھانے سے فراغت ہوئی ڈاروِل نے
لوٹز کی طرف دیکھکر کہا "تم جانتے ہو
کہ اب وقت مقررہ قریب پہونچا
جاتا ہے"

لوٹز "ہان مین جانتا ہون بلکہ یہ بات
معلوم کر کے خوش ہو رہا ہون"

ڈاروِل "تو چلو لوٹز کام کریں ہمارا غبارا
تو کام پہلے ہی سے بنا ہوا ہے"

غرضکہ دونون قیدی کام میں مصروف
ہوئے ڈاروِل نے فرداً فرداً ہر چیز نکالی
اور لوٹز ان پتھرون کو جو لنگر و کے واسطے
تجویز کیے گئے تھے مینار کی چوٹی پر لے گیا
جب اُس سے فراغت ہوئی اور اُسنے
جھنڈے کی رسی کو کھولا اور کھینچ لیا اُسی
رسی کو لپیٹ کر وہ نیچے اترا جہان ڈاروِل
کچھ اور درستی کر رہا تھا۔

اب اس رسی کے ٹکڑے کیے گئے ایک
ٹکڑا دوہرا کیا گیا تاکہ اُسکا بیچون بیچ معلوم ہو
اور جہان پر اسکا وسط تھا وہ مقام غبارہ
کی چوٹی پر باندھ دیا گیا۔ غبارہ کے دونون
طرف ایک ایک حلقہ بٹے ہوئے ریشم کا
پہلے سے بنا دیا تھا ان حلقون کے اندر
رسی کے دونون سرے ڈالے گئے پھر
ایک اور ٹکڑا رسی کا غبارہ کے چارون
طرف بطور کمربند کے لپیٹا گیا اور ریشمی
حلقون کے مقام پہ پہلی رسی باندھ
دی گئی۔

یہ انتظام اسواسطے کیا گیا تھا کہ کل
وزن مقام نشست کا رسیون سے سنبھلا
رہے اور ریشمی حصہ غبارہ کا نہ پھٹے کر کی

رسی مین پانچ چھ ٹکڑے رسی کے جو ٹیپائی
سے تباہی کھینچی تھی باندھے گئے اور کنٹل کے
ٹکڑے لپیٹ کر انکی مضبوطی کردی گئی
پس کوئی شک نہ تھا کہ یہ تمام رسیان
مقام نشست کے وزن کو پورے طور
سے سنبھال لینگے۔

اب سب سامان تیار ہوگیا اور ڈاردل
نے کہا کہ ساڑھے گیارہ کا وقت ہو گیا
وہ پھر غبارہ پر چڑھا اور تھوڑی دیر کے
بعد بہت بشاش اترا کیونکہ رات بدستور
تاریک تھی جیسا کہ قیدی چاہتے تھے۔

اب دونون آدمی ملکر غبارہ چھت پر
لے گئے اور ایک رسی اسکی چوٹی مین باندھکر
چھت کی جڑ مین اسطرح لگادی تاکہ
غبارہ مستحکم اور کسی قدر ترچھا رہے کہ
دھوان بھرنے کے وقت سہولت ہو
اور اسکے اوپر کا حصہ فصیل پر دکھائی
دے گو اسکا زیادہ اندیشہ نہ تھا کیونکہ
رات بدستور تاریک تھی۔

اب آخری کام یعنے غبارہ مین دھوان
بھرنا شروع کیا گیا ڈاردل نے لونز سے کہا
کہ کپڑے کو اسطرح پکڑے رہو کہ اس مین
خوب دھوان بھر جائے جب غبارہ مین
دھوان بھر گیا بوڑھے نے ہو کر سے
کہا اب سب سامان تیار ہے ڈھانچہ مین
بیٹھو اور اپنے تئین خدا کے حوالے کرو
کیونکہ انسان کی دانائی اس معاملہ مین
انتہا کو پہونچ چکی مگر کچھ تردد نہ کرو کیونکہ
خدا ان لوگون کی مدد کرتا ہے جو خود
اپنی مدد کرتے ہین"

لونز امید کے نشے مین چکنا چور تھا
اسکو ایسی خوشی تھی کہ اپنے دماغ مین
کوئی وسوسہ نہ آنے دیتا تھا وہ ڈھانچہ
مین بیٹھ گیا اور ڈاردل بھی داخل ہوا
اور رسی کو کاٹ دیا"

باب چہل و ششم

بلند پروازان بادی

دونون قیدی غبارہ مین اڑے

غبارہ تیز رفتار ہوا مین سیدھا اوپر اٹھا
اور اوپر پہونچکر ہوا کے ایک جھونکے
نے اسکو بہت تیزی کے ساتھ روان
کر دیا اور وہ آگے بڑھتا گیا۔ لونز کو
کچھ نہ معلوم ہوا کہ کتنا وقت گذرا۔
تھوڑی دیر کے بعد ڈاردل نے اس سے
کہا کہ دیکھو سپیدۂ صبح افق مشرق سے
نمودار ہو رہا ہے اب ہوا خوشگوار
معلوم ہونے لگی"

اب آفتاب کی روشنی زیادہ ہوئی
اور بلند پروازان بادی کو بیان کرون

کی چوٹیاں جن پر سے وہ گذر رہے
تھے دکھائی دینے لگیں اور ٹونہ
غبارہ کی رفتار کا اندازہ کرنے
لگا۔"

ڈارول :- اب چونکہ روز روشن ہوگیا
ہے ٹونہ تم ان کوہ قاف کے جنگلوں اور
پہاڑوں کو جو ہمارے پیروں کے نیچے
ہیں خوب غور سے دیکھتے جاؤ تم نے
کہا تھا کہ سب سے بلند چوٹی ان پہاڑوں
کی جو وادی گلستان کے چاروں طرف
ہیں بیچ سے پھٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ٹونہ :- ہاں میں اس چوٹی کو فوراً پہچان
لوں گا۔"

ڈارول :- غبارہ کی قوت کم ہوتی جاتی
ہے اور ہم رفتہ رفتہ اترتے جاتے ہیں۔"

ہنوز ڈارول نے یہ تقریر ختم نہ کی تھی
کہ ٹونہ چیخ اٹھا اور ایک طرف اشارہ کر کے
کہنے لگا "دیکھو وہ پھٹی ہوئی چوٹی ہے وہی
موقع وادی گلستان کا ہے"

اب چونکہ غبارہ بلا جنبش کے سیدھا
جا رہا تھا ڈارول آنکڑے کو دیکھنے لگا
تاکہ اوس کو تیار رکھے اور جب موقع مناسب
پر اترنے کی ضرورت ہو اسے کام میں
لاوے۔

اب آنکڑہ لٹکایا گیا۔ نشست کا
ڈھانچہ تیس یا چالیس فیٹ زمین سے
بلند تھا۔ تھوڑی دیر تک آنکڑہ لٹکتا
گیا اور کسی چیز میں نہیں اٹکا آخرکار
ایک درخت کی جڑ میں جو زمین کے اوپر
کھلی ہوئی تھی الجھ گیا۔ غبارہ کو ایک سخت
جھٹکا لگا اور یہ دونوں اس میں سے
جھٹ کود پڑے۔

دونوں نے چاروں طرف دیکھنا شروع
کیا کوئی آبادی قریب نہ تھی

ڈارول :- تمہارے نزدیک ہم اس جگہ
راستہ وادی گلستان سے کتنے فاصلہ
پر ہوں گے؟"

ٹونہ :- ہم اس موقع سے ڈیڑھ میل کے
فاصلہ پر ہیں جہاں سلطان اسمٰعیل کے
سپاہیوں نے مجھکو گرفتار کر لیا تھا چلو دونوں
چلیں وہاں سے مجھکو اس نالہ کا راستہ معلوم ہے
جس میں اس عمیق تیرہ و تار غار میں پہونچنے
کے لیے اترنا پڑتا ہے۔"

بوڑھا :- ہماری تدبیر سے ہم ان قوتوں
کو جو گھاٹی گلستان کے سد راہ ہوتی
ہیں دور کر لیتے۔"

ٹونہ اس مقام سے جہاں وہ اور اسکا دوست
بعد اس دور دراز بادی سفر کے زمین پر اترے
تھے آگے بڑھا۔ اور ڈارول بھی اپنے رہبر
کے پیچھے ہو لیا۔ پون گھنٹہ میں ٹونہ نے اس

موقع کو پہچانا جہان سلطان اسماعیل کے
سپاہیون نے اسکو گرفتار کیا تھا اسکو خاص
قدرتی بناوٹ پہاڑون اور بلندیون کی
یاد آگئی مگر وہ چشمہ جسکا شفاف پانی اُسنے
پیا تھا اور جسکے کنارہ پہ اسنے فیدی قہرامان
سے باتین کی تھین اب بڑھ کر خاصہ دریا
ہوگیا تھا ڈونر کو اس بھولے غار کا
خیال آیا جہان وہ سویا کرتا تھا اوس کو
چراغ تیل اور دیا سلائی جو اُسنے وہان
چھوڑا تھا یاد آگیا اور اسنے یہ سوچا کہ
اگر یہ چیزین ابتک وہان رکھی ہین تو اُس
تیرہ و تار مین بہت بکار آمد ہونگی ؎

جوان نے ڈاروِل سے یہ حال بیان
کیا اور دونون غار کی طرف چلے - ڈونر
چراغ تیل اور دیا سلائی کو اُسی مقام پہ
دیکھکر نہایت خوش ہوا جہان اُس نے
چھوڑا تھا ایک بوتل مین تھوڑی سی
شراب بھی موجود تھی جو اس نے وہان
رکھی تھی شراب کو بوڑھے نے پیا اور بہت
مسرور ہوا -

دونون چل نکلے ڈونر نے رہبری شروع
کی گو موقع کی صورت مین بہت تغیر ہوگیا
تھا تاہم ڈونر کو راہ پانے مین کچھ دقت
نہ ہوئی وہ ایک درے مین ہو کر ناہموار
پتھریلی زمین پر ہو کر گذرے جو دفعتًا
ختم ہو کر ڈھالو زمین کے طور پر نمودار
ہوئی جسکے کنارہ پر درخت اور جنگلی جھاڑیان
لگی ہوئی تھین ؎

ڈونر - اب ہم اس ڈھالو راستہ سے
اُترنے والے ہین جسکا مین نے اکثر ذکر کیا ہی
مگر یہ تو بتاؤ کہ اس ہولناک اژدھے
سے جو نالے کے اسطرف والے غار مین
ہے کسطرح مقابلہ کر سکینگے ؎

ڈاروِل - بالفرض غار مین کوئی سانپ
تھا تو مین سمجھتا ہون کہ جسوقت تم نے
اُسے چھوڑا وہ شکار سے ایسا سیر تھا کہ
تمکو نقصان پہونچانے کی قدرت نہین
رکھتا تھا یا یہ کہ وہ محض کوئی مورتی ہو
اور اصلی سانپ نہ ہو - اگر پہلی صورت
ہو یعنے یہ کہ سانپ شکار سے شکم سیر تھا
یہ خیال کرنے کی وجہ نہین ہے کہ وہ
ابتک غار مین ہوگا کیونکہ حشرات الارض
کبھی ایک مقام پر قیام نہین کرتے
لیکن اگر وہ ابتک غار مین ہو بھی تو یقین
مانو کہ شدت سرما سے جو آج کل یہان
ممالک مین ہے وہ سن اور بیحس و حرکت
ہوگیا ہوگا مگر مین قیاس کرتا ہون
کہ وہ ضرور کوئی مورتی ہوگی - ڈونر
اسکو خوب سمجھ لو کہ ممالک مشرقیہ مین
سانپ ایک مشہور و معروف علامت

سمجھا جاتا ہے اور اسکی مورتین پیتل یا پتھر کی اپنے تمام مقامات کے دروازہ پر بیٹھا پائی جاتی ہین جہان تو ہمات خود غرضی یا مصلحت اسکی اجازت نہین دیتی کہ کسی غیر شخص کا قدم اندر آنے پائے۔ جن لوگونکی تعریف مین گلستان کا راز پہلے رہا ہوگا وہ بوجہ اپنے حسن اعتقاد کے شاید یہ سمجھتے رہے ہونگے کہ یہی باغ بہشت ہے"۔

ٹونر نے اس تقریر کو نہایت توجہ کے ساتھ سُنا جسکا ہر جملہ لطف سے مملو تھا اسنے جہانتک ہو سکا اُس کیفیت کو یاد کیا اور اب وہ یہ سوچنے لگا کہ وہ یقیناً پیتل یا پتھر کی مورتی ہوگی جسپر غار کے اندر کی نمی کیوجہ سے لیلباہٹ کی کیفیت تھی جس سے ٹونر نے یہ سمجھا تہا کہ یہ فی الواقع زندہ سانپ ہے جسنے اسکو چھوا تھا۔

ٹونر " مین تمھاری عقلمندی کا قائل ہون اچھا چلو چلین میرے دل کو اب ایک گونہ جرأت اور اطمینان ہے جو پہلے مرتبہ مجکو نہ تھا"

ڈارول۔ بہرحال یہ مناسب ہے کہ ہم مضبوط چھریان بطور آلہ حرب یا سامان بچاؤ کے جو یہان مل سکین لے چلین"۔

چنانچہ اسی پر عمل کیا گیا اور تقریر ختم ہونے پر دونون شخص اپنی مہم سر کرنے کے لیے چلے۔

باب چہل وہفتم

غار

اب وہ غار کے تیرہ و تار دہانہ پر پہونچے ٹونر کو پھر خیال ہوا کہ کہین بوڑھے کا گمان غلط نہ نکلے اور اژدہا غار کے اندر موجود ہو ڈارول اسکے دلکی بات سمجھ گیا اور کہنے لگا" ٹونر کچھ اندیشہ نکرو مجھ ایسے بوڑھے کی جرأت سے تمکو اور زیادہ استقلال ہونا چاہیے"۔

ٹونر" ہان مین مضبوط ہون اور مین اپنی مضبوطی کو ثابت کر دونگا"۔

اب دونون غار کے دروازہ پر پہونچے ٹونر نے دیا سلائی سے روشنی کی اور چراغ جلایا اور تیز نظر غار کے اندر ڈالی لیکن غار کی انتہا تک اُسکی نظر نہ پہونچی مگر اُسنے دیکھا کہ غار کی چھت اور دیوارین کھُردری اور ناہموار ہین اور تھوڑی دور تک اُسکے دروازہ مین ایک جنگلی درخت لپٹا ہوا ہے"۔

ڈارول " مجکو پہلے جانے دو اگر یہان فی الواقع کوئی سانپ ہے تو پہلے مجھی پر حملہ کریگا۔ مین بوڑھا ہون میری جان جائیگا اتنا افسوس نہین ہوگا جیسا تم سے

نوجوان کی۔"
ٹوٹنر" نہین میرے معزز دوست جو کچھہ
نقصان پہونچنا ہوگا مین انگیز کرونگا"
یہ کہکر وہ غار کے اندر چلا ڈارول بھی
پیچھے ہولیا دوسو گز سے زائد تک وہ اُس
تہ خانہ مین جو پہاڑ کے اندر سے تھا چلے گئے
انکے پیرون کی چاپ کے سوا اور کوئی
آواز نہ آئی اب شاید رستہ تنگ ہونے
لگا ٹوٹنر نے چراغ کو اونچا کیا تاکہ آگے کا راستہ
دکھائی دے اور جو کچھہ خطرہ ہو اُس سے جلد
آگاہ ہوجاوے۔ اب ڈارول اُسکے برابر
چلنے لگا اس ارادہ سے کہ اس خطرہ مین
جو پیش آئے اگر اکارنہ ہو تو ٹوٹنر کا شریک
رہے مگر ابتک خاموشی تھی۔"

اب غار کے انتہائی طرف تاریکی مین
کوئی بڑی سیاہ چیز دکھائی دینے لگی۔
یہ ایک بڑی مورت عورت کی تھی کیونکہ غار
گو تنگ تھا تاہم اوس کی اوسط بلندی
دس فٹ کی تھی۔"

ٹوٹنر" کیا تمکو کچھہ دکھائی نہین دیتا۔"
ڈارول" ہان مجھکو کوئی چیز جو ظاہرا ایک
بڑی مورت ہے نظر آتی ہے۔"
ٹوٹنر" مورت۔"
ڈارول" ہان یہ کسی عورت کی مورت
ہے اور اب مجھکو غور سے دیکھنے پر
معلوم ہوتا ہے کہ یہ ماما حوا کی تصویر ہے
ہان ٹوٹنر دیکھو وہ سانپ ہے جو اُسی نے
سے بنایا گیا ہے جسکی مورت ہے مین یقین
کرتا ہون کہ دونون پتھر کے ہین۔"

فی الواقع وہ دونون پتھر کے تھے۔ غار
کے سرے پر بڑی برہنہ تصویر ماما حوا کی تھی
ٹھیک ویسی انکی صورت اُس گناہ کے قبل
تھی جسکی سزا مین وہ اور انکے شوہر بہشت
سے نکالے گئے تھے۔ مورت ایک بڑی
چوکی پر نصب تھی جسکی بلندی ۵ فٹ تھی
اور سانپ کی تصویر اسطرح تراشی گئی تھی
کہ اسکا سر اور گردن اُٹھا ہوا تھا گویا وہ
ماما حوا سے باتین کررہا ہے اور اُسکے باقیماندہ
طول کے بڑے بڑے پیچ چوکی پر نمایان
تھے اور دُم زمین تک پہونچی تھی اس
سب پر سبز سبز کائی جم گئی تھی جس کے
چھونے سے لبلبا پن معلوم ہوتا تھا پس
کچھہ تعجب نہین ہے کہ جب ٹوٹنر کا پہلے
ہاتھ لگا ہوگا اسوقت خوف کی وجہ سے
اُسکو بھی معلوم ہوا ہوگا کہ اسکے ہاتھ نے
زندہ سانپ کو مس کیا ہے۔"

ڈارول اس سنگتراشی کے عمدہ نمونہ
کو اہل بصیرت کی طرح دیکھہ رہا تھا اور
اُسکے خیالات مین فی الجملہ مذہبی خوف
اور ادب بھی تھا جو ایسے موقع

پر معتقدان دین مسیحی پر ہوتا ضروری تہا مگر جب ٹونر تھوڑی دیر تک تصویر کو دیکھ چکا وہ تصویر کے پیچھے اس خیال سے گیا کہ شاید اسطرف کو کوئی دروازہ گلستان کا ہو کیونکہ اب اسکو سانپ کا خوف بالکل باقی نہ رہا تھا۔ وہ باغ مین داخل ہونیکے لیے بیتاب تھا۔ کوئی نشان دروازہ کا نظر نہ آیا۔ اُسنے چراغ کی روشنی سے سنگ غار کی دیوار کو دیکھا مگر کوئی علامت دروازہ کی معلوم نہ ہوئی نہ ایک قدم آگے بڑھنے کی جگہ پائی گئی۔ مورت غار کے سرے سے ایک گز کے فاصلہ پر استادہ تھی اسوجہ سے ٹونر اُسکے پیچھے جا سکا مگر غار کا سرا ویسا ہی ناہموار اور کھُردرا تھا جیسی اور دیوارین تھین جوان نے ہر جوف اور گوشہ مین جھانکا مگر بے سود ہوا۔

جب وہ اسطرح مشغول تھا چراغ کی روشنی اُسکے متحرک ہونے کے سبب سے بڑی تصویر کے ہر حصہ پر پڑی اس اثنا مین کونٹ ڈاروِل سینہ پر ہاتھ باندھے ادب اور اشتیاق سے تصویر کو دیکھ رہا تھا۔

آخرکار ٹونر اپنی بے فائدہ تلاش مین ناکام اور مجحل ہو کر بوڑھے کی طرف پھرا اور کہنے لگا "بہتر ہوگا کہ تم مجکو مدد دو بجاے اسکے کہ کھڑے رہو"۔

ڈاروِل "نہین معلوم کتنی مرتبہ تمکو عدم استقلال اور جلد بازی پر ملامت کرنا ہوگا اسوقت کہ تم قدرتی امن و امان کی گھاٹی اور سدا بہار جنت ارضی مین داخل ہونا چاہتے ہو تمکو چاہیئے تھا کہ اپنی روح کو خیالات دنیاوی سے پاک کر دیتے نہ یہ کہ اُن عیوب کو اُسکے عین دروازے پر لاے ہوئے"

نوجوان جواب ڈاروِل کے مزاج سے خوب واقف ہو گیا تھا سمجھا کہ یہ نصیحت غالبًا بوڑھے کی کسی اور دانائی کی تمہید ہے پس اُسنے نہایت عاجزی اور لجاجت سے کہا "معاف کیجئے۔ اب مین پھر کبھی اتنی عجلت سے آپ کو ناراض نہ کرونگا"۔

ڈاروِل "مین جو اس مورت کو غور سے دیکھ رہا ہون بلاوجہ نہین ہے مین خوب یقین سمجھتا ہون کہ کیسی ہوشیاری سے گلستان کا راستہ چھپایا گیا ہے پس مین کبھی ایسا بیہودہ خیال دل مین نہین لا سکتا کہ غار کے سرے پر چٹان کی دیوار مین کوئی دروازہ ہوگا جسکو جو شخص چاہے کھول سکے۔ نہین میرا خیال اس راز کے دریافت کرنے کے واسطے

اورطرف ہے"
ٹوتزر" اوہ مورت کی طرف"
ڈارول" ہان مورت کی طرف - اور
تم خوب جانتے ہو کہ اسی مورت مین وادی
گلستان کا دروازہ ہے"
ٹوتزر" مرحبا - آفرین حقیقت مین تمھاری
داتائی عجیب وغریب ہے بلاشک تم
ہمہ دان بلکہ غیب دان ہو"
ڈارول" کفر نہ بکو - تم نعوذ باللہ مجکو
خدا کے اوصاف سے موصوف کرتے ہو -
ہوشیار ہو کہ کہین تمھارے ان گناہون
سے ایسا نہ ہو کہ تمکو کبھی گلستان مین داخل
ہونا نصیب ہو"
مگر ٹوتزر نے یہ گفتگو جو ملامت سے شروع
اور تنبیہ پہ ختم ہوئی نہ سنی اُسنے چراغ کو
چوکی کے ایک ابھرے ہوے حصہ پہ
رکھدیا جو بصورت میوہ اور پھولون کے
ڈھیر کے تھا اُسپر ماما حوا کھڑی تھین اور
سانپ اُسپر لپٹا ہوا تھا"
غرضکہ ٹوتزر چراغ کو رکھکر ہر طرف تصویر
کی چوکی مین چھپا ہوا کھٹکا یا دروازے
کا نشان تلاش کرنے لگا دفعتاً چوکی
کے سامنے کا کل حصہ دروازہ کی طرح
کھل گیا اور ایک سانولی عورت
نمودار ہوئی"

عورت" اوہ یہان تو اجنبی لوگ ہین
آئین گیا تو ٹوتزر ہے"
چشم زدن مین کلاڈسا کے ہاتھ مین ایک
خنجر چمکا اور اُسنے نہایت سرعت کے ساتھ
خنجر ٹوتزر کے دل مین بھونکنا چاہا ٹوتزر نے
بھی خشمناک ہو کر کلاڈسا کی کلائی پکڑلی
اور خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین کر قبل اسکے
کہ ڈارول اُسکے ہاتھ سے خنجر کو پکڑسکے کلاڈسا
کے پیٹ مین بھونک دیا - کلاڈسا چیخ مار کر
زمین پر گری اور ٹوتزر خوشی اور فتحمندی کا نعرہ
مار کر ان سیڑھیون سے جلد اُترنے لگا جو
چوکی کے دروازہ کھولنے سے نمودار ہوئی
تھین وہ دروازہ آن واحد مین بہت
ہلکی آواز سے جو مشکل سے سُنائی دیتی تھی
بند ہو گیا -
اس سانحہ دردناک کو دیکھکر کونٹ
ڈارول بہت خوف سے کلاڈسا کو اُٹھانے
کیلیے لپکا اور خنجر جو اُسکی بائین پستان
کے نیچے ٹوتزر بھونک کر چھوڑ گیا تھا نکالا -
خنجر نکلنا تھا کہ فوارہ خون کا جاری ہو گیا
ڈارول نے کلاڈسا کا کپڑا پٹی باندھنے کے
واسطے پھاڑا - چراغ ہنوز چوکی پر جل رہا
تھا اور کلاڈسا بالکل بیہوش تھی -
ڈارول اُسکے کپڑے کی جو اُسکی پوشاک
سے پھاڑا تھا زخم پر پٹی باندھنے ہی کو

تھا کہ دفعتاً وہ فرط تعجب سے چیخ پڑا کیونکہ گوکلا ڈسا کا چہرہ گردن اور گردن سے نیچے کا حصہ سانولا تھا مگر اس کی برہنہ پستان سے نیچے کی جلد نہایت گوری تھی۔

باب چہل و ہشتم

سلطان کی عدالت

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمارا قصہ وسط موسم گرما ۱۸۷۵ء میں شروع ہوا اور اب تک جو واقعات بیان کئے گئے وہ چھ مہینے کے عرصہ میں واقع ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ یورپ کے پولٹیکل آسمان پر لڑائی کی گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی اور روس و ٹرکی میں جنگ چھڑ گئی تھی روسیوں نے صوبہ جات ڈنیوب پر حملہ کیا تھا اور بلگریا میں اپنی سپاہ اتارنے کی طرف مائل تھے اور شاید ارادہ رکھتے تھے کہ بالآخر قسطنطنیہ کو فتح کریں مگر مشیت ایزدی یوں تھی کہ ایسی مغرور سلطنت کو جو ٹرکی کو دھمکا رہی تھی ٹرکی کے ہاتھ سے نیچا دکھایا جائے۔

گویہ زمانہ جسکا ہم ذکر کر رہے ہیں سلطان عبد الحمید کے لئے سخت پریشانی کا تھا ہنوز سلطان نوجوان تھا یکا یک دنیا کے جھگڑے پڑا اسکو بہت بڑا بار اٹھانا پڑا وہ کام میں مصروف ہوگیا اور اپنی مملکت کے معاملات پر ہر طرح کی توجہ مبذول کرنے لگا وزراء سے اکثر مشورہ کرتا دیوان عام وخاص میں اجلاس فرماتا اس محنت نے اس کے جسم پر جو قوی نہ تھا اثر پیدا کیا اور سنہ مذکور کے اختتام پر سلطان کو سخت علالت لاحق ہوئی یہ اندیشہ کیا جاتا تھا کہ شاید وہ مرض لاحقہ سے جانبر نہ ہوگا۔ اسکی سلطانہ والدہ پر حالت یاس طاری تھی دونوں طبیب سلطانی ہر طرح پر سلطان کی تیمارداری کرتے تھے کبھی انکے نسخے مفید واقع ہوتے اور بادشاہ پھر دربار کرتا مگر اثنائے مصروفیت میں اسکو غش آ جاتا اور علالت اسکو پھر مضمحل کر دیتی اور اسطرح بستر پر پہونچایا جاتا کہ گویا حالت نزع میں ہے۔

آخر کار سلطانہ والدہ نے سمجھا کہ دوا اور اطبا کی تدبیریں سب بیکار ہیں اور تیمارداری اسکے بیٹے کی بے کچھ کارگر نہیں ہوتی اور وہ مغموم ہو کر اپنے مکان میں بیٹھ رہی فی الواقع اسپر عالم یاس طاری تھا اور کسی قسم کی امید باقی نہ رہی تھی وہ غم و الم سے گھلی جاتی تھی۔

جب اسطرح اپنے کمرہ میں وہ خواصوں

اور پیش خدمتون کو باہر جانے کا حکم دے کر تنہا بیٹھی تھی کہ دروازہ کھلا اور ایک خاتون آہستہ سے داخل ہوئی یہ ترجانہ یعنی گرجی بیوہ کی لڑکی اور مریض سلطان کی منظور نظر حرم تھی۔

ترجانہ "اس خلل اندازی پر مجھے معاف فرمائیگا۔ مجھکو معلوم ہوا کہ آپ تنہا ہین اور مین نے ڈاکٹرون اور طبیبون کے مشورہ کو سنا۔ پس مین نے خیال کیا کہ آپکو بہت غم والم ہوگا اسلیے یہان آئی ہون کہ مین اور آپ ایک ساتھ باران اشک برساؤن اور ہمدردی ظاہر کرون۔"

سلطانہ والدہ نے فرط یاس سے اپنا سر ہلایا اور کچھ کہنا چاہا مگر وفور غم سے آواز گھٹ کر حلق ہی مین رہ گئی۔

ترجانہ "فرمائیے امید بالکل ساقط تو نہین ہوگئی ہے؟"

سلطانہ "ہمارے اطبا اُس مرض کے ازالہ مین جو میرے لڑکے کو لاحق ہوا ہے بالکل بے دست وپا ہوگئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو انسان کے ہاتھ سے کچھ مدد نہین پہونچ سکتی۔"

ترجانہ "اگر مجھ ناچیز کو اجازت دیجیے تو مین عرض کرون۔"

سلطانہ "ہم کوئی ادنیٰ آدمی نہین ہو تمکو بادشاہ کے معاملہ مین ہر طرح پر بولنے کا اختیار ہے کیا تم سلطان نہین ہو۔ کیا تم میرے بیٹے کی منظور نظر نہین ہو کیا تمہارے بطن سے ایک شہزادی نہین پیدا ہوچکی ہے اچھا کہو کیا ہے۔"

ترجانہ "اس مکان مین ایک عورت مقید ہے جسکے قید کا حکم آپ ہی نے دیا تھا شاید آپ بھول گئین وہ بڑی ہوشیار ہے۔"

سلطانہ والدہ "ہان مجھکو یاد آیا اُسکا نام نقلہ ہے۔"

ترجانہ۔ کیا نقلہ نے آپ سے نہین کہا تھا کہ وہ احمد ارسلان نامے ایک مشہور طبیب کی بیٹی ہے جسنے وبا کے زمانے مین بہت معرکہ کے علاج کیے۔"

سلطانہ والدہ "مین نقلہ کو بلاؤنگی اور دریافت کرونگی کہ وہ کچھ میرے بیٹے کے ازالۂ مرض کے لیے تدبیر کرسکتی ہے۔"

قصر آغا بلایا گیا۔ سلطانہ والدہ اور ترجانہ کے حضور مین حاضر ہوکر اس سیاہ فام اہلکار نے بہت جھک کر سلام کیا۔

سلطانہ والدہ "نقلہ کو میرے روبرو حاضر کرو۔"

قصر آغا نے سلام کیا اور چلا گیا چند منٹ کے بعد وہ نقلہ کو لیکر واپس آیا۔

سلطانہ والدہ " سنو- اے عورت
شاید تم سمجھتی ہوگی کہ مین نے تمھارے
ساتھ سختی کی"

نقلہ " اگر حضور کو یہ منظور ہے کہ مین اپنی
شکایت کیوجہ ظاہر کرون تو مین یہ کہنے پر
مجبور ہوتی ہون کہ حضور نے جو قول و قرار
چھ مہینے ہوے میرے ساتھ کیا تھا
اُسکو توڑ دیا"

سلطانہ والدہ " وہ قول و قرار مجکو بھول گیا"

نقلہ " حضور نے میری زبان سے اُس
بیش بہا مرکب کے راز کو سننا چاہا تھا جو
عوارض سخت کے حق مین اکسیر کا خواص رکھتا
ہے اور موت کی سی بیہوشی کو دور کر دیتا ہے
میری اس اکسیر کی آزمائش کا وعدہ بھی کیا
تھا اور یہ قرار پایا تھا کہ اگر مین جھوٹی
نکلون تو آبناے باسفورس مین ڈبو
دیجاؤن اور اگر کامیاب ہون تو آزاد
اور مالا مال کر دیجاؤن۔ مال کی مجکو
تمنا نہین اگر دولت کی خواہش ہوتی
تو میرے اس پیشہ سے بہت کچھ حاصل
ہو سکتی ہے لیکن مین اپنی آزادی کو
بہت بیش بہا قیمت سمجھتی ہون اگر حضور
اپنے معاہدہ پر قائم رہتین تو مین ابتک
کب کی آزاد ہو گئی ہوتی"

سلطانہ والدہ " مین نے تمھارے
ساتھ سختی کی ہے مجھے اسکا افسوس ہے
بلکہ مین اسکا اقرار کرتی ہون کہ میری راے
تمھاری نسبت دوسرون نے خراب
کر دی- مگر سنو کیا تم اب بھی اپنے اس قرار
پر قائم رہنے پر راضی ہو"

نقلہ " مین راضی ہون مگر پہلے حضور مجکو
یہ بتلا دین کہ کس شخص نے حضور کے دل کو
میری طرف سے پھیر دیا اور صریحی واقعات
کو دیکھکر مجکو مکار اور لن ترانی کرنیوالا بتایا"

سلطانہ والدہ کو نقلہ کا راضی کرنا منظور تھا
اُسنے کہا کہ " دونون اطباے یونانی نے
تمھارے دعوے کی بابت جسکو انھون نے
تمھارا ادعاے باطل کہا مجھے اپنی راے
سے آگاہ کیا مین اُنکی راے کو بے لوث
اور واجبی سمجھی کیونکہ انھون نے تمھاری
دواؤن کے بکس کی خوب جانچ پڑتال کی"

نقلہ " اور چونکہ وہ خود بہت سی باتون سے
ناواقف ہین انھون نے مجکو اپنے سے
زیادہ ناواقف ظاہر کیا- پھر ایسی حالت
مین کیا امید ہے کہ مین اکسیر کی واجبی جانچ
کرا سکون"

سلطانہ والدہ " تم اپنے شرائط بیان کرو
وہ ضرور منظور کیے جاینگے تم کس قسم
کی جانچ کرانا چاہتی ہو"

نقلہ نے فوراً جواب نہین دیا مگر سلطانہ

والدہ پر اپنی آنکھین جما کر ایک لمحہ تک اُسکو
نہایت غور سے دیکھتی رہی بالآخر اُسنے
کہا "سلطان کی حالت روز بروز ردی
ہوتی جاتی ہے مگر مین انکو بالکل صحیح اور
تندرست کر سکتی ہون۔

سلطانہ والدہ "کیا تم اسکا بیڑا اٹھاؤگی
اور اس کام کو انجام دوگی"

ثقلہ "مین ایسا کرونگی"

سلطانہ والدہ "مگر یہ یاد رکھو کہ یہ ہمارے
بادشاہ کی جان ہے جسکو تم اپنی اکسیر کا
تختہ مشق بنانا چاہتی ہو"

ثقلہ "یہ تو مین خود جانتی ہون"
میری دواؤن کا بکس منگوائیے اور
دونون اطباء سلطانی کو اپنے حضور مین
طلب فرمائیے"

اطبا کی طلبی کا حکم دیا گیا اور چند ساعت
مین زیادہ عمر والا طبیب حاضر ہوا اور سلطانہ
والدہ اور ترحانہ کو ادب سے سلام کیا اور یہ
کہا کہ مین دوسرے طبیب کو سلطان کے
پاس چھوڑ آیا ہون اسواسطے وہ حاضر نہین
ہوا کیونکہ اسوقت بادشاہ کی آنکھ لگ
گئی ہے"

سلطانہ "(ثقلہ سے مخاطب ہوکر) کیا تم چاہتی
ہو کہ دونون طبیب حاضر ہون"

ثقلہ "نہین حضور ایک کی موجودگی کافی ہے"

قصر آغا ثقلہ کی دواؤن کا بکس جو اُسکی
تحویل مین تھا لیکر حاضر ہوا اور ثقلہ کے
چہرہ پر فی الجملہ بشاشت ظاہر ہوئی گویا کہ
اُسنے وہ چیز پائی جسکو وہ عزیز رکھتی تھی"

باب چہل و نہم

چینی کا پیالہ

ثقلہ نے اپنا بکس ایک میز پر رکھکر کھولا
اور جلدی سے اسکے اندر کی چیزون پر اپنی
نظر دوڑائی یہ اطمینان کرنے کی لیے
کہ کوئی چیز نکال تو نہین لی گئی وہ بکس کی
اشیاء دیکھکر مطمئن ہوئی اور اسمین سے
ایک چھوٹا چینی کا پیالہ نکالا جو ان عمدہ
پیالون سے کچھ بڑا نہ تھا جیسے ترکی مین
قہوہ پینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہین
اور انگریزی اندازون سے زیادہ بڑے
نہین ہوتے اس چھوٹے پیالہ پر پھولون
کی بیلین بہت خوبصورت اور خوشرنگ
بنی ہوئی تھین جنمین سے خاص رنگ
کے نیلے اور سرخ تھے ثقلہ نے پیالہ کو
میز پر رکھدیا اسطرح پر کہ اب وہ میز سے
دو فٹ اونچا تھا اور اپنی جگہ سے ہر شخص
اُسکو بآسانی دیکھ سکتا تھا جو اصل
مقصود ثقلہ کا تھا۔

ثقلہ نے (سلطانہ والدہ سے مخاطب ہوکر)

حضور اس پیالہ کو خوب غور سے ملاحظہ فرمالیں اور ان پھولوں کو بھی جو پیالہ پر رنگ آمیزی سے بنائے گئے ہیں دیکھ لیں دیکھیے نیلا رنگ کیسا گہرا اور صاف ہے یہ سرخ رنگ کیسا شوخ اور یہ سبز کیسا چمکدار اور یہ زرد کیسا ستھرا ہے دیکھئے کہ یہ پیالہ بالکل شفاف ہے کہ دور پانی دکھائی دیتا ہے اور اندر کی طرف سے دیکھئے تو پھول پتی کے نقش جو باہر کی جانب ہیں بالکل دکھائی دیتے ہیں۔"

سلطانہ غور سے ایک خوبصورت چھوٹا سا پیالہ جو عمدہ چینی کا ہے۔ مگر وہ حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ اس چینی کے پیالہ کو نقاش نے کیسا نفیس بنایا ہے کہ غرض یہ نقش اس کے کمال اپنے فن کی لیاقت کا انتہائی نقش مرتب کرتے ہیں۔

حاکم قلعہ: طبیب سے کہ طبیب ہو کر آپ بھی ان رنگوں کی شوخی کو دیکھتے ہیں۔"

طبیب: بیشک بہت خوبصورت ہیں۔

حاکم قلعہ: اب آپ مہربانی کر کے اس پیالہ کو دیکھئے اور اپنے بکس سے کوئی زہر جو آپ کو ملے نکال لیجیے۔"

طبیب نے بکس میں تلاش کر کے ایک چھوٹی شیشی میں کچھ سفید سفوف نکالا اور حاکم کو دے کر کہا "لو اس سے عمل کرو۔"

حاکم قلعہ نے شیشی لی اور تھوڑا سا سفوف پیالہ میں ڈالا اور ایک بلوریں صراحی سے جو میز پر رکھی تھی کچھ پانی انڈیلا اور اپنے بکس سے شیشہ کی ایک ڈنڈی نکال کر سفوف کو پانی میں حل کیا۔

حاکم قلعہ (سلطانہ سے) یہ زہر ہلاہل ہے جیسا طبیب نے بھی آپ سے کہا ہے اب پیالہ کے رنگوں کو دیکھئے۔"

اس عجیب و غریب سین کے تماشائیوں نے پیالہ پر اپنی نگاہ جمائی تو معلوم ہوا کہ پھول پتیوں کے رنگ کی شوخی اور چمک کم ہو کر درجہ بدرجہ زرد ہوئی جاتی ہے پہلے تو دونوں سلطانہ و طبیب وغیرہ نے یہ خیال کیا کہ یہ کچھ نظر بندی ہے انہوں نے اپنی آنکھوں کو ہاتھ سے ملا اور پھر دیکھا کچھ دھوکا یا نظر کی غلطی بھی نہ تھی پھولوں کا رنگ بہت ہی کم ہو گیا تھا اب تو بمشکل ہی دکھائی دیتے تھے اور پیالہ بجائے شفاف ہونے کے پہلے تو دھندلا اور تیرہ ہو گیا پھر بالکل کثیف رنگ کہ جس کے وار پار دکھائی نہ دیتا تھا۔ دونوں سلطانہ اور طبیب ہیچ اٹھیں۔ طبیب متحیر تھا کہ اس سب سے کیا غرض ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ

آزمائش نقلہ کی نہایت سختی کی ہے قبل اسکے
کہ اسکی لیاقت اور جانچ کیجائے۔ بادشاہ آغا
[illegible] ہوئے ہے [illegible]
[illegible] رہا تھا۔

نقلہ نے عینی کا چھوٹا پیالہ لیکر اُسکے
پانی کو ایک چھوٹی [illegible] سے جو میز پر رکھا
ہوا تھا اونڈیل کر ڈالا۔ اب اسکے برعکس
اثر ملاحظہ فرمایئے

اُسنے پیالہ پھر اُسی جگہ پر رکھدیا اور سب
لوگ پھر اُسی کی طرف دیکھنے لگے رفتہ
رفتہ پھر پیالہ اُسی طرح جیسا کہ پہلے
تھا ہوگیا۔

نقلہ نے طبیب سے دوسرا زہر صندوقچہ
سے نکالنے کو کہا وہ کہنے لگا۔ اسوقت میں
سب سے ضعیف الاثر زہر نکالتا ہوں۔

نقلہ۔ بہت اچھا۔ ایسا ہی کیجئے آپکو معلوم
ہوگا کہ قوی العمل زہر کا اس پیالہ پر ویسا ہی
اثر ہوگا جیسا سب سے ضعیف الاثر
زہر کا ہوتا ہے۔

جب دوسرا زہر پیالہ کے پانی میں ملایا
گیا تو پہلے کی نسبت فی الجملہ توقف
کیساتھ رنگ دھندلے ہونے
لگے مگر بالکل زرد نہیں ہوئے کسیقدر
چمک البتہ انکی کم ہوگئی کہ اب اُس کے
اندر سے وار پار صاف نہ دکھائی

رہا تھا جب پانی اونڈیل دیا گیا تو سب
رنگ پھر رفتہ رفتہ اصلی چمک پر آگئے اور
پیالہ کی شفافیت ہوگئی۔

سلطانہ والدہ۔ بیشک یہ بڑے تعجب
کی بات ہے۔

نقلہ۔ دیکھیے یہ تجربہ کیسا حیرت انگیز ہیں لیکن
ہی دلپسند اور عمدہ ہیں۔

طبیب۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اس
قسم کی نباتاتوں کا حال ایک قصہ کی کتاب
میں پڑھا ہے مگر میں نے خواب میں بھی
نہ دیکھا تھا کہ انکا دراصل وجود ہے۔

نقلہ۔ جس قسم کے زہر سے آپکا جی چاہے
اس پیالہ کا امتحان کر لیجئے ہر صورت
میں یکساں نتیجہ پیدا ہوگا۔

اب اگر اجازت ہو تو میں اکسیر حیات
جس سے ہمارے سلطان المعظم کو صحت
اور قوت حاصل ہو جائیگی بناؤں۔

سلطانہ والدہ۔ نقلہ اب تمکو اکسیر حیات
تیار کرنے کیلئے کس چیز کی ضرورت ہے۔

نقلہ۔ میں حضور سے یہ اجازت چاہتی
ہوں کہ میں نیچے جاکر باغ سے جن
نباتات اور جڑوں کی ضرورت ہو اُن کو
لے آؤں اور خمیروں میں چند خاص پھولوں
کیواسطے جنکی مجھکو تلاش ہے پھروں۔

سلطانہ والدہ۔ اور اس اکسیر کے

تیار کرنے مین تمکو کتنی دیر لگے گی؟

نقلہ۔ کل دوپہر سے پیشتر مین اسکو کسی طرح نہین تیار کرسکتی۔

سلطانہ والدہ۔ اس قدر انتظار تو بہت دشوار ہے۔

نقلہ۔ حضور کچھ چارہ نہین۔

یہ کہکر عاقلہ قصر آغا کے ساتھ اپنی دواؤن کا بکس لیے ہوے چلی گئی اور نقلہ کو محلسرا سے بادشاہی کے وسیع باغ مین سب جڑین بوٹے اور چھال جو اسکو درکار تھے ملے بعد ازان [illegible] کی اور دروازہ بند کر کے [illegible] کل دوپہر تک کوئی میرے [illegible]

باب پچاس[illegible]

اکسیر حیات کی [illegible]

دوپہر کا وقت تھا اور موذن کی اذان کی آواز قسطنطنیہ کے ہر مسجد کے [illegible] بلند تھی۔ بس یہ ٹھیک وقت تھا [illegible] نے یوم گذشتہ کو وعدہ کیا تھا کہ وہ اکسیر حیات تیار کر لے گی۔ اتفاق وقت سے خدا کو ایسا کرنا ہوا کہ سلطان کے مرض نے عین اسی وقت پر ترقی پکڑی [illegible] عاقلہ کی مہارت کا امتحان کیا جائے دونون حبشی غلام جنکو سلطانہ والدہ نے بھیجا تھا نقلہ کے کمرے مین پہونچے۔ اور زنجیر کے کھٹکھٹانے پر فوراً ہی اندر بلا لیے گئے انھون نے اندر پہونچتے ہی دریافت کیا کہ اکسیر تیار ہے یا نہین۔ اسنے جواب دیا کہ طیار ہے اور یہ کہکر ایک چھوٹی شیشی نکال کر انکے ہاتھ مین دیدی [illegible] وہ [illegible] سلطان کے کمرے مین لے گئے جہان سلطانہ والدہ اسکے انتظار مین بیٹھی [illegible] راہ مین [illegible] مین [illegible] ایک غلام [illegible] تمام نکال [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] اپنے [illegible] سنبھالا اور [illegible] اور خاموش ہو گئی

اب [illegible] پایا جہان سلطان ایک کرسی پر پڑا ہوا تھا اور سلطانہ والدہ متفکر اور متردد اسکی طرف جھکی ہوئی تھی۔ بادشاہ وہی دوا پیئے ہوئے تھا جسکو پہلے اس نے [illegible] کیا تھا۔

جب نقلہ اس کمرے مین پہونچائی گئی تو ایک

غلام نے شیشی سلطانہ والدہ کے سامنے
پیش کی اور سلطانہ نے عاقلہ سے پوچھا
"کیا یہی اکسیر ہے"
عاقلہ "جی ہاں"
سلطانہ والدہ "مجھکو کچھ کہنا ہے وہ
تم ایمان کرتی ہوں یہ میرا بیٹا ہے اور یہ
تمہاری اکسیر حیات - اگر یہ دوا مفید
واقعی ہوئی تو ایسا کوئی انعام نہیں جو تجھے
جو تم مانگو اور میرے تئیں دیکر دینا دشوار
ہو لیکن اگر اس نے میری آنکھوں کے
سامنے جان دی تو پھر تمہاری
خیر نہیں"
عاقلہ "بہت خوب مجھکو منظور ہے اب توقف
نہ کیجئے اور اکسیر حیات دیجئے"
سلطان کے بچے آنکھیں کھولنے یا انکی حالت
بیہوشی میں معلوم ہوتا تھا اور بظاہر ایسے
خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اس دنیا سے
کوچ کر کے عالم جاودانی کو عنقریب
جانیوالا ہے اسکے ہونٹھ ایکدوسرے سے جدا
تھے کیونکہ نیچے کا جبڑا لٹک جاتا تھا ظاہر
اسباب سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا ایک
منہ کھولنا دشوار ہے سلطانہ والدہ
نے چینی کے پیالے سے اکسیر حیات
اسکے منھ میں ڈالا کیونکہ مریض مثل طفل شیرخوار
کے اسوقت مجبور تھا عرق اسکے حلق سے
اتر گیا اور جب اسکی ماں نے اسکا سر
آہستہ سے تکیہ پر رکھا وہ آنکھیں بند
کرکے غافل سو گیا -

سلطانہ والدہ چند ساعت تک [illegible]
کے پاس کھڑی رہی اور اپنے بیٹے کا
منھ ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی بادشاہ
آہستہ آہستہ مگر برابر سانس لیتا تھا اور
سلطانہ والدہ کو یہ معلوم ہوا کہ مریض کے رخسارونپر
کچھ ہلکا سا سرخ رنگ آگیا اسنے دل ہی
دل میں دعا مانگنا شروع کی کہ خدا کرے
نتیجہ نیک ہو اور فی الواقع دل میں اسکو پورا
اعتماد عاقلہ پر تھا گو ظاہر اسباب اسنے ہر طرح پر
عاقلہ کو دھمکی اور خوف دلایا تھا"

دونوں حبشی غلام اب عاقلہ کو پکڑ کے
کونے میں ایک کرسی کی طرف لیگئے اور وہاں
وہ بٹھائی گئی ایک غلام اسکے داہنے اور ایک
بائیں کھڑا ہو گیا - اس سے کہا گیا تھا کہ وہ
صرف قیدی نہیں ہے بلکہ اسکی جان
معرض خطر میں ہے - اگر سلطان کا ذرا
بھی بال بیکا ہوا تو کمان کی ریشمی ڈوری کا
پھندا فوراً اسکی گردن میں ڈالا جائیگا
اور اسکا کام تمام ہو جائیگا - مگر عاقلہ کے بشرہ
پر ویسا ہی اطمینان ظاہر تھا -

سلطانہ والدہ "عاقلہ کے پاس پہونچکر"
تمہاری اکسیر حیات کا اثر کتنی دیر میں ظاہر

ہوگا۔"

عاقلہ: "میں سمجھتی ہوں کہ مریض کے رخسار و لب ہلکا سرخ رنگ جو دلیل صحت ہے جھلکنے لگی ہے۔ ضرور اچھا ہوگا۔"

سلطانہ والدہ: "ہاں ہاں بادشاہ کے رخسار پر بیشک ہلکا رنگ ہے۔"

نقلہ: "آدھ گھنٹے میں آپ دیکھینگی کہ نیلگون حلقے جو آنکھوں کے پاس ہیں غائب ہوجائینگے اور ہونٹھوں میں معمولی سرخی جو حالت صحت میں ہوتی ہے آجائیگی جب یہ کیفیت پیدا ہوجائیگی بادشاہ کے ہوش میں اور جان آجائیگی۔"

بالآخر آدھ گھنٹے کے بعد وہ کیفیتیں جو نقلہ نے بتائی تھیں نمودار ہوئیں اور سلطانہ والدہ فرط مسرت سے اچھل پڑیں اور نقلہ کے پاس آئی۔"

سلطانہ: "نیلگوں حلقے تو آنکھوں کے پاس سے غائب ہوگئے اور رخسار و پر بھی شوخ رنگ آگیا ہے جلد بھی زیادہ صاف ہے اور لب لعلین بھی بدستور ہوگئے ہیں۔"

نقلہ: "بہت اچھا دوسرے آدھ گھنٹے میں پھر بادشاہ کے چہرے پر مردنی چھاجائیگی اور ایک گھنٹے تک جسم بے روح پڑا رہیگا صرف سانس چلتی رہیگی۔"

سلطانہ والدہ یہ سنتے ہی چونک پڑی منہ زرد ہوگیا اور اُس نے تردد اور شبہ کی نگاہ عاقلہ پر ڈالی۔

نقلہ: "یہ اکسیر حیات پہلے جلد عمل کرتی ہے اور مسامات کو کھول دیتی ہے اب یہ اندرونی اعضائے بدن پر عمل کریگی۔"

سلطانہ پھر کوچ کے پاس گئی اور مریض کو دیکھتی رہی اور بعد انقضائے وقت معہودہ فوراً نقلہ کے پاس گئی۔

عاقلہ: "چند ساعت میں بادشاہ کے چہرے پہ بدستور پھر رنگ آجائیگا اور تنفس ویسا ہی معلوم ہوگا جیسا حالت صحت میں ہوتا تھا غالباً بادشاہ بیدار ہوکر آنکھ کھول دے گا اُسوقت آپ دیکھیں گی کہ بادشاہ کی آنکھیں بدستور چمک رہی ہیں لیکن اگر بادشاہ بیدار ہو تو بھی آپ کو چاہیے کہ آپ بادشاہ کو پھر سُلادیں اور یہ امر کچھ مشکل نہیں ہے۔"

چنانچہ ہر امر مطابق کہنے عاقلہ کے عمل میں آیا۔ بادشاہ بیدار ہوا۔ اُسنے آنکھیں کھولدیں اپنی ماں کو پہچانا اور از راہ محبت (پسری) اسکی طرف تبسم کیا۔ ماں نے پھر سو رہنے کے لیے کہا اور وہ سو رہا۔

سلطانہ خوش خوش نقلہ کے پاس گئی اور اسکا ہاتھ تھام کر کہنے لگی کہ تم نے میرے بیٹے کو بچالیا۔"

نقلہ: "بادشاہ کو شام تک سونے دیجیے

غالب ہے کہ اُسوقت تک وہ از خود اُٹھینگے اگر
خود نہ اُٹھیں تو بیدار کیجئے وہ کھانا مانگینگے
خاصہ دیجئے اور اگر شراب کے طالب ہون
وہ بھی پلائیے اب مجکو حضور سے اور کچھ عرض
کرنا نہیں ہے اور مین خیال کرتی ہون
کہ اس ریشم کے پھندے کی ضرورت
نہ ہوگی "

یہ پہلا موقع تھا کہ عاقلہ نے اُس سلوک کی
کی بابت جو اُسکے ساتھ کی گئی تھی طنز کے
ساتھ اشارہ کیا تھا سلطانہ والدہ کے
چہرے پر عرق ندامت آگیا مگر پھر اپنے معمولی
جلال مین آکر اُسنے کہا " مین اپنے تئین
اُن احتیاطون کے نہ کرنے سے ملزم نہین
کرسکتی جو ہم دونون کو فی الحال ناگوار تھے "
یہ کہکر سلطانہ نے عاقلہ کو گلے سے لگا
لیا اور کہا " تم نے میرے بیٹے کو جان تازہ
دی اب تم آزاد ہو "

عاقلہ " اب مین رخصت ہونا چاہتی ہون
میرا چینی کا پیالہ واپس کر دیجیے وہ میرے
والدین کو گوارا ہے اور مین اُسکو بہت
عزیز رکھتی ہون "

سلطانہ والدہ " یہ پیالہ ہے مگر مجکو
بیش بہا میوے و جواہرات سے بھر دینے دو "

عاقلہ " سلطانہ معاف فرمائیے مین آپ سے
کچھ نہ لونگی - مجھ سے زیادہ کوئی شخص مہربانی
کو نہیں سمجھ سکتا مگر اصلی اور سچی مہربانی
ہونی چاہیے نہ ایسی جسکے ساتھ دھمکی
موت اور دہشت کمان سے گلا گھوٹنے
کی ہو "

سلطانہ والدہ غصہ سے سرخ ہوگئی
مگر ندامت کی وجہ سے کوئی لفظ خفگی کا
اسکی نسبت نہ نکال سکی کیونکہ اسی روز
عاقلہ نے اسکے بیٹے کی جان بچادی تھی
اس غصہ سے اُسکو اس قسم کا رنج پیدا
ہوگیا اور اُسنے ایک ایسے طرز اور لہجہ
سے جو اُس کے شاہزادے کے بلند پایہ
اور سلطان وقت کی مادر معظم کے شایان
بہت ہی ناخراش تھا کہا " عاقلہ مجکو معلوم
ہوتا ہے کہ تم میرے دل مین کینہ
رکھتی ہو لیکن تم سے التجا کرتی ہون کہ
میری مشکوری کے ثبوت یعنے اُس
معاوضہ کو جو مین دینا چاہتی ہون
قبول کر و "

عاقلہ " اگر آپ جواہرات و اشرفیون کا
ذکر کر رہی ہین تو مجھے انکی ضرورت نہین
جب مین یہان سے چلی جاؤن گی اور
مجھے امید ہے کہ چند منٹ مین ایسا ہوگا
تو مین پھر اپنی وہی شاہی کی زندگی اختیار
کرونگی صرف یہی ذریعہ ہے جسکی وجہ سے
مین مجکو اپنے پاس نہیں آنے دیتی "

سلطانہ والدہ "اچھا نقلہ میرے اظہار
مشکوری کی یہ نشانی تو تم ضرور قبول
کروگی یہ کہکر سلطانہ نے اپنے گلے سے
ایک سونے کی ہیکل جو عجیب و
غریب ساخت کی بنی ہوئی تھی جس کی
لڑون مین جا بجا جگمگاتے ہیرے جڑے
ہوے تھے اور کل کی مالیت ایک بادشاہ
کے فدیہ کے برابر ہوگی اپنے گلے سے
اُتار کر اُسکی طرف بڑھائی"

نقلہ "مین حضور سے سواے اپنی آزادی
کے اور کچھ نہ لونگی کیا مجکو اجازت ہے
اب مین رخصت ہون"

سلطانہ والدہ "رنجگین آواز اور
ملول چہرہ سے) تم آزاد ہو اور تمکو اجازت
جانے کی ہے"

نقلہ نے نہایت ادب سے سلطانہ والدہ
کو جھک کر سلام کیا اور محل سے باہر نکلی اور
آوارہ گرد عاقلہ کے مشام جان مین آزادی
کی تازی ہوا پہونچنے لگی"

باب پنجاہ و یکم

کٹالیس

واقعات مرقومہ بالا کے تین ہفتہ کے
بعد نقلہ کٹالیس دار السلطنت ریاست
منگریلیا مین داخل ہوئی - اُسنے پہلے ہی
استفسار حالات کرکے معلوم کر لیا تھا کہ
شاہزادی لیلی چند ماہ سے اپنے خاص
محل مین مقیم ہے چنانچہ وہ اُسی طرف
روانہ ہوئی"

جب نقلہ محل کے پھاٹک پر پہونچی تو
پہرہ کے ایک سنتری سے جسنے نصف
شب سے پہلے اُسنے گفتگو کی اسکو دربان کی
طرف جانے کا اشارہ کیا جو ایک محراب
مین بیٹھا تھا"

دربان سے اُسنے پوچھا کہ شاہزادی کو
اسوقت سلام ہو سکتا ہے یا نہیں -
دربان نے اُسکا نام دریافت کیا اور نام
سنتے ہی اُٹھ بیٹھا اور جھک کر سلام کیا اور
کہا کہ صحن مین چلیے مین ابھی آپکی اطلاع کیے
دیتا ہون - اب نقلہ محل کے اندر صحن مین جا کے
پہونچی اور دو تین نوکرون سے جو
زرق برق وردی پہنے ہوے کمرہ مین
تھے اپنا نام بتایا - ایک نوکر اُسکو اپنے
ہمراہ لے چلا اور ایک چوڑے زینہ
پر جسکے سرے پر رنگ برنگی آرائش کا کام
تھا چڑھایا اور وہان سے ایک اسکے
کمرہ مین لیگیا جہان نصف درجن شہزادی
کی نوجوان پیش خدمتین جمع تھین انھون
نے دو عاقلہ کو دیکھکر مارے خوشی کے
اُچھل پڑین اور بے اختیار ہوکر عاقلہ کے

گلے سے لگ گئیں۔ زبیدہ اور آمنہ تعظیماً
زبیدہ نے پوچھا کہ اے ہماری پیاری عزیز محبوبہ
تمکو دیکھکر ہمیں بڑی خوشی ہوئی لیکن تعجب ہے
کہ تمنے کوئی خط بھی نہ بھیجا اور نہ خود اپنے
وعدے سے واقف ہوئے کبھی کسی سے مہینے ہوئے
قسطنطنیہ میں کیا تھا ملاقات کو آئیں۔
آمنہ نے کہا مشکل سے کوئی دن گذرتا ہوگا
کہ وہ تمہارا ذکر نہ کرتی ہوں اور اسوقت
عرصے بعد اپنے گھر آئی ہے کہ سب تم کو محل
میں پہونچے تو ہر طرف پر تمہاری تعظیم
کیجائے گی۔
زبیدہ نے کہا ابھی تقلیہ جلد آئیگی شہزادی بھی آئیں
تنہا ہیں لیکن وہ کیسے ہی کام میں مصروف
ہوں لیکن تمہی سے ملنے کیلیے وقت
نکال لیگی۔
غرضکہ دونوں وہاں سے چلکر عاقلہ کو
ایک سجے سجائے کمرہ میں جہاں شہزادی
لیلی ایک صفہ پر بیٹھی تھی لے گئیں۔
زبیدہ تقلیہ کے پہونچنے کی اطلاع دینے کے
لیے اپنی مخدومہ کی طرف بڑھی مگر لیلی نے
خود آنکھ اٹھائی اور عاقلہ کو دیکھ لیا
صفہ سے اٹھکر لیلی تقلیہ سے لپٹ
گئی۔ زبیدہ اور آمنہ چلی گئیں اور تقلیہ
شاہزادی کے ساتھ رہ گئی۔ تقلیہ
نے سب واقعات قسطنطنیہ کے جو

پہلے ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ سنائے اور
لیلی نہایت شوق اور محبت سے مصروف
گوش ہوکر سنتی رہی۔ لیلی نے کہا کہ
تمکو اس امر سے بہت بڑا افسوس ہوا کہ
میری بدولت تمکو قید ہونا پڑا اور اس نے
کہا کہ مجکو سب مصیبتیں آسان ہوگئیں جب
جب یہ خیال آیا کہ تمہارے کام میں
پھنسی ہوں۔
تقلیہ نے کہا ہاں اب اپنے چچا زاد بھائی اپنے
عالی حوصلہ دلیر شاہزادہ اقبال کا حال
بیان کیجئے کہ آپ اس امر میں داخل ہونے
میں نے دریافت کیا اور مجکو سخت تعجب
ہوا کہ شاہزادہ اقبال جنہوں نے سیر کرنے
جانے پر مجبور کیا گیا یہ تمہیں کیا ہے نظر
بندی سے وہاں بھیجا گیا۔
شاہزادی نے کہا اگر تم نے یہ خبر سنی ہو تقلیہ
میں سب حال بیان کرتی ہوں مگر تم اپنے
دوست کلاڈسا کو جانتی ہو اور یہاں سے کہیں گئی
عاقلہ نے کہا ہاں کلاڈسا کیا ہوئی۔
لیلی نے سب حال جو گذرا تھا سب بیان کیا شہر
کی بربادی اور اپنے بھائی کی بابت جو گذرا تھا
بیان کیا اور کہا میں اور میرا چچا زاد
بھائی طفلی سے شوہر و زوجہ کے فاصلہ پر کلاڈسا
سے جدا ہوئی اور مجکو یقین ہے کہ وہ خوش
وخرم ہوگا۔ مگر شہزادی نے کوئی کلمہ

دادی گلستان کی بابت زبان سے نہین نکالا"

نقلہ "اور شاہزادہ دانیال پر کیا گذری"

لیلی "سنو مین تم سے بتاتی ہون میرے چچازاد بھائی نے قرس کے پادشاہ سے اپنے شہزادہ ہونیکا ثبوت حاصل کیا اور اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد ہم کٹالیس مین پہونچے مین تم سے بہت افسوس سے کہتی ہون کہ دراصل اس ملک مین روسیون کی حکومت ہے اور مین برائے نام فرمانروائے منگریلیا ہون۔ نقلہ تم سچ مانو کہ مین بطور بے وجود پادشاہ کے ہون اللہ خوب جانتا ہے کہ مجھکو اس سے زیادہ پروا نہین کہ مین اپنی رعایا کی بھلائی کرون تم سمجھ سکتی ہو کہ روسی کمان افسر سے مشورہ کرنا ضرور تھا قبل اسکے کہ مین باشندگان ملک منگریلیا سے اپنے چچازاد بھائی کے شہزادہ ہونے کا اعلان کرتی۔ روسی حاکم شہزادہ کے دعوی شہزادگی قبول کرنے مین طرح طرح کی دقتین ڈالتا رہا نقلہ تم سے کیا پردہ ہے مین اپنے چچازاد بھائی دانیال پر عاشق ہون اور مین نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا ہے جب مین نے یہ دیکھا کہ روسی افسر دانیال کا شہزادہ منگریلیا ہونا قبول نہین کرتا تو مین نے سلطنت سے دست کش ہوکر گوشہ عافیت اختیار کرنا چاہا کہ مین اسکی زوجہ ہو سکون۔ مگر روسی افسر نے اسکو بھی منظور نہ کیا یہ اُنکی حکمت عملی ہے کہ انھون نے مجھ سی نوجوان کمزور عورت کو تاج شاہی پہنا کر فرضی بادشاہ منگریلیا کا بنا رکھا ہے نہ میرے چچیرے بھائی دانیال نے اس تجویز کو پسند کیا کہ مین اپنے آبا واجداد کے تخت کو چھوڑ دون۔ روسی افسر نے یہ بتایا کہ دانیال کو خود سینٹ پیٹرسبرگ مین جاکر شہنشاہ سے اپنا عرض حال کرنا چاہیئے اور کہتا تھا یہ بھی منشا پایا گیا کہ دانیال کو ملک منگریلیا چھوڑ دینا چاہیئے جبتک کہ روسی گورنمنٹ اسکے معاملہ کا فیصلہ نکردے۔

نقلہ "یقیناً روسی حکام یہ اندیشہ کرتے ہونگے کہ اب چونکہ ایک شہزادہ منگریلیا والون کی سرداری کرنے کے لیے پیدا ہوگیا ہے لہذا اہل منگریلیا اُن سے بغاوت کرینگے"

لیلی "ہان مگر دانیال کو کبھی یہ منظور نہ تھا کہ اپنے ملک کو لڑائی بھڑائی کی آفت مین ڈالے پس اُسنے کمان افسر کی رائے پر عمل کرنے اور بذات خاص سینٹ پیٹرسبرگ جاکر اپنا عرض حال کرنے کا عزم کیا چنانچہ ہم دونون جدا ہوئے"

نقلہ "تو پھر آپ کو انکی کچھ خبر ملی اور

وہ پایۂ تخت روس کو بخیریت پہونچگئے۔"
لیلی نے ہان وہ بعافیت سینٹ پیٹرسبرگ پہونچ گئے اور شہنشاہ نکلس کے دربار مین حاضر ہوے شہنشاہ نے اُنکی عزت و توقیر کی اور وعدہ کیا کہ وزیراعظیم اس معاملہ مین تحقیقات کریگا مگر روسی وزرا جہانتک اُن سے ہوسکتا ہے مقدمہ کی تحقیقات مین تساہل کررہے ہین تاہم شہزادہ دانیال نے بہت سے روسی امراکو جنسے اُس سے ملاقات ہوئی ہے اپنا طرفدار کرلیا ہے اور اُنھون نے وعدہ کیا ہے کہ جہانتک ہم سے ہوسکے گا سعی کرینگے بس اب مین نے تم سے سب حال کہدیا ہے۔"
ثقلہ "دنیا بامید قائم۔ آپ کے بھائی کا دعوی ایسا صریح اور قوی بنیاد پر مبنی ہے کہ روسی گورنمنٹ گو وہ بدنظم اور ظالم ہے یقیناً منظور کرے گی اس مین شک نہین کہ شہنشاہ ہرطرحکی دقتین اس معاملہ مین ڈالے گا اور جہانتک ممکن ہوگا فیصلہ قطعی کرنے مین توقف کرے گا مگر شہزادی خدا منصف ہے اور وہ تم ایسے دو نیک پسندیدہ خصلت اور عالی دل بندون کو مفارقت کا ایسا صدمہ نہ دے گا۔"

ثقلہ اسیطرح کی باتین کرتی رہی اور شہزادی کو اُس سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیلی نے عاقلہ سے کہا کہ اب تم اسی مکان مین بقیۃ العمر رہو ثقلہ نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میری قسمت مین خانہ بدوشی لکھی ہے اور وہی میرے مزاج وعادت کے موافق ہے مین کبھی ایک مقام پر قیام نہین کرسکتی چاہے تم ایسے کی صحبت حاصل ہو جس سے مجکو بہت محبت ہے مگر عاقلہ نے یہ کہا کہ مین چند ہفتہ ضرور رہ سکتی ہون اور اس عرصے مین اُسنے لیلی کو اپنا مجرب اکسیر حیات کی ترکیب دینے کا راز بتادیا دو مہینے کے بعد ثقلہ طفلس جانے کے لیے رخصت ہوئی اور وعدہ کیا کہ اگر زندہ رہی تو پھر اسکے سلام کو کٹا ئیس مین حاضر ہوگی۔"
لیلی وعاقلہ سے سردست رخصت ہوکر ہم اگلے باب مین ناظرین کی توجہ مشرقی کوہ قاف کے پہاڑون اور جنگلون کیطرف رجوع کرتے ہین۔

باب پنجاہ و دوم

ڈاردل اور کلاڈسا

کونٹ ڈاردل کو جب یہ معلوم ہوا کہ زخمی عورت باعتبار پیدائشی گورے

رنگ کی ہے مگر اُسنے کسی غرض خاص سے
اپنے منھ گردن۔ سینہ اور بازو پر ٹیون
کا سانولے رنگ کا روغن کر لیا ہے تو
اسکو بہت تعجب ہوا لیکن اسکے بروپ
کی بابت زیادہ تحقیقات کرنے کے لیئے
وہ نہین ٹھہرا بلکہ یہ دیکھنے کو بیٹھا کہ اُسمین
جان باقی ہے یا لوئنز کی ضرب نے کام تمام کر دیا
دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسکی سانس اچل
رہی ہے ڈارول نے زخم پر پٹی باندھی
اور جہانتک ممکن ہوا خون کو روکا اور
پھر یہ خیال کر کے کہ اُسکو کھلی ہوا مین
لے جانا چاہیے اور غار کے اندر رکھنا
مناسب نہین ہے وہ اُسکو اُٹھا کر غار
کے دہانہ پر لے گیا تھوڑے عرصہ
مین مضروبہ کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگی اور
جب اُسنے بحالت ضعف اپنی سیاہ آنکھین
کھولین اور بوڑھے کی طرف دیکھا تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ اسکے خیالات مجتمع نہین
ہین اور اُسکو بالکل یاس ہے کہ اسپر کیا گذری
ہے ڈارول اس سوچ مین تھا کہ اس زخم
کاری کی وجہ سے جس سے بہت خون
نکل گیا ہے اگر یہ عورت اچھی بھی ہو گئی
تو کچھ مدت تک ناتوان رہیگی اُسکی سمجھ
مین نہ آتا تھا کہ اسکو کیا کرے۔
ڈارول نے زخم کاری کو دیکھکر اطمینان
کر لیا کہ خون بالکل بند ہو گیا ہے اور چونکہ غار
کے دہانہ پر سخت سردی تھی وہ کلاڈسا کو کچھ
دور اندر کیطرف ہٹا لیگیا اور اپنا بالائی لباس
اُتار کر اسکو اُڑھا یا بعد ازان وہ پھر غار کے
سرے کو گیا اور تھوڑے سے مورت کی چوکی کو ادھر
اُدھر دیکھتا رہا لیکن اُسکو ذرا بھی پتہ دروازہ
کا نہ لگا نہ اسکے کھولنے کا ذریعہ معلوم ہوا
تب وہ کلاڈسا کے پاس یہ دیکھنے کو لوٹ
آیا کہ وہ زندہ ہے یا نہین اور پھر مورت کی
طرف گیا۔ اسیطرح دو گھنٹے گذر گئے اور
ڈارول نے مجبور ہو کر اپنے دل مین سمجھ
لیا کہ مورت کے دروازہ کھلنے کی کوئی
سبیل نہین ہے اُسنے بہت احتیاط سے
کلاڈسا کو اُٹھایا اور غار کے باہر لیگیا اور
لکڑی کے پل پر ہو کر ندی کے اُس پار
پہونچا وہان پہونچکر وہ تھوڑی دیر ستایا
اور پھر کلاڈسا کو اٹھا کر راہی ہوا بعد ازان
ڈارول نے بلند راستہ پر چڑھنے کی سخت
مشقت شروع کی اور آخر کار چوٹی پر پہونچگیا
اُسکو وہ غار یاد تھا جہان لوئنز اسکو لیگیا
تھا ڈارول نے سوچا کہ کلاڈسا کو اسی
غار مین لیجانا چاہیئے مگر پھر وہ اپنے دلمین
کہنے لگا یہ تدبیر ٹھیک نہین ہے کیونکہ
اگر لوئنز کسی اتفاق سے پھر اسطرف لوٹا تو
شاید وہ غار مین آئے اور کلاڈسا پھر

اسیطرح اُسکے رحم پر ہوگی جیسی اسموقع پر تھی جہان سے اُسکو اتنی دور لایا ہون"

پس ڈارول نے کلاڈسا کو جواب تک بیہوش تھی اور جگہ بیجا پانا سب سمجھا اور اب اُسنے چارون طرف دیکھکر ہر چیز کو ذہن نشین کر لیا تھا کہ اس موقع پر جہان اُسنے غبارہ چھوڑا تھا پھر آنے مین غلطی نہ ہو چنانچہ وہ اس مقام پر گیا جہان غبارہ اترا تھا اور وہان سے اُس جگہ پہونچا جہان لوٹر نے غار مین چراغ پایا تھا اب ڈارول نے دیکھا کہ غار مذکور کے دہانہ کے قریب ہوا مین کچھ دہوان کا مرغولہ اُٹھ رہا ہے وہ خوش ہوگیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ ضرور یہان کوئی مسافر وارد ہین"

مگر قریب پہونچنے پر کوئی انسان نظر نہ آیا البتہ غار کے دہانہ پر آگ روشن تھی غرضکہ ڈارول وہان پہونچا اور ایک بکری کی لاش کا بہت حصہ پڑا ہوا تھا اُسے دیکھکر بے انتہا خوش ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ حصہ اس بکرے کے گوشت کا کسی نے تراش کر تھوڑی دیر ہوئی کھانا پکایا ہے - بہرحال کوئی نہ تھا ڈارول تھوڑی دیر تک بکرے کا گوشت بھوننے کے لیے ٹھہرا رہا اور اس نیم خام کھانے سے فی الجملہ اُس کو قوت ہوئی غرضکہ وہ پھر اُس مقام کی طرف بڑھا جہان غبارہ پڑا ہوا تھا اثناء راہ مین اسکو کچھ مسافر ملے جنہون نے اُسکو بہت سی چیزین کھانے کے لیے دین اور اُسنے انکا شکریہ ادا کیا اور اُن سے رخصت ہوا ڈارول اسطرف بڑھا جہان غبارہ ملنے کی اُمید تھی - اُسکی امید پوری ہوئی اُسنے چاقو سے رسیان کاٹین اور ریشمی کپڑے کو ڈھانچہ سے جدا کیا اور کپڑے کو تہ کرکے پھر اُس غار کی طرف لوٹا جہان کلاڈسا کو چھوڑ گیا تھا"

کلاڈسا بدستور زندہ تھی مگر بیہوش ڈارول نے سوچا کہ اب سردست اس غار مین رہکر مجروحہ کی خبرگیری کرتا چاہیے یہ غار دونون کے رہنے کے لئے کافی تھا اُسنے غبارہ کے کپڑے اور بستر کے ٹکڑون سے جو پہاڑ پہاڑ کر غبارہ مین لگائے گئے تھے کلاڈسا کے لیے بچھونا تیار کیا اور مجروحہ اب فی الحال آرام سے لٹائی گئی اور خود لیٹ کر سوگیا۔

جب صبح ہوئی ڈارول نے اُس سامان سے جو اسکو ملا تھا کھانا پکانا شروع کیا اور کچھ کھانا مجروحہ کے منھ مین ڈالا - اُسنے آنکھین کھولدین مگر کچھ پہچان نہ سکتی تھی ڈارول نے کھانا کھاکر کلاڈسا کو تھوڑی دیر کے

لیے وہان چھوڑ دیا اور باقیماندہ بکرے
کا گوشت لانے کے لیے گیا کیونکہ اُسکو
اشیاءِ خوردنی مین کفایت منظور تھی
کیونکہ وہ نہین جانتا تھا کہ اس حالت مین
اُسکو کب تک رہنا پڑے قصہ مختصر ایک
ہفتہ مین کلاڈ سا کو بات کرنے کی طاقت
آئی اور اُسنے یون گفتگو شروع کی "تم کو
میرے رویہ سے بیشک اسرار معلوم ہو گیا
ہوگئے ہین امید کرتی ہون کہ اُسکا افشار
حال تم میری زبان سے نہ کرو"

پیر مرد" تم اپنے راز کو بدستور سربستہ
رکھو مین اسمین کچھ خلل انداز نہ ہوگا"

کلاڈ سا" کہو وہ نابکار ٹوز کہان ہے"

پیر مرد" وہ اُسی چور دروازہ مین جہان
سے تم دفعتاً نکلی تھین داخل ہو گیا اور وہ
دروازہ بند ہو گیا - پھر ڈارول نے سب
حال بیان کیا جو نذرِ ناظرین ہو
چکا ہے"

کلاڈ سا" ہان تو تم کہتے ہو کہ مین یہان
ایک ہفتہ سے ہون اور پورے سات یوم
گذر چکے ہین کہ مجکو یہ زخم پہونچا ہے"

ڈارول" ہان پورے سات روز ہوے
یہ آٹھوین صبح ہے"

کلاڈ سا" اور کیا تم کو یقین ہے کہ ٹوز اُن
خفیہ وسیلون سے واقف ہے جنکے ذریعہ
سے سورت کے جوف سے ہو کر وادی
گلستان مین جانا ہوتا ہے"

ڈارول" ہان مجکو یقین ہے اب بلاشبہ
وہ وہان کی نعمتون سے لطف اٹھا
رہا ہوگا"

کلاڈ سا" نہین میرے محسن ایسا نہین
ہو سکتا اُسنے کبھی گلستان مین قدم نہ
رکھا ہوگا بلکہ پہاڑ کے غارون مین مقید
ہوگا اور فاقہ کشی نے اسکا کام تمام
کر دیا ہوگا"

پیر مرد" آمین کیا تم سچ کہتی ہو"

کلاڈ سا" بلاشبہ ایسا ہی ہے"

ڈارول" لیکن شاید ابھی وقت ہاتھ سے
نہین گیا ہے کہ اُسکو ایسی ہولناک موت سے
بچایا جاے مین غار کو جاتا ہون تم مجھے
چور دروازہ کا حال بتا دو"

کلاڈ سا" مین اچھا نا اس راز کو اپنی زبان
سے نہین بتا سکتی مین نے اُسکے چھپانے
کے لیے عہد کر لیا ہے مگر جب اس قابل
ہونگی تو تم میرے ساتھ چلنا اور اُسکے
اندر داخل ہونا اور اپنی آمد کو میری
مشکوری کا صلہ تصور کرنا"

ڈارول" تو پھر ٹوز کو ہم اسکی قسمت پر
چھوڑتے ہین مگر تم نے مجھسے وعدہ کیا ہے
کہ مجکو اپنے ہمراہ وادی گلستان مین

لے چلوگی۔"
کلاڈسا: "ہان مین تمکو وادی گلستان مین لیچلونگی مگر مین تم سے بہی ایک اقرار واثق کرانا چاہتی ہون"
پیر مرد: "وہ کیا ہے؟"
کلاڈسا: "یہ راز فقط مجہہ ہی تک نہین ہے مین دو اور شخصون کے ساتھ شریک ہون جنکی رضامندی بغیر مین کسی شخص کو اس باغ مین ہمیشہ رہنے کے لیے داخل کرنے کی جرأت نہین کرسکتی اس وادی پر بہار مین بیش بہا جواہرات بکثرت ہین انہین سے تم ایک درجن بادشاہون کے خزانے کے برابر لے آؤ تم صرف تین روز تک وہان رہ سکتے ہو کیونکہ وہ دو کون شخص جو شریک راز دار ہین مجہہ سے وعدہ کیا ہے کہ پانچ چہہ مہینے مین وہ مجہہ سے ملنے کو آئینگی وہ زمانہ اب قریب الاختتام ہی نہ معلوم وہ کس روز آپڑین اگر وہ تمکو وہان پائینگے تو مجکو عہد شکنی کے بابت سخت ملامت کرینگے۔ اب تم سمجھے کہ مین تم سے ایسے قلیل عرصہ تک وہان رہنے کے لیے کیون اصرار کرتی ہون تمکو وہان نہ رہنے کے عوض مین بیقیاس دولت ملجائیگی جو تم اپنے ہمراہ لاؤ گے۔"
ڈارول جنکی غرض صرف مال و متاع حاصل کرنے کی تہی کلاڈسا کے شرائط پر راضی ہوگیا۔"
القصہ دو تین روز مین کلاڈسا ڈارول کا ہاتہہ پکڑکر غار سے باہر نکلنے کے قابل ہوئی اور مجروح ہونے سے پندرہ روز کے بعد وہ صحیح ہوگئی۔

باب پنجاہ و سوم

وادی گلستان

غرضکہ خدا خدا کرکے وہ دن آیا کہ کلاڈسا کو تندرست ہوکر جنت ارضی مین جانیکی قوت حاصل ہوئی کونٹ ڈارول کا بہی دل اتنی مدت کی تمناؤن کے پورے ہونے کی امید پر خوش تہا کلاڈسا پیر مرد کی ہاتہ کے سہارے سے اُس جوف سے باہر آئی جہان وہ پندرہ روز سے زیادہ رہی تہی اور پیر مرد نے بہت شفقت اور محبت سے جیسا باپ بیٹی پر کرتا ہے اُسکی تیمار داری کی تہی وہ دونون ڈہالو بلندی کے سرے پر پہونچے نشیب کے راستہ سے اُترے اور جوش زن پہاڑی ندی کے پار ہوکر درختون کے جہنڈ مین جو راہ مورت والے غار کی طرف گئی تہی اسپر چلے جب دونون غار مذکور مین چلے تو ڈارول کا خون خشک ہوگیا کیونکہ اسکو یہ خیال گذرا کہ اب لونڈ کا مال ار

معلوم ہوگا اور کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ وہ
زندہ بچا ہو"

کلاڈسا پیر مرد کو صحیح و سلامت اس سرے
تک جہاں مورت استادہ تھی لے گئی پھر
اُسنے دروازہ کھولا مگر ڈارول نے نہین
دیکھا کہ کس طرح دروازہ کھلا نہ اُسکے قیاس
مین کوئی بات آئی اور نہ اُسنے اُسکی بابت
کچھ فکر کی اِنکے اندر جانے پر دروازہ ازخود
بند ہو گیا اور کلاڈسا نے کہا ذرا ٹھہر وہین
چراغ روشن کرتی ہون جو یہان طاق
مین رکھا ہی اگر مین تنہا ہوتی تو بلا تامل
اندھیرے مین اُتر جاتی کیونکہ مجکو زینہ
معلوم ہے مگر تم ایسا نہین کر سکتے علاوہ
برین یہان ہمکو کچھ ڈھونڈھنا ہے"

بوڑھے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے
کیونکہ وہ سمجھ گیا کہ ٹونر کی لاش سے مراد ہی
غرضکہ چراغ روشن کیا گیا اور کلاڈسا راستہ
بتلاتی ہوئی چلی - یہ زینہ چکر دار سیڑھیونکا
تھا اور پہاڑ تراش کر نیچے دور تک بنایا
گیا تھا جس سے انسان کی اعلی قسم کی
دستکاری ظاہر تھی ڈارول کو معلوم ہوا
کہ جون جون وہ نیچے جاتا ہی ہوا کم سرد
معلوم ہوتی ہی یہانتک کہ موسم سرما کی ٹھٹھرن
جو چوٹی پر تھی کم ہوتے ہوتے گرمیون کی
خوشگوار ہوا ہوگئی"

کلاڈسا ہاتھ مین چراغ لیے ہوئے راستہ
بتاتی چلی گئی اور ڈارول اُسکے پیچھے
پیچھے برابر اُترتا گیا - آخرکار دونون چکردار
سیڑھیون کی انتہا تک پہونچے اور کلاڈسا
ڈارول کو ایک چوڑے راستہ مین لیچلی
جو مثل زینہ کے پہاڑ کاٹکر بنایا
گیا تھا - اب کلاڈسا اور ڈارول کو
ٹونر کی مہیب لاش جس کے پانے کے
وہ اب تک انتظار مین تھے نظر آئی
وہان وہ ایک سنگ خارا کی چٹان پر
سر رکھے دراز پڑا تھا -

کلاڈسا نے چراغ اونچا کرکے مردہ کے
مُنھ کو دیکھا - اسکی صورت بگڑ گئی تھی اور
گوشت خشک ہو گیا تھا اور چہرہ پر باقیماندہ
تکلیفون کے آثار نمایان تھے ہنوز
لاش سڑی نہ تھی ڈارول نے نہایت
افسوس سے کہا "بدنصیب ٹونر تین چار
روز سے زیادہ کا مرا ہوا معلوم نہین ہوتا
پس کم سے کم پورے دس روز تک
اُسنے فاقہ کیا ہوگا -

کلاڈسا کچھ نہ بولی مگر اسکی آنکھون سے
ٹونر کے قطعی مرجانے کا اطمینان ظاہر تھا
اس کو یقین تھا کہ جس ہاتھ سے
اُسنے کلاڈسا کو زخم کاری پہونچایا تھا
وہ موت کے سبب اسے سرد و بے

حس و حرکت ہے"۔
ڈاروِل "(آہ سرد بھر کر) یہ تو اُس باغ فردوس کی دہلیز پر بیہوش پڑا ہے جس مین داخل ہونے کی اسے بہت تمنا تھی"۔
کلاڈسا کچھ نہ بولی مگر دفعتاً اسنے چراغ گل کر دیا اور بالکل تاریکی ہو گئی ڈاروِل کے دل مین خوف پیدا ہوا مگر کلاڈسا نے آہستہ سے کہا "مین نے اسواسطے چراغ گل کر دیا ہے کہ مین نے جو عہد اخفائے راز کی بابت کیے ہین وہ تمھارے سامنے آمد و رفت کے دروازہ کھولنے سے شکست نہ ہون اب ہم گلستان مین داخل ہونے والے ہین"۔
ہنوز یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ روشنی ہو گئی اور ڈاروِل نے راستہ کے سرے پر چھوٹا دروازہ کھلا ہوا دیکھا جو اُس چٹان کے نیچے تھا جس پر ٹوٹر کا سر تھا یہ دروازہ پہاڑ مین کٹا ہوا تھا مگر ڈاروِل کو اسکے دیکھنے کی فرصت نہ ملی کیونکہ کلاڈسا نے اسکو جلد بڑھنے کو کہا اور دروازہ فوراً از خود بند ہو گیا۔ ضعیف کونٹ نے پیچھے مڑ کر دیکھا مگر دروازہ کا کچھ نشان نظر نہ آیا سوائے ناہموار چٹان کے جنکا رخ سبزہ زار کے اوپر معلق معلوم ہوتا تھا اور نشیب ہوتے ہوتے درہ سے جا ملا تھا۔
کونٹ ڈاروِل وادی گلستان مین پہونچ گیا وہی وادی پُر بہار جسمین تھلہ ایک مرتبہ داخل ہوئی تھی اور لیلی و مرحہ سے اسکا ذکر کیا تھا۔ بڑے عظیم الشان سر بفلک کشیدہ پہاڑ اُسکے گرد بالکل حلقہ کیے ہوئے تھے اور بڑے بڑے پتھرون کے جھاڑ اس طرح پر اُبھرے وے لٹکے ہوئے پہاڑ دیواری کی طرح قائم تھے جسمین انسان کا کسی طرح گذر ممکن نہ تھا ڈاروِل ایک نظر سے دیکھکر سمجھ گیا کہ بغیر غبارہ کے اور کسی سبیل سے کھالی گلستان کے اندر پہونچنا ممکن نہین ہے یا مصنوعی راستون سے گذر ہو سکتا ہے جو پہاڑ کو اندر ہی اندر کاٹ کر بنائے گئے ہین۔ گھاٹی مین ہر طرف سبزہ زار تھا اور خوش ذائقہ پھل درختون مین لٹکے ہوے تھے اور زمین پر طرح طرح کے پھولون کے درخت لگے تھے ایک چیز جس سے ڈاروِل کو تعجب ہوا یہ تھی کہ اس مرغزار مین بے انتہا گلاب کے درخت تھے جنکے پھول ایسے بڑے خوشرنگ اور خوشبودار تھے جو اُسنے اور کہین نہ دیکھے تھے وہ مارے خوشی کے وجد کی حالت مین تھا اور اسکی تہذیب اور نہ

متانت اُن تمام نعمتوں سے جو اُسکے چاروں طرف تھیں کم ہوتی جاتی تھی۔

کلاڈسا اُسکو پیچ در پیچ سایہ دار رشک چمن رستوں سے اُس سبزہ زار کی طرف لیے جاتی تھی جو گھاٹی کے وسط میں تھا اور جہاں نمانہ نا حجرہ تھا جسکو نقلہ نے عجیب چمکدار پتھر و نکا بنا ہوا بیان کیا تھا حجرہ کے اندر تین کمرے تھے جن میں نورانی فرش کا اسباب قرینہ سے لگا ہوا تھا وہاں کلاڈسا نے پیر مرد کو ایک کھلے ہوئے دریچہ کے پاس بٹھایا اور خود ایک قاب میں کچھ میوہ جو چاروں طرف کثرت سے تھے لانے کیواسطے گئی ۔ ہوا گرم تھی مگر نہ تکلیف دہ اسمیں بوجہ بیشمار چشموں کے جو ادھر ادھر گھاٹی میں رواں تھے فی الجملہ تازگی و خوشگواری تھی کلاڈسا کشتی بھر میوہ لائی وہ لذیذ خوشذائقہ ثمر ڈاروں نے اپنی عمر بھر میں کبھی نہ کھائے تھے پھر اُس نے الماری سے تھوڑی شراب نکالی جو دہن کے انگور سے بنائی گئی تھی یہ شراب گویا شراب طہور اسی جو دہن کے پینے کے لائق تھی۔

جب کلاڈسا نے دیکھا کہ ڈاروں نے کچھ آرام کر لیا ہے تب وہ اُسکو حجرہ کے باہر لیجا کر گھاٹی کے علامات و نشانات بتانے لگی پہلے وہ اُسکو اُس بڑے چشمہ پر لیگئی جسکے بلوریں پانی میں رنگ برنگ کی مچھلیاں اٹھکھیلیاں کرتی تھیں پھر اسنے اُنکے پکڑنے کی ترکیب بتائی مچھلیاں بذریعہ ایک سلوس کے جسکے متعلق دو چھوٹے چھوٹے نہر کے سے پھاٹک تھے پکڑی جاتی تھیں۔ پھاٹک کھولدینے سے چند لمحہ میں کل پانی نکل جاتا تھا اور مچھلیاں سنگ مرمر کے فرش پر جو تہ آب تھا رہ جاتی تھیں۔

اسیطرح کلاڈسا سب چیزیں دکھلاتی اور گفتگو کرتی ہوئی مع ڈاروں کی ایک مضبوط جنگلے میں پہونچی جو ایک شاداب سبزہ زار کو گھیرے ہوئے تھا اور اسمیں بیس تیس بھیڑیں اور انکے بچے ہی دمیے چرتے اور کودتے پھاندتے تھے۔

کلاڈسا ایک اور چھوٹے باڑے کیطرف جو اس سبزہ زار کے قریب تھا بڑھی یہ مرغی خانہ تھا ہر قسم کے کھانے کے پر دار جانور مثل ٹرکی ہنس۔ مرغ۔ بط کبوتر۔ تیتر۔ وغیرہ ان میں پلے تھے ایک طرف باڑہ کے انکے حجرہ نما ڈربے تھے اور کلاڈسا نے کہا کہ اکثر اس خیال سے انڈے ضائع کر دیے گئے کہ جانور اتنے زیادہ نہ ہو جائیں کہ ڈربوں میں نہ سما سکیں۔

غرضنکہ کلاڈسا پیرد کو آگئے یعنی اُس نے
چند پہاڑ کے جوف دکھلائے جسمین بیش قیمت
دھاتین اور ہر قسم کے بیش بہا ہیرے و جواہر
سنگ ریزون کیطرح پڑے تھے۔
کلاڈسا نے قبل اسکے کہ ہم یہان سے رخصت
ہو تم یہ تجویز کرو کہ بے انتہا اقسام کے خزانے
سے جن سے یہ غار مالامال ہین تمکسکو پسند
کرتے ہو لیکن اب مین تمکو اس چیز کی طرف
متوجہ کرتی ہون جو گھاٹی گلستان مین سب سے
زیادہ تعجب خیز و قدرتی چیز ہے اور اس سے
بہت سے عقدے جو ابتک تمہارے ذہن مین
لاحل ہونگے صاف ہو جائینگے۔
یہ کہکر کلاڈسا ایک غار کی طرف
بڑھی جسکے دہانے سے پتلا حباب سا دھوان
اُٹھ رہا تھا جسقدر وہ اُس موقع کے قریب
آتے گئے ہوا درجہ بدرجہ گرم معلوم ہوتی
گئی یہانتک کہ حمام کی سی گرمی محسوس
ہونے لگی ڈارول کو اُس کا سبب فوراً
معلوم ہوگیا کیونکہ پہاڑ کے اندر سے
ایک گرم چشمہ روان تھا کلاڈسا نے
اُسکو دکھایا کہ غار سے تھوڑی دور لیکر
چشمہ کی پانچ چھ دھارین ہوگئی ہین جو
گھاٹی مین ادھر اُدھر جاری ہین۔
تین روز تک ڈارول وادی گلستان
مین رہا اور اسنے اور کلاڈسا نے ایک
قبر کھود کر نوبر کی لاش کو دفن کردیا مگر
کلاڈسا نے جوان کی قبر پر علامت کے
لیے پتھر نہ رکھنے دیا اور یہ کہنے لگی کہ صرف
وہی مخصوص بندے جنکو اس دنیا کے باغ
جنان مین داخل ہونے کا استحقاق ہے
تو یہان رہے اور یہین فوت ہوئے
ہین اس یادگار کے لائق ہین"۔
چوتھے روز صبح کو اپنے وعدے کے
موافق ڈارول رخصت ہونے کو تیار ہوا
اُسے اپنی جیب مین بڑے بڑے بیش بہا
جواہر نادرہ مین سے چند پتھر لیے گو اُن کا
وزن تھوڑا تک پاؤ سے زیادہ نہ تھا
تاہم وہ باعتبار قیمت کے اُسکو دنیا مین
ایک متمول آدمی کر دینے کے واسطے
کافی تھے کلاڈسا نے ڈارول سے کہا
چلو تمکو اُس جگہ پر پہنچا دون جہان میرا گھوڑا
بندھا ہوا ہے اُسنے ایسی ترکیب سے
چکردار سیڑھی کا نیچے والا دروازہ کھولا
کہ ڈارول کو اُسکے کھلنے کا بھید نہ
معلوم ہوا اور چونکہ اس مرتبہ اُسنے
چراغ نہ لیا تھا وہ اور کونٹ ڈارول
بالکل تاریکی مین تھے اور ڈارول کو مورت
کی چوکی کا دروازہ کھلنے کی بھی ترکیب
نہ معلوم ہوئی۔ یہ احتیاط بیفائدہ تھی
کیونکہ ڈارول ایک سچا ایماندار آدمی

تہا اور اُسکا گھاٹی مین پھر آنے کا مطلق
ارادہ نہ تھا مگر کلاڈسا نے اسواسطے
احتیاط کرنا مناسب سمجھا کہ اگر اندر کی
طرف سے دروازہ کھلنے کی ترکیب
معلوم ہو جائیگی تو باہر سے بھی دروازہ
کھل سکیگا۔

غرضکہ کونٹ ڈارول حدود گلستان کے
باہر نکل آیا مورت والا غار سطے ہو گیا
اور ندی کے پل سے دونون عبور کر گئے
اور نشیب کی سڑک کے راستہ پر ڈارول اور
کلاڈسا چڑھنے لگے اور ڈھالو زمین کی چوٹی
پر پہونچکر کلاڈسا ڈارول کو اُس طرف لیچلی
جہان اُسنے اپنا گھوڑا چھوڑا تھا اور وہان
اُس غار مین جو اصطبل کا کام دیتا تھا گھوڑا
موجود پایا گیا۔

ڈارول۔ کیا تمکو یقین ہے کہ فی الحال
یا کچھ عرصے کے بعد اس ملک سے جانیکے
لیے تمکو گھوڑے کی ضرورت نہ ہوگی؟

کلاڈسا۔ نہین ایک مرتبہ مجکو خیال
آیا تھا کہ شاید مین کہین اور جاؤن اسواسطے
مین نے گھوڑے کو موجود رکھا تھا مگر اب
مین چند ہفتہ سے اُس قصد مین ہون
کہ یہین رہون پس مجکو گھوڑے کی
ضرورت نہین ہے۔

ڈارول۔ اب ہم تم جدا ہوتے ہین مجکو یہ
معلوم ہوتا ہے کہ مین اپنی پیاری بیٹی سے
جدا ہوتا ہون۔

کلاڈسا۔ میرے اچھے سردار مجکو بہت
رنج ہے تمنے میری سچائی پر اور تمہارے
احسانات کو جو تمنے مجھپر کیے کبھی نہ
بھولونگی۔

ہنوز یہ گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ چھ آدمیون
کی دفعتہً نعرہ مسرت کی آواز سنکر کونٹ ڈارول
کلاڈسا دونون اُسکی طرف متوجہ ہو گئے
اور چھ سات آدمی از سرتا پا مسلح اُس
جگہ دوڑتے ہوئے آگئے۔

ڈارول بہت حیرت کیساتھ چلا اٹھا
کیونکہ مسلح آدمیون مین اُسنے قلعہ گران
رونگ کے سپاہی دیکھے۔

اُنھون نے ڈارول کو پکڑ لیا اور سمجھے
کہ دوسرا مفرور قیدی یعنی ٹونز شاید
زنانہ بھیس بدلے ہوئے ہے مگر کلاڈسا
کو ایک نگاہ سے دیکھکر وہ سمجھ گیا کہ یہ اجنبی
ہے پس اُنھون نے کلاڈسا کو نہ پکڑا اور
اُس سے انکو کچھ مطلب نہ تھا کلاڈسا نے
بہت نرمی اور لجاجت سے ڈارول پر
رحم کرنے کی التجا کی مگر اُنھون نے ہرگز نہ
مانا اور اپنے قیدی کو پکڑ لے جانے والے
تھے کہ سب کے کان مین اور گھوڑون کی
ٹاپون کی آواز آئی کلاڈسا ان کے آنیوالے

مسافروں کیطرح چلائی کہ تم جو کوئی ہو اشتوت
مدد کرو اور چند لمحہ میں دس بارہ آدمی اپنے
رفیقوں کے آپہونچے انکا سردار ایک نوجوان
خوبصورت آدمی تھا اسکو دیکھتے ہی کلاڈسا
مارے خوشی کے چیخ پڑی اور اسکا نام
لیکر پکارنے لگی؛

کلاڈسا "قیری قرامان تم ہو"

سردار "مرحہ میری مرحہ یہ کہکر وہ گھوڑے
سے کود کر اپنی زوجہ سے بغلگیر ہونا چاہتا
تھا مگر اُسنے اشارہ سے منع کیا؛

مرحہ "قیری قرامان ان نابکاروں سے اس
پیر مرد کو چھڑاؤ کیونکہ اسنے میری جان بچائی
ہے چنانچہ آن واحد میں لڑائی شروع ہوگئی
گران روگ کے سپاہیوں نے ڈاروں کو چھوڑ
دیا اور اپنے ہتھیار لینے کو جھپٹے پیر مرد
جلدی سے کلاڈسا کو غار میں لے گیا تاکہ وہ
دونوں گولیوں سے جواب چلنے لگی تھیں محفوظ
رہیں۔ لڑائی تھوڑی ہی دیر تک ہی کیونکہ
قیری قرامان کا گروہ بہ نسبت گران روگ کے
زیادہ تھا علاوہ بریں یہ لوگ سوار اور وہ
پیدل تھے دس منٹ میں لڑائی ختم ہوگئی
گران روگ کے چھ سپاہیوں کی لاشیں زمین
پر تھیں کونٹ ڈامدول کی خلاصی ہوگئی اور
قیری قرامان نے اپنی زوجہ مرحہ کو فرط
محبت سے لپٹا لیا۔

باب پنجاہ و چہارم

قیری قرامان مرحہ

خوفناک مگر مختصر جنگ کو گذرے دس
منٹ ہوئے تھے - مرحہ اور قیری قرامان
سب سے علیحدہ ٹہل رہے تھے۔

قیری قرامان "تم سے بہت سی باتیں
کرنا ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں
سے سلسلہ تقریر شروع کروں پہلے تو یہ
بتاؤ کہ تمنے مرجانے کا کیوں فریب
کیا تھا"

مرحہ "اس اظہار حال میں شاید مجکو ایسی باتیں
کرنا پڑیں جس سے تمہارا دل دکھے۔

قزاق سردار "نہیں نہیں میں ناراض نہونگا
خدا کے واسطے تم وہ سب باتیں بیان کرو
جو ایسی خفیہ اور حیرت انگیز ہیں اور یہ پیر مرد
کون ہے جسکی نسبت تم کہتی ہو کہ اُس نے
تمہاری جان بچائی ہے"

مرحہ "میں اپنی داستان کو وہاں سے شروع
کرتی ہوں جب شہزادی لیلی سے اول
میری ملاقات ہوئی تھی جسوقت میں شاہزادی
لیلی کے ساتھ چشمہ کے کنارے پر بیٹھی
ہوئی اسکی بھولی صورت کو دیکھ رہی
تھی۔ بار بار اپنی مکاری پر جو میں اُسکے
ساتھ کر رہی تھی تاسف ہوتا تھا اور میں

چاہتی تھی کہ جو کچھ ہوا اس فریب سے
توبہ کرون اور تمکو بھی باز رکھون دفعتہ
مجکو سانپ نے کاٹا اور نیک مزاج رحمدل
لیلی نے ہر طرح پر میری ہمدردی کی مین
سمجھتی تھی کہ اب زندہ نہ بچونگی اور میری روح
پر اس خیال کا صدمہ تھا کہ اب مین قادر
مطلق کے روبرو جاتی ہون جو میرے
بدکامون کی مجکو سزا دیگا اور مین نے لیلی کی
انگشتری اسکو واپس کردی اس مقام
پر جہان یہ واقعات ظہور مین آئے نقلہ
نامے ایک لڑکی عاقلہ موجود تھی جسنے مجکو
مار گزیدہ دیکھکر فوراً زخم پر دوا لگا دی
اسنے زخم پر روغن بلسان لگایا اور مجکو
کچھ دوا پلائی تھوڑی دیر تک سوا اسے
نقلہ کے اور سب لوگ مجھے مردہ سمجھے
اس اثنا مین لیلی مع اپنی ہمنشین خادمون کے
چلی گئی بالآخر مجکو ہوش آیا اور جب مین نے
اپنے خیالات کو مجتمع کیا اور تمام واقعات
پر غور کیا تو میرا دل بالکل بدل گیا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ مین ہمیشہ اجل سے بچ گئی
ہون اور گویا قبر سے لائی گئی ہون میری
روح پر ایک قسم کا خوف طاری ہوگیا تھا
اور مین نے ارادہ کرلیا کہ مین اس برے
کام کو چھوڑدونگی ہمیر میری باتون کا
اثر ہونے کی امید نہین ہے اور نہ تم اپنے
اس برے چلن سے جو تمنے اختیار کیا ہے
باز آؤ گے پس خیالات نے مجکو اس ارادہ
پر آمادہ کیا کہ مین تمام دنیا کے نزدیک مردہ
سمجھی جاؤن مگر ہاے تمکو چھوڑنے سے مین
مین نے خدا جانے اپنے دل کو کیسا کیسا
مارا ہے مگر ایسا کرنا مین اپنے اوپر فرض سمجھتی
تھی اور یہ خیال کرتی تھی کہ اسطرح دل
مارنے سے میرے پچھلے گناہون کی بخشش
ہوجائیگی اور اسی خیال نے مجکو اپنے
ارادہ پر مستحکم رکھا"

قیری قرامان " پیاری مرجہ اگر تم میرے
پاس آتین اور تغیر خیالات کا حال بیان
کرتین تو مین ہر طرح اپنے دلکو مارتا"

مرجہ " اگر یہ سچ ہے تو تمہاری یہ بات
میری اس خوشی کو جو تم سے پھر ملنے کی وجہ سے
ہوئی ہے بہت بڑھا دیگی"

قیری قرامان " یہ سچ ہے مین قسم کھاتا
ہون کہ سچ ہے تم کہو تو مین اس دلیر گروہ
کی سرداری چھوڑدون مرجہ تم جانتی ہو
کہ مین ہمیشہ سے تم پر دل سے شیدا تھا
اس روز جب حوالی طقلس مین ہم اتفاق
سے ملے تھے تم مجکو حالت بیہوشی مین
دریا کے کنارے پر لیٹین اور پانی چھڑک
کر ہوش مین لائین مین جانتا ہون کہ مرجہ
وہ تم ہی تھین کہ جو اب خیال کسطرح میرے

پاس سے غائب ہوگئین اس روز سے مین
بیچین تھا ہر جگہ تمکو تلاش کرتا تھا اور
سوچتا تھا کہ وہ دن بھی کبھی آئیگا کہ تم پھر
مجھسے ملوگی لیکن پھر کبھی یہ خیال آتا کہ شاید
یہ میرا وہم وگمان ہو"

مرصع "اس روز میرے دلکی جو کیفیت تھی
اُسکو کیا بیان کرون خدا جانے مین اپنے
دل پر کسقدر جبر کرکے تمہارے پاس
سے چلدی تھی"

اسقدر گفتگو کے بعد ڈاکو سردار نے
اپنی مہ پارہ زوجہ کو گلے سے لگالیا اور دونون
پیار کی باتین کرتے رہے بالآخر مرصع نے
اپنی داستان پھر چھیڑی"

"شب مین تمام دنیا پر اپنا مرجانا ثابت
کرکے آمادہ ہوئی اور دوسرے نام سے
بہ تبدیل ہیئت زندہ رہکر نیک کام کرنے
پر ثابت قدم ہوئی تو مین نے نقلہ سے اپنا
ارادہ ظاہر کیا اسنے مجھکو مدد دی مین خفیہ
طفلس مین گئی اور اپنے ایک رشتہ دار کے
مکان مین مقیم ہوئی اسنے بھی میرے ارادہ مین
مجھکو مدد دی نقلہ کو ایک ایسی دوا معلوم
تھی جس سے زندہ پر مردہ کی کیفیت طاری
ہوجاتی تھی اسی کے ذریعہ سے اُسنے مجھکو
بیہوش کردیا اور اسی حالت مین تمنے میری چچی
کے گھر مین مجھکو پایا اور جسید بیجان کو جسے
تم مرصع کی لاش سمجھتے تھے جھک کر دیکھا لیلی
اور اسکا چچازاد بھائی دانیال اُس مکان
مین بلائے گئے تاکہ وہ میری لاش کو دیکھین
کیونکہ مجھکو یہ منظور تھا کہ انکو میرے مرجانے
کا یقین کامل ہوجائے مین اسوقت سے انکے
اغراض کی نگرانی کے ارادہ مین تھی اور
یہ امر مین کسی طرح نہ کرسکتی تھی اگر وہ مجھکو
اپنے دشمن قیری قرامان کی زوجہ جو مرصع
کے نام سے مجھکو پہچانتے اجنبی صورت
اور دوسرے نام سے مجھکو اپنا کام انجام
دینے کا خوب موقع مل سکتا تھا اور
مین اسمین کامیاب ہوئی کیونکہ مین نے
بہ مدد نقلہ لیلی کو ایک ایسی حالت سے
بچایا جس سے وہ سخت متنفر تھی یعنے
مین نے اسکو قسطنطنیہ مین محلسرائے
بادشاہی کی قید سے نجات دی اس کو
اب تک علم نہین ہے کہ کلاڈ ساکے
سانولے رنگ کے نیچے مرصع کی گوری
جلد نہان ہے"

دو تین ہفتہ ہوئے ہین کہ مین نے
مصنوعی روغن لگانا موقوف کیا ہے
غرضکہ اسکا صلہ عطا فرمایا"

قیری قرامان "یہ مرحلہ اسکا کیا مطلب ہے یہ
تم کیا کہہ رہی ہو میری سمجھ مین کچھ نہین آیا
نہین نہین ممکن نہین مگر تم یہان کوہ قاف

کے پہاڑوں میں کیوں ہو"
مرجینا" میں دیکھتی ہوں کہ میری تمنا جو مراد
ہی اسکا کچھ کچھ گمان تمھارے دل میں
آچلا ہے۔ میرے پیارے شوہر یہ سچ ہے
کہ خدا نے مجھکو اپنی مہربانی سے عمدہ صلہ
عطا فرمایا ہے کیونکہ وہ راز جو میری
حالت گنہگاری و بدکرداری میں مجھکو
سمجھنا نصیب نہ ہوا تھا وہ راز جسکے معلوم
کرنے کے لیے تم دل سے خواہشمند تھے
مگر تمھکو تو معلوم نہ ہو سکا قیری قرامان وہ
راز مجھکو کھل گیا"

قراق نے حیرت خوشی تعجب اور نہایت
استعجاب سے اپنی مہ لقا زوجہ کو دیکھا"
مرجینا" قیری قرامان میں سچ کہتی ہوں
میں مہینوں تک اُس مبارک مقام یعنے
وادی گلستان میں رہی ہوں اور وہ
پیر مرد جسکو تمنے ابھی ایسی دلیری سے
اسکے دشمنوں سے بچایا ہے بیقیاس ان
لیکر اُس گھاٹی سے جال میں نکلا ہے۔
اے میرے شوہر اگر تم اُس آزادانہ زندگی
کے چھوڑنے پر صادق القول ہو تو
بُرے کاموں کو چھوڑ دو اور اپنے تئیں
مرجینا کی محبت کے لائق کر دو یعنے جیسی
مرجینا اب بدل کر ہو گئی ہے تو گھاٹی
گلستان کی تمام دولت تمھارے
آگے ڈھیر کر دیجائے گی"۔

قیری قرامان اپنی زوجہ کے آگے گھٹنے
ٹیک کر کھڑا ہو گیا اور اسکے ہاتھ چوم لیے
اور قسم کھائی کہ ہر امر میں اُسکے کہنے کے
مطابق عمل کریگا۔

اسنے اپنے شوہر کو اٹھایا اور جوش
محبت سے لپٹ گئی پھر وہ بہت سی باتیں
کرتی رہی کیونکہ دونوں کو بہت کچھ
کہنا سننا تھا"

قیری قرامان نے مرجینا سے کہا کہ وہ
ٹونز سے چھپے ہوئے اسی موقع پر ملا
تھا اور ٹونز نے اُس سے اپنی اور کلاڈ سما
کی گفتگو پر جو طفلس کے قلعے کے محبس میں
ہوئی تھی بیان کی تھی اور پھر اسکا سلطان
اسمعیل کے سپاہیوں کے ہاتھ میں گرفتار
ہونا بیان کیا۔

پھر مرجینا نے اپنا ٹونز کو نٹ ڈاڈول سے
ملنا۔ ٹونز کا خنجر مارنا بوڑھے فرانسیسی کا
بہ شفقت پدری تیمارداری کرنا اور ٹونز
کا وادی گلستان کے پہاڑی خانہ میں پہنچے
موت مرنا سب بیان کیا۔

اس اثنا میں کونٹ ڈاڈول قیری قرامان
کے آدمیوں کے ساتھ اس موقع پر ملا
جہاں اُنھوں نے اس کو اسمعیل کے
سپاہیوں سے بچایا تھا۔

ان واقعات سے جو ابھی گذرے
تھے اُسکو معلوم ہوگیا کہ مرد یہ ہو سمجھنے
والے گروہ کا سردار وہی نامی قزاق ہے
جسکا ٹونز نے قلعہ گران روگ میں ذکر
کیا تھا اور اُسکو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ڈاڈسا
کا اصلی نام مرحہ ہے اور وہ قزاق کی
زوجہ ہے "

اسموقع سے ایک گھنٹہ غیر حاضر رہنے
کے بعد فیری قرامان اور مرحہ پھر لوٹے اور
ٹانوفنہ اپنے آدمیون سے کہا کہ مین تم
سے جُدا ہونے والا ہون تم لوگ
اپنا دوسرا سردار منتخب کرو وہ سب اُسکے
گرد جمع ہوگئے اور منت کرنے لگے کہ ایسا
نہ کرو اُسنے نہ مانا۔

غرضکہ وہ اُنسے رخصت ہوا اور کہہ گیا
کہ کونٹ ڈارول کو طوم تک پہونچا آؤ کہ
پھر وہ وہان سے جہاز پر سوار ہو کر
قسطنطنیہ کو چلا جاے۔ مرحہ نے ڈارول
کے کان مین کہا کہ تم ان لوگون کی حفاظت
پر اطمینان رکھو اور یہ بھی کہکر ڈارول کے
دل کو خوش کر دیا کہ میرے شوہر نے آج
کے دن سے نیک روسیہ اختیار کرنے کا
مصمم قصد کر لیا ہے "

مرحہ نے شاید ہم تم ملین گے کیونکہ اور
مشرقی ممالک مین غیر اسکو ہمیشہ ڈاکو
سمجھا جائیگا وہ مغربی یورپ مین دوسرے
نام سے تلافی مافات کریگا۔

ڈارول نے میرا ارادہ پیرس جانے کا ہے
مین تم دونون کو اپنے ملک کی دارالسلطنت
مین بہت خوشی سے ہاتھون ہاتھ
لونگا "

غرضکہ بوڑھا کونٹ مسلح جوانون کے
ساتھ رخصت ہوا اور فیری قرامان اور
مرحہ ہاتھ مین ہاتھ دیے وادی گلستان کے
چور دروازہ کی طرف بڑھتے "

باب پنجاہ و پنجم

ناظرین کو یاد رہے کہ ہماری داستان
کے واقعات نے ہمکو ۱۸۵۵ء کے اختتام
تک پہونچا دیا ہے اب ہم دو سال کے
حالات چھوڑ کر آگے کا ذکر کرتے ہین مگر
قبل اسکے کہ ہم دو سال کے واقعات
کو چھوڑ دین چند مراتب ضبط تحریر دینا
ضرور ہے "

تفلیس سے رخصت ہونے کے
تین مہینے کے بعد پھر وہان گئی اس اثنا مین
وہ طفلس مین بھی رہی اور وہان مرحہ کی
چچی سے چند ضروری باتین اسکو معلوم ہوئین
اسوجہ سے وہ قسطنطنیہ گئی جہان اس سے
مرحہ اور اُسکے شوہر سے ملاقات ہوئی

مگر یہ دونون اب اور نام سے مشہور تھے وہ ایک نہایت عمدہ محل مین رہتے تھے اور اس دولت بیقیاس کو جو انکھین ہاتھ آئی تھی اچھے کامون مین لگاتے تھے نقلہ تھوڑے عرصہ تک ان کے یہان رہی یہانتک کہ وہ دونون یورپ کے مغربی ملکون کی طرف روانہ ہوگئے تب نقلہ قسطنطنیہ سے کٹالیس کو روانہ ہوئی کہ شہزادی لیلی کو مرحہ کے حالات سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے مطلع کرے لیلی یہ سنکر خوش ہوئی کہ مرحہ ابتک زندہ ہے اُسنے نقلہ سے کہا "جب مین کلاڈسا سے پہلے پہل ملاقی ہوئی تو اُسکی آواز اور آنکھون کی چمک سے مجکو تعجب ہوتا تھا اور مین اکثر اسکے منھ اور قد و قامت کو دیکھا کرتی تھی اور میرے دل مین شبہ پیدا ہوتا تھا کہ مین اس سے ناواقف نہین ہون مگر کبھی میرے خیالات اس بات پر نہ جمے تھے کہ کلاڈسا خود متوفہ مرحہ ہے۔"

نقلہ چند ہفتہ تک کٹالیس مین رہی اور اُس کے بعد پھر بدستور سیاحی کرنے لگی۔"

ایک سال گذر گیا پرنس دانیال بدستور غیر حاضر رہا یعنے سینٹ پیٹرس برگ مین تھا وزرا اس جنگ وجدل کیوجہ سے عدیم الفرصتی کا حیلہ کرکے اُس کے دعوے شہزادگی کا فیصلہ کرنے مین توقف کرتے جاتے تھے بیچارہ دانیال اُس دربارہ مین بطور نظر بندی کے تھا اور اُس کے کئی خط لیلی کے پاس آئے لیلی نے بھی محبت آمیز جواب اُسکے پاس روانہ کیے مگر دونون نوجوان عاشق معشوق پر جو بلاے فراق مین مبتلا تھے ظاہر تھا کہ اُن کی اُمیدین ساقط ہوتی جاتی تھین اور ان کی خوش وقتی کا مقارفت کی مصیبت سے خون ہوا جاتا تھا نقلہ پھر کٹالیس کو لوٹی اُس نے شاہزادی لیلے کو بالکل یاس کی حالت مین پایا اور دیکھا کہ دبلی ہوتی جاتی ہے اُس کی یہ حالت دیکھکر نقلہ بہت ملول ہوئی اور یون کہنے لگی:

نقلہ نے شہزادہ کے خطوط سے جن کے الفاظ بند بند ہین یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ سینٹ پیٹرس برگ مین ایک قسم کی قید مین ہے۔ مین

اُس کی رہائی کے لئے وہان جاؤنگی اگرمین کامیاب ہوئی تو وہ خفیہ طور سے بہ تبدیل لباس میرے ساتھ کتا لیس کو آئے گا اسوقت تم دونون اپنے مصلحت کار کی بابت مشورہ کر لینا۔ غالباً روسیون کی اس قدر مکاری کا تجربہ کر کے پرنس دانیال تم سے اصرار نہ کریگا کہ تم تخت منگریلیا پر بطور بیگم تاجدار کے اجلاس کرو بلکہ تمھارے ارادہ نکاح کو معلوم کر کے غالباً وہ تم کو صلاح دے گا کہ اس نقلی سلطنت کو چھوڑ دو اور معمولی پرلوٹ زندگی اختیار کر و"۔

لیلی نے جب دیکھا کہ عاقلہ بھیس بدل کر سینٹ پیٹرسبرگ جانے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے تو وہ فرط محبت سے اُس سے لپٹ گئی اور نقلہ لیلیٰ کی مشکور ی دعاؤن اور امیدون کو ساتھ لے کر کتا لیس سے روانہ ہوئی ؟

کئی مہینے گذر گئے ستارہ منگریلیا کو کچھ خبر نقلہ کی نہ ملی بلکہ بعد تھوڑے زمانے کے دانیال کے خطوط آنا بھی بند ہو گئے شاہزادی کی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ اس خاموشی سے ہر طرح کی کامیابی تصور کرنا چاہیئے یا یہ اندیشہ کرنا چاہیئے کہ ناکامی ہوئی اور دانیال و نقلہ دونون کسی روسی قلعہ مین قید کر دیے گئے۔

وہ اسی اُمید و بیم مین تھی کہ ۱۸۵۵ء کے اواخر مین جنگ اعظم کے گرجتے ہوے بادل جو اتنا بک ریاست ہاے ڈینوب کریمیا اور ایشیاے ٹرکی کے شمالی صوبون پر چھاے ہوے تھے منگریلیا کے لوگون پر بھی پھٹ پڑنے والے معلوم ہوے۔

کتالیس مین یہ خبر گرم ہوئی کہ عمر پاشا نامور سر عسکر دولت عثمانیہ نے ایک کوہ قاف مین روسیون پر حملہ کرنے کی فکر مین ہے پہلے تو خود روسی حکام کو اس بات کا یقین نہ ہوا تھا یہانتک کہ دفعتہً یہ خبر پہونچی کہ ترکی فوج صخوم قلعہ پر جو ایک چھوٹا شہر ملک منگریلیا کا ساحل بحر اسود پر ہے اُتری ہے روسی جنرل نے اس فوج کے روکنے کی تیاری شروع کی اور ایک جرگہ ترکون کے مقابلہ کو روانہ کیا کہ ملک کے اندر داخل ہونے نہ پائین کتالیس سے روسی فوج چلی گئی اور روسی کمان افسر اور

اسکے اہلکار وہان کے چلے جانے سے
لیلی کو اپنی تخت نشینی کے بعد پہلے پہل
بے دباؤ سلطنت کرنے کا موقع ملا اس
کے وزرا انکے آنے سے خوش ہوئے
کیونکہ وہ روسیون سے نفرت کرتے
تھے انکو یقین تھا کہ عمر پاشا روسیون
کی قوت منگریلیا مین توڑ دیگا جیسا کہ
ممالک ڈینوب مین کر چکا ہے اور انہون
نے ترکی سرعسکر کے پاس خفیہ قاصد
روانہ کیے کہ ہماری ملکہ و رعایا آپکی
طرفدار ہین۔

تھوڑے دنون کے بعد یہ خبر کٹالیس
مین پہونچی کہ روسی فوج دریاے
انگوڑی کے کنارہ پر خیمہ زن ہے اور ترکی
فوج بسرکردگی خود عمر پاشا کے مخصوص
قلعے ادھر کیطرف بڑھ رہی ہے یہ
واقعہ شروع نومبر ۱۸۵۵ء کا ہے اسطرح
ہمارے قصہ مین دو برس کا حال چھوڑ دیا
گیا ہے جیسا کہ اس باب کے شروع مین
بیان کیا گیا ہے کٹالیس اور گرد
نواح کے اضلاع مین تہلکہ پڑا ہوا تھا
کیونکہ یہ ظاہر تھا کہ دریاے
انگوڑی کے کنارہ پر عظیم الشان جنگ
ہوگی اور وہان منگریلیا کے قسمت کا
فیصلہ ہوگا کہ وہ روسی حکومت سے
آزاد ہوگا حال کے بہ نسبت اُس کو
اور زیادہ روسی ظلم برداشت کرنا
پڑے گا۔

مگر تھوڑے ہی دنون مین یہ تذبذب
رفع ہوگیا کٹالیس مین یہ خبر پہونچی
کہ روسی فوج نے دریاے انگوڑی
کے کنارہ پر بالکل شکست کھائی اور
ترکی سردار کی فتحمندی فوج منگریلیا کے
زرخیز میدانون مین بڑھتی چلی آتی ہے
منگریلیا کے وزیرون نے اپنی شہزادی
کو صلاح دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو
دارالسلطنت سے ہٹ جاے جہان
پر ہزیمت خوردہ روسی جمع ہوتے جاتے
ہین کیونکہ یہ اندیشہ تھا کہ شکست
کھائے ہوے روسی لیلی سے اس بات
کا بدلہ لینے پر آمادہ نہ ہو جائین کہ
اسکی رعایا نے ترکی حملہ آورون سے
ہمدردی ظاہر کی ہے چنانچہ لیلی نے
کٹالیس کو چھوڑ دیا اور اپنے وزرا
اور خیل و حشم اور تھوڑی سی فوج
منگریلیا کو لیکر ایک قلعہ مین جو دریاے
ریون پر واقع تھا اور جہان ترکی
فوج کے پہونچنے تک امن و عافیت کی
امید تھی چلے گئے مگر شاہزادی منگریلیا
کی اس نقل و حرکت کی اطلاع کسی طرح

روسی کمان افسر کو پہونچ گئی اور اُسنے
اپنی بھاگی ہوئی فوج اور امدادی گروہ
کو لیکر دریاے ریون کے کنارے پر قیام
کر دیا اس سے اسکے دو مطلب تھے
اول یہ کہ لیلی کو گرفتار کرلے اور دوسرے
یہ کہ بڑھتے ہوے ترکون کا سدراہ ہو
روسی جنرل یہ سمجھتا تھا کہ لیلی کو ڈراکر
اُس سے اس بات کا اشتہار جاری
کرے گا کہ منگریلیا والے ترکون
سے ہوشیار رہین اور اُنکے مقابلے
کے لیے تیار ہوجایئن -

لیلی ریون کے قلعہ مین بخیریت پہونچگئی
مگر دوسرے روز روسی فوج کی لمبی
قطارین دریا کے اُسی طرف پھرتی
ہوئی نظر آئین شہزادی کے وزیرونکو
بھی خبر مل گئی کہ فتحمند ترکی سردار بھی اپنی
مع فوجون کے اُسی جانب بڑھ رہا ہے
پس جب روسیون نے قلعہ حوالے کردینے
کا پیام بھیجا تو لیلی نے بہت دلیری سے
محصور رہنے کا ارادہ کرلیا اور سوچا
کہ جو کچھ ہو دیکھا جائیگا -

کچھ بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ ترکی فوج
کی صفین بھی دور سے بڑھتی نظر آئین
مگر پاشا کے قاصد بھیجے گئے اور سب
حالات کی اطلاع دی گئی اور یہ التجا
کی گئی کہ جلد قلعہ کی مدد کو پہونچے - چند
گھنٹے مین ریون کے کنارے بھی ویسا
ہی ہنگامہ قیامت خیز بپا ہوگیا جیسا کہ
دریاے انگوڑی کے کنارہ پر ہوا تھا مگر
اس دوسری لڑائی مین پہلے کے بہ نسبت
روسیونکو اور زیادہ نقصان پہونچا بعد بڑی
لڑائی کے روسی فوج پسپا ہوکر بھاگی سکوڈرون
انجین تباہ ہوے اور اُن کی خون آلودہ
لاشون سے دریا پٹ گیا باقیماندہ بدحواس
ہوکر جسکو جدھر راستہ ملا بھاگ گئے اور
روسیون کا پتہ بھی نہ ملا -

دو بجے دن کو لڑائی بمشکل سے ختم ہوئی
اور لیلی سردار افواج ترکیہ کی ملاقات
کے واسطے اپنے کمرہ مین جوڑہ بدلنے
کو جانے والی تھی کہ دروازہ اسکے
کمرہ کا دفعتاً کھلا اور پرنس دانیال نمودار ہوا
عاشق و معشوق فوراً گلے سے لگ گئے
اور جب وہ جدا ہوئے وزرا اور امرا نے
شاہزادہ کو بسلامت واپس آنے پر مبارکباد
دی مگر لیلی ایک اور شخص سے بھی جسکو
وہ عزیز رکھتی تھی بغلگیر ہوئی یہ نقلہ تھی
سب نے اپنی اپنی رام کہانی کہہ سنائی -

پرنس دانیال (نقلہ کیطرف اشارہ کرکے)
اس عمدہ دوست کی بدولت سینٹ پیٹرسبرگ
سے رہائی ہوئی ہے - وہان جاسوس ہر وقت

میرے نگران اب حیرت تھے مگر نقلہ کی دانشمندی
نے اُن سب کی آنکھ میں خاک ڈالی اور
ہم دونوں روسی پایہ تخت سے چل دیے میں
تمہیں اِن مصائب کا ذکر کر دوں جو ہم پر گذرے
کیا کیا خطرے اُٹھانا پڑے کیسی کیسی
چالیں تعاقب کرنے والوں سے جو
ہمارے پیچھے بھیجے گئے تھے اور ہر ضلع
کے حکام سے بچنے کے لیے کرنا پڑیں
کیونکہ ہم لوگ بلا پروانہ راہ داری
سفر کرنے پر مجبور ہوئے - اکثر پیدل
اور بیشتر رات کو سفر کرتے ڈاک میں
خط بھیجنے کی بھلا کیسے جرأت ہو سکتی
تھی لیس ہم سب متردد ہوے کہ خدا جانے
تمکو ہماری نسبت کیا کیا خیالات ہوتے
ہونگے بالآخر ہم سرا میں داخل ہوے
اور خدا کا شکر ہے کہ امن و عافیت سے
پہونچ گئے"

اس تقریر کا آخر فقرہ دی مرتبہ ترکی
افسروں نے جو کمرہ کی دہلیز تک پہونچ گئے
تھے سُن لیا ایک عمر پاشا تھا اور
دوسرا محمد پاشا جو پہلے حاکم قرص کا اور
اب ترکی فوج میں دوسرا افسر تھا"
پرنس دانیال نے سردار کی ملاقات
شاہزادی لیلی سے کرائی اور لیلی نے
یہ الفاظ مناسب نامور ترکی سردار
کی امداد کا شکریہ ادا کیا لیلی اور محمد پاشا
بھی بہت گرمجوشی سے ملے محمد پاشا نے
لیلی سے بدین خیال کہ وہ اُس کے
منہ بولے بھتیجے پرنس دانیال کی منسوبہ
ہے بطور بہو کے محبت کا برتاو کیا"
عمر پاشا" پرنس دانیال نے بوجہ لحاظ
پاس ادب کے اپنا قصہ ناتمام چھوڑ دیا
جسکے بیچ میں ہم اس کمرہ میں پہونچ گئے
مگر میں اس قصہ کو اختتام تک پہونچاونگا
اور اس کام کو بھی اچھی طرح انجام
دونگا کیونکہ مجھکو اسکی دلاوری کی
تعریف کرنے کا موقع ملیگا جو انگوٹھی
والوں کی لڑائی میں اس نے ظاہر کی
شاہزادی لیلی تمہارا چچا زاد بھائی
لائق تحسین و آفرین کے ہے وہ
میری فوج کے ساتھ انگوٹھی کے
قریب آیا اتفاق وقت نے اُسکو
میرے معزز دوست محمد پاشا سے
ملاقی کر دیا - میں تم سے نہیں کہہ سکتا کہ
کس جوش محبت سے اُن میں ملاقات
ہوئی محمد پاشا نے میری ملاقات شاہزادہ
سے کرائی میں نے اُسکو فوراً ایک پلٹن
کا افسر مقرر کر دیا انگوٹھی کی سخت
لڑائی میں جہاں جہاں آتش رستخیزی بپا تھی
پرنس دانیال موجود تھا اور آج

ریون کے کنارہ پر بھی اُسنے داد مردانگی دی"
لیلی حیرت سے بہادر دانیال کا منھ
دیکھنے لگی اور اس کے وزرا نے تحسین
و آفرین کی۔

اس اثنا میں عمر پاشا کو لیلی سے باتیں
علیحدہ کرنیکا موقع ملگیا اور وہ یہ باتیں مین
"مین نے تقلیہ کی زبانی جو پرنس دانیال
کی دوست ہے آپکے عجیب و غریب حالات
سُنے ہین۔ دو برس ہوے قسطنطنیہ مین
جب مین نے تحفہ رمضان کی نسبت سنا
تھا کہ وہ اپنے تئین شاہزادی منگریلیا بیان
کرتی ہے تو مجکو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ
بیان صحیح و درست ہے اور اسکا تو کسیطرح
خیال بھی نہ تھا کہ اُسی تحفہ رمضان کی لاش
کو جب مین نے چند سپاہیون کی چھیڑ چھاڑ
سے بچایا تھا کہ مین اُسکو زندہ دیکھون گا
اور اسکو فی الواقع موجودہ فرمانروا ے
منگریلیا پاؤنگا جسکے سامنے کھڑے ہونے
کا مجکو اسوقت اعزاز ہے۔"

لیلی پیشتر ہی سے ترکی عسکر کی دلاوری
و دولتمندی کی تعریف سنتی تھی اب اسکی برتاؤ
پسندیدہ و گفتگو شائستہ دیکھکر بہت خوش
ہوئی اور اُسکے حرکات و سکنات سے سمجھی
کہ بہت بڑا عالی خیال نیک باطن شخص ہے
سر عسکر بھی شاہزادی منگریلیا کی نیک مزاجی
اور سنجیدگی سے بہت خوش ہوا اور اسکے
حسن و جمال کو عالی خیال سپاہیانہ ادب
سے دیکھتا رہا۔"

اور ایسا کیون نہوتا لیلی نے اُس
روز سے زیادہ کبھی بناؤ سنگار بھی نہ کیا تھا
کہ اس روز ستارہ کا خطاب جو اسکی
رعایا نے اسکو دیا تھا اسپر پورا پورا
صادق آتا تھا اسکا دل خوشی سے پھولا
ہوا تھا اُسکو اسکا چچازاد بھائی ملگیا تھا
یہانتک ناموں کا تاج اُس کے
سر پر تھا اسنے ایسی ناموری حاصل کی
تھی کہ منگریلیا والے اسکو عزیز سمجھتے
تھے اور ملک منگریلیا کو بھی اُسی ظلم سے
خلاصی ہوگئی تھی غرضکہ لیلی کی تقدیر کا
کایا پلٹ ظاہر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
خدا نے ان تمام مصیبتون کے بعد جو اسپر
گذر چکین تھین اس پر پورا فضل و کرم
کیا ہے۔

چند روز کے بعد پرنس دانیال اور
شاہزادی لیلی کا عقد محل کے گرجا مین ہوگیا
منگریلیا کے گریک چرچ کے رفیع المرتبت
پادریون نے نکاح پڑھا تین نوجوان ذی
رتبہ خواتین دولہن کی طرف سے وکیل
تھین۔ عمر پاشا بھراہی محمد پاشا مع اپنے
چند خاص ایڈیکانگ کے مجلس نکاح

مین شریک تھا - جب تمام رسوم سے
فراغت ہوگئی دولہا دولہن بحفاظت ترکی
سپاہیون کے کٹالیس کو روانہ ہوئے
وہان پیشتر سے یہ اشتہار دیدیا
گیا تھا کہ شاہزادی لیلی نے پرنس
دانیال کو اپنا چچازاد بھائی تسلیم کرلیا ہو
اور اسکے ساتھ تخت منگریلیا پر
فرمانروائی کرنا چاہتی ہے - تمام
باشندگان کٹالیس جوق جوق دولہن
کے خیر مقدم کے لیے بازارون اور
راستون مین جمع ہوئے اور نعرہ مسرت
کے ساتھ سواری محل کیطرف بڑھی -

چند ہفتہ تک ترکی فوج کا ملک منگریلیا
مین دخل رہا یہانتک کہ روس اور سلاطین
متحدہ مین صلح ہوگئی تب حسب صلاح
سرعسکر کے سلطان نے اپنے سفیر متعینہ
پیرس کو ہدایت کی کہ صلحنامہ مین ایک ضمیمہ
شرط اس مضمون کی بڑھادی جاوے
[illegible] روس منگریلیا کی خودمختاری کا [illegible]
[illegible]ار ہے چنانچہ پرنس دانیال اور اسکی
[illegible]ہ دولہن اپنے ملک مین بے خرخشہ
فرمانروا ہوگئی -

روس کی ناموافق آب وہوا اور انکی
[illegible]فتون مصیبتون سے نقلہ کی تندرستی
مین ایسا خلل ہوا کہ وہ آوارہ گردی
ترک کرنے پر مجبور ہوئی اور اسنے
لیلی اور دانیال کے محل مین جنکے واسطے
اسنے کارنمایان کئے تھے رہنا اختیار کیا

کونٹ ڈارول صحیح وسلامت پیرس
مین پہونچگیا جہان اسکے قبضہ مین اب ایک
عالیشان محل جو خیمپس الائی سینیر کے نواح
مین ہے اور وہ شاہانہ شان وشوکت
سے رہتا ہے اسی ضلع مین اور ویسے
ہی عمدہ محل مین ایک زن وشو قیام
پذیر ہین جو اپنے حسن ذاتی اور باہمی
عشق ومحبت کیلئے مشہور ہین انہون نے
اپنا یونانی نام رکھا ہے اور گو یہ ٹھیک
معلوم نہین ہے کہ وہ دنیا کے کس حصہ
سے آئے ہین فرانس کے اعلی درجہ کے
لوگ انسے صحبت رکھتے ہین اور کونٹ
ڈارول نے انکی تقریب ملاقات کرادی
ہے وہ کونٹ مذکور کے بڑے دوست
ہین کونٹ اسکے ساتھ محبت بزرگانہ
رکھتا ہے اور انکے پاس بھی ایسی ہی بے انتہا
دولت ہے جیسی اسکے پاس ہے ناظرین
اس بات کی اطلاع دینیکی بہت کم ضرورت
معلوم ہوتی ہے کہ یہ محبت والے زن وشو
جواب ہر طرح پر خوش وخرم ہین یہی ہین
جنکا نام پہلے قیری قرامان اور مرجہ تھا
شاہزادی لیلی کی عجیب وغریب داستان

عمر پاشا نے سلطان سے تخلیہ میں بیان کی
اور سلطان نے مراسلات محبت آمیز و تحائف
بیش بہا نوجوان فرمانروایان منگولیا کو بھیجے
مزید برآن سلطان نے یہ بھی قانون جاری
کیا کہ کوئی نوجوان عورت بلا اپنی مرضی کے
تحفہ رمضان نہیں ہو سکتی اور یہ قانون
بوجہ واقعہ ستارہ منگولیا جاری ہوا بادشاہ
نے ترجانہ کی دوستانہ شرکت لیلی کی بچانے
کی سازش میں شریک ہونیکی معلوم کر کے
سلطانہ سے محبت مہربانی کی اور اسکی نیکی
اور ہمدردی پر جو شاہزادی منگولیا کے
ساتھ اُسنے کی تھی آفرین کی اور براہ خسروانہ
سے ترجانہ کو اجازت دی کہ وہ اپنی مان
بہنوں سے وقتاً فوقتاً خط کتابت کرے
اس طرح پر گرجی بیوہ اور اس کی
لڑکیوں کو بھی خوشی حاصل ہو گئی گو پوری
پوری نہ تھی۔

خلاف تحریرات سابق مندرجہ قصہ ہذا کے
وادی گلستان کا راز بجائے تین شخصوں کے
اب پانچ شخصوں کو معلوم ہے یعنی انکو جو
لیلی۔ دانیال۔ کونٹ دارول فریق قرمان
درجہ ہیں مگر گو بہت سے راز اس پر بہار
مقام عافیت کے اس قصہ کے ذریعہ سے
دنیا میں افشا ہو گئے ہیں اب ایک راز سربستہ
جو اب تک نہیں بیان کیا گیا اور جسکی مقابلے
میں اور سب راز [illegible] وہ ہے جو صرف
انہیں پانچوں اشخاص کو معلوم ہے ہماری
غرض ان چور دروازوں کے کھولنے کے
طریقوں سے ہے جنکے بغیر وادی گلستان میں
داخل ہونا کسی طرح ممکن نہیں ہے فقط۔

تمام